آؤ دین پر چلیں
مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی
زکوٰۃ
روزہ
نماز
کلمہ
اسلامی کتب خانہ
دھونرہ، ضلع بریلی شریف (یوپی)

فہرست مضامین

نوٹ : ہماری کتاب یا دوسری کتابوں میں کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مشورہ آپ دینا چاہیں تو ہمیں مطلع کریں اور بجائے فون پر بات کرنے کے خط لکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ کی اصلاح اور مشوروں کا امیدوار

تطہیر احمد بریلوی

مقام وپوسٹ قصبہ دھونرہ ضلع بریلی۔ یوپی۔ پن۔243204

فون۔0581-3252466-9319295813

ذکر خدا - یاد مصطفیٰ اور کتاب لکھنے کی وجہ

ساری تعریفیں خوبیاں اور بلندیاں اللہ کے لئے ہیں جس کے علاوہ کوئی عبادت، پوجا اور پرستش کے لائق نہیں وہی اور صرف وہی سب کو پیدا فرمانے، بنانے مارنے، جلانے اور روزی و روٹی دینے والا ہے عالم میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، موت، فنا، نیند، اونگھ، سستی غفلت اور بے توجہی سے پاک ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے اور وہ کسی کی اولاد بھی نہیں ہے بلکہ سب اس کے بندے ہیں وہ ہر عیب، نقص، کوتاہی اور کمی سے پاک ہے وہ جیسا ہے اس کی حقیقت کو پورے طور پر اس کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔

بے شمار درود و سلام اور رحمتیں نازل ہوں ان پر جو جان کائنات روح ایمان منبع فیوض و برکات ہیں جن کا نام آسمانوں میں احمد اور زمینوں میں محمد ہے وہ سارے کمالات خوبیاں اور بلندیاں اللہ نے ان کو عطا فرمائیں جو ایک مخلوق میں ہو سکتی ہیں ان کا ذکر خدا کا ذکر ہے ان کی یاد اسی کی یاد ہے ان سے محبت اسی سے محبت ہے۔

ان کی آل و اصحاب پر بھی جن کے بغیر اسلام کو نہیں سمجھا جا سکتا اور انھیں چھوڑ کر خدائی راستوں پر نہیں چلا جا سکتا۔

اس حمد الٰہی اور ذکر مصطفائی کے بعد بندہ گنہ گار تطہیر احمد قادری رضوی بریلوی عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنام اسلام جو راستہ بندوں کو اپنے محبوب پیغمبر کے ذریعے عطا فرمایا اس کو انسانوں میں کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے قبول ہی نہیں کیا اور کچھ وہ جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر بھی اسلام سے دور ہیں مجھ کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے میں اس بات پر کڑھتا، روتا ہوں کہ اللہ نے پھول برسائے لیکن

لوگ کانٹوں کی طرف آئے اس نے اجالا بھیج دیا مگر وہ اندھیرے میں بھٹکتے رہے نور آ گیا لیکن وہ آگ میں ہی چھلانگیں لگاتے رہے میں نے معاشرے، سماج، ماحول کو گہرائی سے دیکھا تو مجھ کو ایک بڑی تعداد ان مسلمانوں کی بھی نظر آئی جو اسلام مذہب کی خوبیوں سے واقف ہیں اور چاہتے ہوئے بھی وہ اسلامی اصولوں پر عمل نہیں کر پاتے کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو پاتے جذبات اور جوش میں آتے ہیں لیکن ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں عمل شروع کرتے ہیں لیکن ٹک نہیں پاتے میں نے خدائے تعالیٰ کی توفیق سے ان کی راہ کی رکاوٹوں پر غور کیا تو اس پروردگار عالم نے کچھ باتیں اپنے فضل کرم سے میرے ذہن میں ڈال دیں اور بیشک وہ پروردگار بڑے فضل والا ہے اور اس کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ اس نے اس رسول کی امت میں پیدا فرمایا جن کو اس نے رحمت اللعالمین بنایا اور بتایا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ کل من ہو محبوب ومرضی لدیہ۔

دین دار بننا زیادہ مشکل نہیں

بہت سے ہمارے مسلمان بھائی سمجھتے ہیں کہ ہم دین دار سچے پکے مسلمان بن ہی نہیں سکتے یا بن کر رہ ہی نہیں سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو ایک مشکل اور مصیبت سمجھ لیا ہے یا انہیں سمجھا دیا گیا اور صحیح معنی میں اسلام کا تعارف انہیں نہیں ہو سکا اور وہ مذہب کو پہچان نہیں سکے کیا انہیں یہ پتہ نہیں کہ جس نے اسلام بھیجا ہے ان کا وہ پروردگار نہایت رحم و کرم والا ہے بڑا مہربان ہے بلکہ وہ بڑا ارحم الراحمین ہے اکرم الاکرمین ہے اور جس رسول کے وسیلے سے اس نے اسلام دیا

ہے اس کو اس نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ہاں اگر آپ یہ خیال کرتے ہوں کہ آپ کے نفس پر کوئی زور نہ پڑے عیش و آرام میں کوئی کمی نہ آئے ضرورت سے زیادہ کھانے پینے پہنے اوڑھنے سونے اور گھومنے پھرنے بھی ہوتے رہیں اور آپ سچے پکے مسلمان بن جائیں اپنے رب کو راضی کر لیں تو یہ آپ کی بھول ہے آخر اپنے دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی تو آپ کو پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں کبھی راتوں کو نیندیں خراب ہوتی ہیں اور کبھی دن کے چین چھوڑنا پڑتے ہیں دنگے اور فساد کرنا پڑ جاتے ہیں لڑائی اور جھگڑے مول لینا پڑتے ہیں برائی بھلائی سے واسطہ پڑتا ہے کبھی آپ کی ہنسی اڑائی جاتی ہے کبھی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے پھر اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کیلئے سب دن کی جنت اور دوزخ کے اندر سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ کو کچھ پریشانیوں مزاج کے خلاف باتوں کا سامنا کرنا پڑے تو اس پر آپ کیوں حیران ہیں آخر وہ کون سی بلندی ہے جس پر آپ بغیر زینے اور سیڑھی کے چڑھ جاتے ہیں اور وہ کون سا مقصد ہے جو بغیر کچھ کیے حاصل ہو جاتا ہے اور کونسی منزل اور کون سا مرتبہ ہے جو بغیر جان جوکھم میں ڈالے آپ اسے حاصل کر لیتے ہیں ۔کیا آپ نے سربراہیاں اور کرسیاں حاصل کرنے کے لئے سیاسی لوگوں کی دیوانگی اور ان کے جنون کو نہیں دیکھا ہے ان کی راہوں کی دقتیں اڑچنیں اور پریشانیاں آپ کی نظر سے نہیں گذری ہیں ؟ کہیں انہیں کالے جھنڈے دکھائے جارہے ہیں کہیں ان کی کاروں پر پتھر برسائے جارہے ہیں کہیں تالیاں بجائی جارہی ہیں تو کہیں گالیاں دی جارہی ہیں کہیں واپس جاؤ کے نعرے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کبھی تھانوں حوالات لاٹھی ڈنڈوں اور بندوق کی نالوں سے گذرنا پڑ رہا ہے ۔آپ ہیں کہ آپکو خدا کی رضا

اور جنت کی نعمت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے ذرا سی ٹوپی سر پر رکھنا بوجھ بنا ہوا ہے چار انگل داڑھی رکھنے میں سر شرم کے مارے جھکے جارہے ہیں گندی فلمیں ننگی تصویریں دیکھنے اور بے حیائی بھرے گانے سنے بغیر آپ کی روٹی ہضم نہیں ہو رہی ہے ناچ اور تماشے آپ کے دل کا سکون اور جسم کی غذا بن گئے ہیں وہ ممبری ، پردھانی اور چیئرمینی کے عہدے اسمبلی اور پارلیمنٹ کی کرسیاں حاصل کرنے کے لئے کسی کی برائی کی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے آپ اپنے بیوی بچوں اور نوکروں تک سے نماز روزے کے لئے کہتے ہوئے ڈرتے ہیں آپ کی جوان بہنیں بیٹیاں کھلے گلے اور بے آستین والے لباس پہن کر ننگے سر سڑکوں بازاروں میں اپنے جسم سب کو دکھاتی گھوم رہی ہیں اور آپ انہیں ٹوکنے اور روکنے میں جھجک محسوس کر رہے ہیں صحیح بات یہ کہ آپ کو قبر و آخرت کی کوئی فکر نہیں رہ گئی بس دنیا ہی کی زندگی کو آپ نے سب کچھ سمجھ لیا ہے ۔دیکھیں گے ہم بھی کہ اس دنیا میں آپ کب تک رہیں گے جس پر آپ قربان ہو گئے ہیں بہت جلد موت کا فرشتہ آئے گا اور آپ کے سب ارمان پورے کر دے گا جنہیں ہم نہیں سمجھا سکے انہیں وہ سمجھا دے گا اور بتا دیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوگ مالدار اور دولت مند بننے عمدہ اور شاندار بلڈنگیں بنانے ۔ایک سے ایک بڑھیا لباس پہننے اور سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے جتنی پریشانیاں اٹھاتے ہیں وہ اگر دیندار سچا پکا مسلمان بننے اللہ و رسول کو راضی اور جنت و قبر کا آرام حاصل کرنے کے لئے اس سے آدھی بھی قربانیاں دے دیں تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور انہیں وہ ملے گا جس کو وہ جانتے تک نہیں اور وہ ان کے گمان میں بھی نہیں پہنچ سکتا اور اللہ کے لئے حمد ہے اور اس کے نبی پر درود و سلام ۔

دین والا کبھی ہار میں نہیں

جن لوگوں نے دنیا کو اپنا مقصد بنا رکھا ہے وہ اکثر اپنے اس مقصد میں ناکام رہتے ہیں کہ کبھی نفع اور فائدہ ہے تو کبھی نقصان اور گھاٹا بھی جیتنے کی خوشیاں اور مٹھائیاں ہیں تو کبھی ہارنے پر رسوائیاں اور تالیاں غم اور صدمے بلکہ نفع اور فائدے والے کم ہوتے ہیں نقصان اور گھاٹے والے زیادہ فتح پانے اور جیتنے والے کم ناکام اور ہارنے والے زیادہ لیکن اللہ اور رسول کے لئے جو کرتا ہے وہ کبھی ہارتا نہیں نیت میں خلوص ہے تو ثواب کہیں نہیں جاتا اور اللہ دھوکہ دینے سے پاک ہے۔

حدیث پاک میں ہے اللہ کے رسول سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو صرف ارادے سے اس کے نامۂ اعمال میں گناہ مت لکھو اور وہ جب گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھ دو اور نیکی کا جب وہ ارادہ کرے تبھی لکھ دو اور جب وہ نیکی کرلے تو اس کو ڈبل کردو۔" (صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ ۷۸)

یعنی اللہ کے لئے جب بندہ کچھ کرتا ہے تو وہ خواہ اپنے ظاہری مقصد میں بھلے سے کامیاب نہ ہو لیکن ثواب اس کے نامۂ اعمال میں صرف نیت اور ارادے ہی سے لکھ دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ کبھی ہار میں نہیں کیونکہ دنیا کا کچھ بھی اگر ہاتھ نہ آئے لیکن اس کا مقصد جب ثواب آخرت اور اللہ کی رضا حاصل کرنا تھا وہ مل گیا اس کو کوئی کاٹ نہیں سکتا۔

اللہ کیلئے کرنے والے کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے

جو اللہ کو راضی کرے جنت اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش محنت یا عمل کرتا ہے اس کو اس بات کی فکر نہیں رہتی کہ کوئی اس کی عزت کررہا ہے کہ نہیں اس کی تعریف ہورہی کہ نہیں اس کے کارناموں کوششوں اور قربانیوں کو دنیا والے جانتے ہیں کہ نہیں اس کے لئے اللہ کا جاننا کافی ہے اس کے لئے قرآن عظیم کی یہ خوش خبری کافی ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

"کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔" (القرآن)

اور صحیح معنی میں دین پر ایسے ہی لوگ چل سکتے ہیں اور یہی لوگ دین دار بن کر رہ سکتے ہیں جنہیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی انہیں بے وقوف کہہ رہا ہے یا سمجھ دار ان کی تعریف ہورہی ہے یا برائی وہ امام ہیں یا مقتدی وہ مسند و اسٹیج پر بیٹھے ہیں یا نیچے بوریئے و ٹاٹ پر وہ خطیب و مقرر و شاعر ہیں یا زمین پر بیٹھ کر سننے والے وہ امیر ہیں یا رعایا فقیر ہیں یا بادشاہ انہیں کوئی جانتا مانتا ہے کہ نہیں وہ بھیڑ بھاڑ مجمع میں ہیں یا اکیلے اور تنہا جو کچھ وہ کہہ رہے پڑھ رہے ہیں بول رہے ہیں اس کو ان کے لئے ان کے پروردگار کا سننا کافی ہے اور بھی سنیں اچھی بات ہے دین کا کام ہے اشاعت و تبلیغ ہے اور کوئی نہ سنے تب بھی ان کے لئے اور ان کی نظر میں یہ دین کا کام ہے کیونکہ جس کے لئے وہ کررہے ہیں وہ ضرور سن رہا ہے اور وہ

نہ سننے سے پاک ہے وہ اللہ ہے جو شاہد وبصیر ہے علیم وخبیر ہے سمیع قدیر ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اسی لئے حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

دین کے معاملے میں علم وسمجھ رکھنے والا بہترین آدمی وہ ہے کہ جب لوگ اس کی ضرورت محسوس کریں اس کی طرف راغب ہوں تو انہیں نفع اور فائدہ پہنچائے اور جب لوگ اس کی طرف سے بے رغبت اور بے پرواہ ہو جائیں تو وہ بھی ان سے بے پرواہ اور دور ہو جائے مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثالث صفحہ ۳۶ اور وہ جو قرآن کریم میں فرمایا کہ اللہ والے نہ کسی سے ڈرتے ہیں نہ وہ رنجیدہ اور غمگین ہوتے ہیں اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ جب ہر کام اللہ کے لئے کرتے ہیں ثواب آخرت اور جنت ان کا مقصد ہے اور جب نیت صحیح ہے تو وہ بہر حال انہیں حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دھوکہ دینے اور وعدہ خلافی سے پاک ہے اور رحم وکرم فضل ومہربانی والا ہے تو وہ اللہ کے علاوہ کسی سے کیوں ڈرے اور دنیا میں کچھ بھی ہوا کرے اسے اس کا غم کیوں ہونے لگا اور جب ان کا رب ان سے راضی ہے تو انہیں کسی بات کی فکر کیوں ہو اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ معاذ اللہ اللہ سے بھی نہیں ڈرتے اور انہیں آخرت کا غم اور اس کی فکر نہیں ہے اللہ سے تو جتنا زیادہ ڈرے اور جنت وآخرت کی جتنی زیادہ فکر رکھے وہ اتنا ہی بڑا ولی ہے۔

لوگوں سے دوری اور تنہائی کس کے لئے بہتر ہے

اسی لئے خاصان خدا میں سے ایک بڑی جماعت ایسے لوگوں کی ہوئی ہے جنہوں نے دنیا میں رہ کر بھی دنیا والوں سے دوری بنائے رکھی

اس سلسلے میں بالکل صحیح بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایسے منصب ومرتبے طاقت وقوت ہمت وحوصلے علم وصلاحیت اور قابلیت ثابت قدمی اور استقامت والا ہو کہ لوگوں میں مل جل کر رہے ان میں بیٹھنے اٹھنے ان کے ساتھ کھانے پینے بات چیت کرنے میں انہیں اپنے دینی شرعی اسلامی رنگ میں رنگ سکتا ہے یا کم از کم ان کا غیر اسلامی خلاف شرع اثر اور رنگ اپنے اوپر نہیں چڑھنے دیگا تو ایسے کے لئے قوم سے دوری اچھی نہیں بلکہ ایسے شخص کے لئے تو عوام میں رہنا ہی اچھا ہے اس کو تنہائی اختیار کرنے اور گوشہ نشینی اپنانے کی اجازت نہیں ہاں وہ شخص جو اپنے علم وحوصلے کی کمی یا ایمان کی کمزوری کی بنیاد پر لوگوں میں مل جل کر رہنے سے ان کے رنگ میں رنگ جانے کا خطرہ محسوس کرے اپنی اچھائیاں ان میں چھوڑنے کے بجائے ان کی برائیاں اپنی زندگی میں داخل ہوتی ہوئی محسوس کرتا ہے اپنی صحیح بات ان سے منوانے کی بجائے زبان ودل کی کمزوری کی وجہ سے ان کی غلط بات مان سکتا ہے یا ہاں میں ہاں ملا سکتا ہے ایسے کے لئے لوگوں سے جتنا بچ کر رہے اتنا ہی بہتر ہے اور بچنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ آبادیوں سے باہر جنگل میں جا کر رہنے لگے بلکہ زیادہ تعلقات گہری یاری دوستی سے بچے بلا خاص ضرورت نا ملاقات کرے نہ بات چیت۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کچھ نام نہاد اسلامی گمراہ فرقوں اور بد مذہب جماعتوں کے بارے میں ان سے میل جول نہ رکھنے ان کا بائی کاٹ کرنے کا

فتویٰ دیا جاتا ہے وہ میرے خیال میں انہیں ایمان کے کمزور بے علم عوام تک محدود ہونا چاہیے جو ان کے فریب میں آسکتے ہوں ان کا اثر قبول کر سکتے ہوں لیکن وہ اہل علم اور مضبوط لوگ جو انہیں حق پہ لانے اور ان پر اثر ڈالنے کی صلاحیت و ہمت و طاقت رکھتے ہوں وہ اگر شرعی حدود میں رہ کر ان سے بات چیت کریں تو شاید یہ مصلحت وحکمت سے قریب ہے اور اللہ جانتا ہے کہ کس کی نیت میں اصلاح وسچائی ہے اور کس کی نیت میں فساد اور برائی اور قیامت کا دن بھیدوں کے کھلنے کا دن ہے ۔مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ آج اس کا الٹا ہو رہا ہے عوام نااہل ناواقف لوگ تو گھال میل تعلقات یاریوں دوستیوں میں کوئی کوتاہی نہیں برت رہے ہیں اور خواص اہل علم بہت سے امام اور مولوی لوگ ان سے ملنے جلنے سے صرف اس لئے رکے ہوئے ہیں کہ کہیں فتوے کی زد میں نہ آجائیں اور آجکل فتوے بھی صرف مولویوں کے لئے ہی رہ گئے ہیں عوام تو بالکل آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔

کام شیطانی اور مثال بزرگوں کی

آج کتنے لوگ وہ بھی ہیں جو اپنے سیاسی مالی اور کاروباری مقاصد کے لئے غیر مسلموں سے بے دینوں اور بد مذہبوں حرام کار بدکار بدمعاش چوروں ڈکیتوں اور ظالموں سے گہری یاری اور دوستی رکھتے ان میں ضرورتوں سے زیادہ گھل مل جاتے ہیں غیر مسلموں کے مذہبی تیوہار ان کے کفری رسوم ورواج میں خوب شریک ہوتے ہیں اور ان کی بولیاں بولتے ان کے سے لباس پہنتے ہیں اور کوئی کچھ بتائے یا سمجھائے تو مثال ان بزرگوں کی اور پیغمبروں کی دیتے ہیں جو غیروں میں دین کی تبلیغ کے لئے گھستے اور انہیں مسلمان بنانے کے لئے ان سے

ظاہر داری برتتے اور واقعی انہوں نے ان میں رہ سہہ کر ان کے ساتھ نرم رویے اخلاق اور کردار سے پیش آکر ان کو مسلمان بنادیا ایک دو نہیں کروڑوں کو بنا ڈالا ایک تم ہو کہ ان سے گہرے مراسم یاریاں اور دوستیاں کر کے ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہو ان کے طور طریقے کھانے پہننے رہن سہن اپنائے چلے جاتے ہو ان کی زبان تمہاری زبان ہوگئی ان کی بولیاں تمہاری بولیاں ہوگئیں ان کے لباس تمہارے لباس ہوگئے تم سر سے پیر تک پورے عیسائی یا ہندو نظر آنے لگے تمہیں شرم وغیرت آنا چاہیئے ان پیغمبروں ولیوں اور بزرگوں کے غیروں سے تعلقات اخلاق وکردار کی مثالیں پیش کرتے ہوئے جنہوں نے کفر والحاد بے دینی اور گمراہی کے کٹیلے جنگلوں میں اسلام وایمان کے پھول کھلا دیئے بت پرستوں کو خدا پرست اور ناریوں کو نوری بنا دیا پوجا استھلوں کو عبادت گاہوں میں بدل دیا جہاں گھنٹے اور سنکھ بجتے تھے وہاں سے اذانوں کی آوازیں آنے لگیں ہزاروں دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرنے والوں کو ایک معبود برحق کے آگے جھکا دیا جہاں شرابوں کے دور چلتے تھے وہاں روزوں کی افطاریں ہونے لگیں۔

ایک آپ ہیں کہ دوستیاں تعلقات یارانے کر کے سیکولرازم کے نام پر ہر روز ہر لمحہ کفر کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

امتی باعث رسوائے پیغمبر ہیں   تھا براہیم پدر اور پسر آزر ہیں

بھائیو اگر ان کو اپنے رنگ میں نہیں رنگ سکتے تھے تو کم از کم خود کو تو ان کے رنگ ڈھنگ کلچر اور تہذیب سے بچا لیتے اب جو کرلے سو کرلو اب موت آنی ہے اور قبر کی اندھیری کوٹھری تمہاری آنکھیں کھولتی ہے دیکھیں گے اللہ سے نکل کر کون بھاگے گا اور اس کی پکڑ سے کون کیسے بچے گا۔

کیا معاذ اللہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ خدائے قادر وقیوم جس نے تم کو پیدا فرمایا ہے وہ تم کو مارنے کے بعد زندہ نہیں کر سکے گا۔ آج مسلمانوں میں سیاسی لوگوں کے لئے غیر مسلم دھرماتماؤں کی جے جے کار پکار لینا ان کے پوجا استھلوں میں جا کر ماتھا ٹیکنا ماتھے پر تلک لگوا لینا ان کے خالص مذہبی کاموں میں چندے دینا ایک عام بات ہوگئی ہے کیا سیکولرازم کا مطلب یہی ہے کہ آپ بالکل غیر مسلم بن جائیں خدا بچائے ایسے سیکولرازم اور نیتا گیری سے جو ایمان بیچ کر ملے جنت کے بدلے جہنم خرید کر ملے اور ان میں سے بہت تو وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنا ایمان بھی خراب کر لیا ہے بے انتہا دولت بھی لٹا دی ذلیل ورسوا بھی ہوئے الیکشن میں ہار بھی گئے یہ دنیا کا عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ جن غیر مسلموں نے مسلمانوں کو سیکولرازم کا پاٹھ پڑھایا وہ خود کٹر پنتھی بن بیٹھے جنہوں نے ان کے ہاتھوں میں ترنگے جھنڈے دیئے انہوں نے خود ترشول تھام لیئے مسلم نوجوانوں کو کرکٹ اور فٹ بال میں لگا کر اپنے چھوکروں کو آر ایس ایس کی جنگی تربیت گاہوں میں بھیج دیا جنہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ مذہب کوئی چیز نہیں سب انسان بھائی بھائی ہیں وہ خود دھرماتما بن گئے اور جنہوں نے مسلم طاقتوں کو شامل کر کے اقوام متحدہ بنائی اور جنگ بندی کا اعلان کیا انھی نے مسلم ملکوں پر حملے شروع کر دیئے۔

آج میں ہندوستان میں دیکھ رہا ہوں کہ ہندوؤں کی دکانوں اور فرموں کے نام رام۔ کرشن اور شنکر اور شو کے ناموں پر ملیں گے اور مسلمانوں کے انڈیا اور بھارت میڈیکل اسٹور جنرل اسٹور انہیں دیش بھگت بتانے والے خود شو اور شنکر کے بھگت بنے رہے اور ان کی آنکھیں اب بھی بند ہیں پتہ نہیں کب کھلیں۔

اہل سیاست وحکومت کے لئے مشورہ

آج میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے کچھ سیاسی بھائی اگر مسجد ومدرسہ کے لئے بھی کوئی چندہ دیتے ہیں کسی ضرورت مند انسان کی مدد کرتے ہیں تو انسانی ہمدردی اور رضائے خدا حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خوش کر کے ان کے ووٹ حاصل کرنے کے لئے گویا کہ انھوں نے دین کے اچھے کاموں کو بھی دنیا بنا لیا میرا مشورہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کیجئے انسانی ہمدردی کے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیجئے جن کا خدا اور رسول نے حکم دیا ہے تو مجھ کو امید ہے کہ آپ کو لوگوں کا تعاون اور ان کا ووٹ بھی ملے گا اور تھوڑی دیر کے لئے مان لیں کہ اگر نہیں بھی ملے گا اور آپ الیکشن ہار بھی گئے تب بھی آپ ہارے نہیں ہیں کیونکہ آپ نے جو کچھ جس کے لئے کیا وہ آپ کو حاصل ہے اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب اور جیتے ہوئے ہیں کیونکہ آپکا مقصد انسانوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کر کے ان کو ظلم سے بچا کر ان کو انصاف دلا کر خدائے تعالیٰ کے یہاں ثواب لینا تھا تو وہ آپ کو ضرور ملے گا اور یہ جو حکومت وسیاست امارت اور بادشاہت والوں میں جنہوں نے نام پیدا کیئے ہیں ان کے چرچے گلی گلی ہیں اور ان کی یادگاریں قائم ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کو اپنی حکومت واقتدار کی فکر کم اور قوم وملک رعایا اور عوام کی فکر زیادہ تھی مرتبے اور عہدے حاصل کرنے سے بھی ان کا مقصد دنیا میں انصاف قائم کرنا رہا ہے اور جن کا مقصد واہ واہی حاصل کرنے ناک اور شان اونچی رکھنے شان و شوکت دکھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور وہ بجھ کر رہ جاتے ہیں آپ تو قوم کی خدمت کیجئے مرتبے اور عہدے دینا اللہ کا کام ہے

ہمارے اس بیان کا نچوڑ یہ ہے کہ منصب اور مرتبے حکومت اور عہدے حاصل کرنے کی کوشش بھی اسلام میں کوئی بری چیز نہیں ہے جب کہ اس کا مقصد دنیا میں امن وامان قائم کرنا اچھائیوں اور سچائیوں کو پھیلانا خرابیوں اور برائیوں کو مٹانا ہو تا کہ اللہ راضی ہو اور جنت حاصل ہو اور بعد مرنے کے روح کو سکون ملے
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ اور نزدیکی انصاف کرنے والا حاکم ہوگا اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ دور اور سخت عذاب کا مستحق ظالم حاکم ہوگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ فصل ثانی صفحہ ٣٢٢)

آج حکومت سیاست واقتدار والوں میں رشوت خوری ظلم وزیادتی ایذا رسانی ظالموں لٹیروں زناکاروں کا ساتھ دینا ان کی سفارشیں کرنے کا مرض بہت زیادہ بڑھ گیا یہ لوگ بس اتنا جان لیں کہ انہیں جب موت آئے گی تو انہیں بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظالم کے ساتھ چلا تا کہ اس کو طاقت پہنچائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے باہر ہوگیا۔ مشکوٰۃ باب الظلم فصل ٣ صفحہ ٤٣٦

دینی مدرسوں کے طلبہ ومولویوں کیلئے مشورہ

ہمارے کچھ دینی مدرسوں میں پڑھنے والے طالب علم اور مولوی حضرات یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم جو مطالعہ کرتے ہیں کتابیں دیکھتے ہیں ہمیں وہ یاد نہیں رہتیں اپنی یادداشت کی کمزوری اور حافظے کی کوتاہی کا رونا روتے ہیں اور اپنی اس کمزوری کی بنا پر وہ کتابوں کا مطالعہ چھوڑ دیتے ہیں میری دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ دین سیکھنے اور سکھانے والوں کو قوی الحافظہ بنائے اور جو پڑھیں یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے لیکن میرے بزرگو اور بھائیو آپ کو پڑھا ہوا اور سنا ہوا کچھ یاد رہے یا نہ رہے اس کی بہت زیادہ فکر بھی نہ کرو آخر آپ جس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ بہترین عبادت اور اللہ ورسول کی رضامندی حاصل کرنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے جب آپکا مقصد دین سیکھنے اور سکھانے سے اللہ کو راضی کرنا اور اپنی آخرت کا سنبھالنا ہے تو یہ تو آپکو بہرحال حاصل ہے کچھ یاد رہے یا نہ رہے جتنی دیر آپ دینی کتابوں خاص کر تفسیر وحدیث وفقہ وتصوف سیکھنے اور سکھانے میں لگے ہیں اتنا اچھا عمدہ وقت گزار رہے ہیں کہ جس کی تعریف کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں خدائے تعالیٰ مجھ کو بھی ایسا وقت گذارنے کی توفیق عطا فرمائے ذہن میں محفوظ کر دینا یہ اللہ کا کام ہے اس کا کام اس پر چھوڑ دیئے آپ تو وہ کیجئے جو آپکا کام ہے اور جس کا اللہ ورسول نے آپ کو حکم دیا ہے اور جس پر ثواب ورحمت جنت ومغفرت کا وعدہ فرمایا ہے ذرا غور کیجئے کہ جس وقت آپ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں اہل ایمان کے لئے کتنی لذت ہے کتنا ذائقہ لطف اور مزہ ہے ہلکی آواز سے حدیثوں کی تلاوت کیجئے اور دیکھیے اس میں کتنی مرتبہ بار بار

اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء وصالحین کا نام آتا ہے اور حضور کا نام زبان پر آتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ضرور کہتے ہوں گے یہ ذکر خدا اور یاد مصطفٰے اور علم دین سیکھنے اور سکھانے کا مشغلہ کیا اس سے عمدہ عمل اور وظیفہ آپ نے کہیں دیکھا ہے؟ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرنے کا اس سے عمدہ راستہ اور زینہ آپکی نظر سے گزرا ہے؟ اور اسی لیئے حدیث میں فرمایا گیا ہے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری تمہارے ادنیٰ انسان پر یہ اللہ اور رسول کا ذکر ہی تو ہے کہ جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور یہ ہی تو مومن کی روحانی غذا ہے اہل دل کے لئے اس سے زیادہ میٹھی اور کون سی شئ ہے۔ اللہ کے ذکر اور حضور پر درود شریف کی جو فضیلتیں مروی ہیں وہ سب آپ کو حاصل ہو رہی ہیں اور علم سیکھنے کا ثواب الگ۔

انکی یاد ان کا تصور ہے انہیں کی باتیں
کتنا آباد میرا گوشۂ تنہائی ہے

آپ کو کچھ یاد رہے یا نہ رہے آپ پریشان نہ ہوں اے علوم مصطفٰے کے طلب گارو اگر تمہاری نیت صحیح ہے تو تم سے اچھا اور زیادہ نفع والا کوئی نہیں اور علم حاصل کرنے کا بھی مقصد ذکر ہے جن لوگوں نے بے شمار کتابیں پڑھ لی ہیں لائبریریاں کھنگال ڈالی ہیں لیکن انہیں اللہ کے ذکر اور اس کے محبوب رسول پر درود پڑھنے اور سننے کی لذت حاصل نہیں ہے تو وہ علم والے نہیں ہیں وہ پڑھ کر بھی بے پڑھے ہیں اور جس کو اللہ و رسول کا نام جتنا زیادہ اچھا لگنے لگے وہ اتنا ہی بڑا مسلمان اور مومن ہے اور جو جتنا زیادہ اللہ سے ڈرے وہ اتنا ہی بڑا عالم ہے حدیث پاک میں ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

دو خواہش رکھنے والے کبھی سیر نہیں ہوتے ایک علم کا خواہش مند کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا اور دوسرے دنیا کا طلب گار کبھی دنیا سے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔
(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثالث صفحہ ۳۷)

آج دینی مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے ہمارے بھائیو میں ایک بڑی تعداد ان کی ہے جو مقرر وخطیب یا خوش الحان شاعر بننے کے تمنائی ہیں کتنے ہی بھولے بھالے طلبہ نے مجھ سے پوچھا کہ اچھا مقرر اور شاندار دھانسو خطیب بننے کی ترکیب کیا ہے، مجھ سے جو ہو سکا وہ میں نے ان کو بتایا لیکن بھائیو یہ سب کیا ہے آپ تو اپنا کام کیجئے یہ اللہ کا کام ہے کہ وہ آپ کو مقرر وخطیب بنائے گا یا مدرس و مفتی مصنف وادیب بنائے گا یا زاہد وصوفی آپ تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے علم دین حاصل کیجئے اور وہ جب آپ سے راضی ہے تو بہر حال آپ کامیاب ہیں اور وہ آپ سے ناراض ہے تو آپ کچھ بھی بن جائیں اپنے مقصد میں فیل ہیں کیا آپکو معلوم نہیں کہ کتنے ہی وہ لوگ ہیں جو اسٹیجوں کے دھانسو مقرر شعلہ بیان خطیب جاہ وشہرت مال ودولت والے ہیں لیکن ان سے اللہ ناراض ہے اور قیامت کے دن رسوا اور ذلیل ہوں گے اور کتنے ہی وہ لوگ ہیں کہ گمنام ہیں انہیں نہ کوئی جانتا ہے نہ مانتا ہے لیکن ان سے اللہ راضی ہے اور قیامت کے دن ان کے سروں پر ایسا روشن اور زریں تاج رکھا جائے گا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی اور صحیح بات پوچھو تو جنت میں گمناموں کی تعداد زیادہ ہوگی ناموروں کی کم جنکے ڈنکے دنیا میں بج گئے وہ اقلیت میں ہوں گے جنہیں کوئی جانتا مانتا نہ تھا وہ اکثریت میں ہوں گے فقرا و درویش خدا سے قریب ہوں گے اور زیادہ تر مال ودولت والے بہت دور مگر یہ سب تو وہ سوچے کہ جس کا مقصد خدا کا قرب اور اس کی رضا مندی

حاصل کرنا اور جنت میں جاتا ہو اور جس نے یہ سوچنا ہی چھوڑ دیا ہو اور دنیا کی زندگی اس کا مقصد و محور بن کر رہ گئی ہو اسے اس سب سے کیا مطلب؟ لیکن بھائیو سنو یہ سوچ آپ کو موت سے بچا نہ سکے گی اور قبر و حشر میں جانے سے آپ کسی صورت چھوٹ نہیں پائیں گے۔

ہمارے کچھ برادران علم و فضل یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کچھ اس لئے بننا چاہتے ہیں تا کہ کچھ بن کر منصب دولت و عزت و شہرت حاصل کر کے دین کی خدمت اور اس کا کام کریں تو صاحبو یہ ایک اچھی بات ہے جو تم نے کہی اور اچھی نیت ہے جو دل میں آئی آپ کو یہ نیت مبارک ہو لیکن عزیزو یہ بھی مت بھولو کہ سب سے بڑی دین کی خدمت اور اس کا کام خود کو سنبھالنا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دوسروں کو سدھارنے کے چکر میں خود کو بگاڑ لیں اوروں کو اٹھانے چلیں اور خود گر پڑیں اللہ آپکے صرف کاموں کو نہیں بلکہ دل کے ارادوں کو دیکھ رہا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور کس لئے کر رہے ہیں کتنے ہی وہ لوگ ہیں کہ دوسروں کو راستہ بتانے چلے اور خود بھٹک گئے دوسروں کو دین دار بنانے نکلے اور خود دنیا دار بن گئے رات کو اسٹیجوں پر جنت و دوزخ قیامت و آخرت کی باتیں کرنے والے دن میں نذرانے میں سو سو روپے کا اضافہ کرنے کے لئے لڑنے اور جھگڑنے لگے جنہوں نے بنام اسلام مولوی اور عالم بن کر دینی جلسوں اور مذہبی کانفرنسوں کے ذریعے عزت و شہرت اور ناموری حاصل کی انہوں نے وہ سب کفر و بت پرستی پر نثار کر دی اور نیتا گیری اور سیاست کے چکر میں پڑ کر کافروں کی گودوں میں کھیلنے لگے جن کی ابتداء اسلام و قرآن سے ہوئی تھی ان کی انتہا گیتا رامائن اور مہا بھارت پر ہوئی جنہیں مسجدوں نے چلنا سکھایا تھا وہ مندروں گردواروں اور گرجاؤں میں

جا کر اوندھے منہ گر پڑے ذرا ہوش میں رہیئے گا اور ہر وقت شیطان کے پینتروں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے قدم آگے بڑھائیے اور نظر انجام پر رکھیئے گا میں نے دین کے ٹھیکیداروں کو کفر کی دلدل میں پھنستے دیکھا ہے۔ میں نے اسلام کے علم برداروں کو جہنم کے گڑھوں میں گرتے دیکھا ہے۔ میں نے مدرسوں کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کو کافروں کے جنازوں کے پاس قرآن خوانی کرتے سنا ہے نعرہ تکبیر و رسالت کی گونج میں مسلمانوں سے گلے میں ہار پھول ڈلوانے والوں کو بعد میں جے جنکار اور وندے ماترم پکارنے والوں سے گلے میں مالائیں ڈلوا کر تلک دھاری بنتے دیکھا ہے۔ مال و دولت عزت و شہرت علم و عمل ملا بن جانا آسان ہے لیکن ان کو حاصل کرنے کے بعد خود پر کنٹرول رکھنا ہوش میں رہنا ذرا مشکل کام ہے۔

بعض دین کے تبلیغ کرنے والوں کی ایک کوتاہی

لوگوں کے سچا مسلمان، دیندار انسان بننے کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں ان میں وعظ و نصیحت تبلیغ و ارشاد کرنے والوں کے طریقہ کار کو بھی ہے ان میں کچھ تو وہ ہیں جو دین کو اتنا آسان بنا کر پیش کرتے ہیں کہ آدمی بالکل بے فکر اور فرائض و واجبات اور اسلامی احکام پر عمل کرنے میں سست اور لا پرواہ ہو جاتا ہے وہ اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا نماز روزہ ادا کرے اور یہ کوئی ضروری کام ہیں زکوٰۃ نکالے بغیر اسلام میں کوئی کمی رہ جاتی ہے حرام کام چھوڑے بغیر اللہ کو راضی اور جنت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اس کو پیر صاحب نے یہ بتا دیا ہے یا اپنے طریقہ کار اور کردار سے یہ سمجھا دیا ہے کہ ہمارا مرید ہو جانا اور ہمیں نذرانہ دے دینا ہی پورا

اسلام ہے اللہ کو راضی اور جنت کو حاصل کرنے کے لئے اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مقرر صاحب نے یہ باور کرادیا ہے کہ جلسہ کرنے اس کے لئے چندہ دینے نعرے لگانے اور ہمیں بھر پور رقم نذرانے کے نام پر بھینٹ چڑھانے کا نام اسلام ہے زیادہ کروتو نیاز وفاتحہ اور عرس کرلو مزار شریف پر حاضری دے دو بس کافی ہے اب ظاہر ہے جب اسے سال میں ایک بار جلسہ کرنے اس میں نعرے بولنے کبھی کبھی نیاز وفاتحہ عرس ولنگر کرنے سے ہی جنت مل گئی تو وہ نماز کیوں پڑھنے لگا اور کبھی پڑھ بھی لی تو اس کی پابندی کیوں کرنے لگا جب پیروں کو نذرانہ دینا ہی نجات کے لئے کافی ہے تو وہ زکوۃ کیوں نکالنے لگا خلاصہ یہ ہے کہ آج معمولی معمولی باتوں پر کروروں نیکیاں بانٹنے والے جن کاموں کی حیثیت اسلام میں ایک مستحب یا بدعت حسنہ کی ہے صرف ان پر جنت کا ٹکٹ دینے والے پیروں اور مقرروں کی کمی نہیں ہے یہ یہ نہیں بتاتے کہ نوافل ومستحبات نیازیں اور فاتحائے عرس اور میلادوں کا نفع اور فائدہ انہیں کے لئے ہے جو فرائض وواجبات پر عمل پیرا ہیں۔اس بارے میں کچھ تفصیل سے دیکھنا ہو تو میری لکھی ہوئی کتاب ’’درمیانی امت‘‘ کا مطالعہ کیا جائے آنے والے صفحات میں فضول خرچیوں کے بیان میں بھی اس قسم کی کچھ باتیں آپکے سامنے آئیں گی۔

اس بیان سے میرا مقصد وہ واعظین ومقررین ومبلغین تھے جنہوں نے کم ضروری معمولی باتوں پر جنت بانٹ کر لوگوں کے دلوں سے خوف خدا نکال دیا اور انہیں نماز روزے وغیرہ دین کی ضروری باتوں پر عمل کرنے اور حرام کاریوں سے باز رہنے کی تلقین نہیں کی۔

اب تھوڑا ان کا بھی ذکر کرتے ہوئے چلیں کہ جنہوں نے اسلام کو قوم کی نظر

میں اتنا مشکل بنا کر پیش کیا کہ دنیا کے دھندوں کاروبار اور بال بچوں میں رہنے والے لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ پکا سچا مسلمان بن کر رہنا ہمارے بس کی بات ہی نہیں تقوی اور پرہیزگاری کی باتیں یا جن کا تعلق مجاہدات اور ریاضات تصوف اور طریقت سے تھا ان کے کردار طریقہ کار بے پڑھوں کی تبلیغ سے اسلام کا ضروری عنصر معلوم ہونے لگے۔انہوں نے اسلام کے ذریعہ رہبانیت اور ترک دنیا کا تصور دیا اور بہت سے دنیادار اسلام کو مخصوص لوگوں کا مذہب سمجھنے لگے اور خود وہ مذہب سے بالکل آزاد ہو گئے۔

اسلام ایک مکمل آئین ہے اور ہر طرح کے انسانوں کے لئے زندگی گذارنے کا شاندار رہنما۔اس میں جو احکام واعمال ہیں ان سب کی حیثیت و اہمیت جداگانہ الگ الگ ہے نہ سب نیکیاں ایک جیسی ہیں نہ سب گناہ برابر نہ ہر عقیدہ یکساں ہے نہ ہر عبادت۔کوئی بہت زیادہ ضروری ہے کوئی اس سے کم کوئی اس سے بھی کم کوئی ایسا کہ بالکل ضروری ہی نہیں ہے کرلیا جائے تو بہتر نہ کیا جائے تو گناہ پکڑ اور عذاب نہیں ہاں کرنے والوں کے لئے اجر وثواب ہے۔

اسلامی تبلیغ کرنے اور اس کی دعوت دینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ قوم کو احکام واعمال کے درمیان یہ فرق ضرور بتائیں اپنے بیانات واقوال کے ذریعہ بھی اور اپنے افعال وکردار کے ذریعے بھی اگر آپ اسلامی ارکان، اعمال وافعال احکام واذکار لوگوں کو سکھا رہے ہیں لیکن آپ ان میں زیادہ ضروری کم ضروری اور غیر ضروری کا فرق نہیں بتارہے ہیں تو آپ اس دین کی تبلیغ نہیں کررہے ہیں جو پیغمبر اسلام لائے تھے اور آپکی زندگی اس مذہب کی مکمل طور پر ترجمانی نہیں کررہی ہے۔جس کو اسلام کہا جاتا ہے۔مذہب اسلام انسانی فطری

تقاضوں کو پورا فرمانے والا ایک ایسا درمیانی راستہ ہے کہ جو اتنا زیادہ آسان بھی نہیں کہ بالکل آوارہ گردی اور آزاد خیالی بن جائے اور نہ اتنا مشکل کہ لوگ اس کو اپنے بس سے باہر خیال کرنے لگیں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا"

حدیث پاک میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی مہینے میں روزے چھوڑتے چلے جاتے تو لگتا تھا کہ اس مہینے میں بالکل روزہ نہیں رکھیں گے اور کسی مہینے میں روزے رکھتے تو رکھتے چلے جاتے لگتا تھا کہ پورے مہینے روزے رکھیں گے اور رمضان کے علاوہ کبھی کسی مہینے کے پورے روزے آپ نہیں رکھتے تھے۔

(بخاری جلد:۱، کتاب الصوم صفحہ ۲۶۴)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھنا شروع فرماتے ہم کہتے کہ اب روزانہ پڑھتے ہی رہیں گے کبھی چھوڑنا شروع کرتے تو ہم کہتے کہ اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔

(ترمذی جلد:۱، ابواب الوتر صفحہ ۶۲)

ایک صحابی رسول حضرت عثمان بن مظعون نے حضور سے دنیا چھوڑنے کی اجازت چاہی تو فرمایا مسجدوں میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا ہی میری امت کا ترھب یعنی ترک دنیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ ۶۹)

ایک مرتبہ حضور دولت کدے میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے پوچھا یہ کیسی رسی ہے عرض کیا گیا کہ زینب نے باندھی ہے جب وہ نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں

فرمایا اس کو کھول دو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک خوش دلی سے پڑھ سکے جب تھک جائے تو رہنے دے۔ (صحیح بخاری جلد:۱، کتاب التہجد صفحہ ۱۵۴ باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ)

اسی سے آگے متصل دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بنی اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی کہ حضور تشریف لائے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ فلاں عورت ہے جو رات بھر جاگتی ہے اور اس کی نماز و عبادت کی تعریف کرنا شروع کر دیا حضور نے فرمایا خاموش رہو اتنا ہی عمل کرو جتنی تم میں طاقت ہے اللہ تعالیٰ اس وقت تک خوب ثواب دیتا ہے جب تک تم تھکتے نہیں ہو۔ اس قسم کی اور بھی احادیث مروی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر وقت یہ خیال رہتا تھا کہ مذہب اسلام کو لوگ بہت مشکل اور مصیبت نہ سمجھ لیں اور وہ کچھ مخصوص نفس کش اصحاب ریاضت و مجاہدہ کا ہی مذہب بن کر رہ نہ جائے بلکہ پیغام اسلام سب کے لئے عام ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا کثرت عبادت نوافل میں مشغولیت مجاہدہ اور ریاضت کی کبھی کبھی آپ نے تعلیم بھی دی ہے اس کی طرف رغبت بھی دلائی ہے لیکن اس کو مذہب کا لازمی اور ضروری حصہ نہیں بننے دیا۔ رمضان شریف کی راتوں میں آپ نے اصحاب کو مسلسل کئی روز تک جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھانی شروع کی اس کا چرچہ ہوا اور مسجد بھرنے لگی تو آپ نماز پڑھانے کے لئے اگلے دن تشریف نہیں لائے صبح کو بعد نماز فجر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نماز کے لئے تمہارے جمع ہونے سے مجھ کو کوئی پریشانی نہیں ہے یعنی مجھ کو یہ نماز پسند ہے لیکن میرے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ میری پابندی سے وہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے

یعنی تم لوگ اس کو ضروری نہ سمجھنے لگو۔ (بخاری شریف جلد ا، کتاب الجمعه باب من قال فل الخطبة امابعد صفحہ ۱۳۶ ادکتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعظ سننے کے بعد حضرت عثمان بن مظعون کے مکان میں جمع ہوکر صحابہ نے یہ عہد کیا کہ وہ سب دن روزے رکھیں گے۔ رات بھر نماز پڑھیں گے۔ عورتوں کے قریب نہیں جائیں گے۔ خوشبو کا استعمال نہیں کریں گے۔ گوشت نہیں کھائیں گے۔ بستروں پر نہیں سوئیں گے تو قرآن کریم کی آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے ایمان والو اپنے اوپر حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے کو پسند نہیں فرماتا اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال و پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہارا ایمان ہے۔ (سورۂ مائدہ پارہ نمبر ۷ رکوع نمبر ۲ تفسیر جلالین وخزائن العرفان مذکورہ آیت کے تحت)

اس سب بیان کا مطلب و مقصد یہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ عبادت و ریاضت نفس کشی اور مجاہدہ اسلام میں کوئی ممنوع و مکروہ و یا ناپسندیدہ چیز ہے بلکہ بات صرف یہ ہے اس کو مذہب اور مذہب والوں کے لئے شرعاً ضروری فرض و واجب نہیں ہونے دیا جائے۔ یہ جو بعض لوگ پڑھے لکھے ہوکر اہل تصوف و طریقت مجاہدہ و ریاضت کو گری نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان کی مذاق اڑاتے ہیں یہ سب گمراہ و بددین ہیں اس سب کو کچھ تفصیل سے جاننے کے لئے ہماری کتاب "تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں" کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری نفل نماز روزے اور عبادات کو لوگ اسلام کا ضروری حصہ نہ سمجھ لیں کہ جس کے بغیر اسلام نامکمل ہے اگر آپ نفل نمازیں پڑھنے کے عادی ہیں تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وصلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کی توفیق خدائے تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپکو عطا فرمائی اور آپ مسلمانوں کو اس طرف راغب کرتے ہیں اور یہ نمازیں انہیں سکھاتے اور یاد کراتے ہیں تو یہ ایک نہایت ہی عمدہ کام ہے جو آپ کر رہے ہیں لیکن اپنے قول و فعل سے لوگوں کو یہ تاثر دینا بھی آپکی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی شخص فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء پانچوں وقت کی نماز باجماعت کی پابندی کرلے تو اتنی عبادت ایک سچا اچھا مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے اور اگر آپ گاہے بگاہے مہینے عشرے اور ہفتے میں کچھ نفل روزے رکھنے کے عادی ہیں تو آپ قابل مبارکباد ہیں لیکن قوم کے ذہن میں یہ بھی بیٹھاتے رہیں کہ اگر کوئی اسلام میں صرف رمضان کے روزے رکھ لے تو وہ گنہگار نہیں ہے اور قیامت کے دن اس سے روزوں کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہوگی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے کی وہ سنتیں اور دعائیں کہ جن پر حضور نے کبھی عمل کیا اور کبھی چھوڑا اور ان کے نہ کرنے پر آخرت میں کسی عذاب عتاب سزا اور پکڑ کی وعید بھی نہیں بتائی تو اگر آپ ان سنتوں پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو کراتے ہیں تو آپکی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے لیکن ساتھ ساتھ اس بات کی بھی لوگوں کو آگاہی اور جانکاری دینا آپکا فرض اور ذمہ ہے اگر کسی سے ان سب پر عمل نہ ہوسکے اور یہ سنتیں اس سے چھوٹ جائیں تو صرف اتنی بات پر عند اللہ وہ ماخوذ نہیں ہے اور اس پر لعن طعن نہیں کیا جاسکتا البتہ کسی بھی سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یا اس پر عمل کرنے والوں کو اس سنت کی وجہ سے حقیر جاننا تفریح اور دل لگی اڑانا کافروں کا کام ہے۔ بڑے سے بڑے مسلمان سے بھی یہ امید نہیں کی جاسکتی۔

ہمارے اس سب بیان وکلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ راتوں کو جاگنے اور عبادت کرنے والے اور دن کو نفل روزے رکھنے والے ہر وقت پر سنت اور منقول و ماثور دعاؤں کا دھیان و خیال رکھنے والے ہیں تو یقیناً آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جان لینا اور دوسروں کو بتادینا ضروری ہے کہ کوئی شخص صرف اگر پانچوں وقت کی فرض نماز باجماعت ادا کرلے رمضان شریف کے روزے رکھ لے اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ وصدقہ فطر اور قربانی کی ادائیگی کرلے اگر بس کی بات ہے تو زندگی میں ایک بار حج کرلے تمام حرام کام مثلاً زنا، جھوٹ، غیبت، سود، شراب، جوا، گانے بجانے تماشے اور سینماؤں حق تلفی امانت میں خیانت ظلم وزیادتی وغیرہ سے بچتا رہے تو یقیناً یہ اس کی نجات کے لئے اللہ کے کرم سے کافی ہے بلکہ آج کے دور میں تو جو اتنا کرلے اس کو اللہ کا مقرب و مخصوص بندہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہے۔

دینی احکام واعمال میں ضروری غیر ضروری اور کم ضروری کا فرق لوگوں کو نہ بتانے کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے عوام اگر کوئی کسی نفل یا مستحب کو چھوڑ دے تو اسے بہت بری نظروں سے دیکھتے ہیں مثلاً اگر کوئی ہر نماز کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں انہیں نہ پڑھے تو آدھی نماز پڑھنے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں ایسے ہی کتنے وہ مستحبات ہیں جنہیں انہوں نے فرائض کا درجہ دے رکھا ہے اور یہ ان پڑھ عوام اہل علم کے لئے مصیبت بن گئے ہیں

ایک جگہ ایک امام کا حساب صرف اس لئے کردیا کہ انہوں نے بے وضو

اذان پڑھ دی تھی حالانکہ باوضو اذان پڑھنا صرف ایک مستحب کام ہے یہاں تک کہ ایک گروہ طبقہ بلکہ فرقہ تیار ہوگیا جو فرائض اور ضروری احکام شرع کی طرف سے ایک دم غافل اور دور ہے اور اشغال اوراد و وظائف و نوافل میں لگا ہوا ہے اور انہیں کوئی یہ بتانے والا نہیں کہ جب تک فرض ذمہ پر باقی ہے کوئی نفل یا مستحب قبول نہیں ہے اور جو لوگ نماز روزے کی پابندی نہیں کرتے ان کے سارے وظیفے عبادتیں اور ریاضتیں سب مردود اور نا قابل قبول ہیں غیر اسلامی کام ہیں اور گمراہی کے راستے ہیں۔ اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کام بھی تبھی فائدے مند ہیں جب فرائض وواجبات پورے ہوں اور جو لوگ فرائض کو چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہیں یہ ان سے بھی زیادہ خطرناک اور غلط ہیں جو فرائض و نوافل دونوں کو چھوڑے ہوئے ہیں کیونکہ جو فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہے اس کے طریقۂ کار سے ایسا محسوس ہوگا کہ اسلام میں پانچوں وقت کی نماز کا نام نہیں ہے بلکہ اوراد و وظائف اور دیگر نوافل کا نام ہے اور مذہب کی شکل بدلتی ہوئی معلوم ہوگی۔

اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب ''اعز الاکتناہ'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

شیطان کی ایک چال

شیطان کی چالوں میں سے ایک چال یہ بھی ہے کہ انسان کو خراب و برباد کرنے کے لئے ضروری اسلامی احکام نماز روزے اور زکوٰۃ وغیرہ کی طرف سے اس کا دل ہٹا دیتا ہے اور غیر ضروری باتوں نوافل و مستحبات صدقات نافلہ اور خیرات نیاز و فاتحہ عرس و میلاد جلسے وجلوس اور دیگر اوراد و اذکار میں اس کے لئے رغبت اور دلچسپی پیدا کر دیتا ہے اور بجائے فرائض و واجبات کے ان کاموں کے لئے اسے ابھارتا ہے اور وہ شخص خود کو متقی پرہیزگار خیال کرنے لگتا ہے حالانکہ وہ گمراہی سے بہت قریب ہے اور خدا اور رسول سے بہت دور ہے۔

یاد رکھو جس کا دل فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء میں نہ لگتا ہو اور وہ ان کا خیال و اہتمام نہ رکھتا ہو اور اشراق و چاشت، تہجد و اوابین اذکار و وظائف جن میں اسے خوب مزہ آتا ہو اس پر شیطان کا داؤں چل گیا ہے اور یہ دینداری کے نام پر دھوکہ کھا گیا ایسے کی صحبت دوسروں کے لئے بھی خطرناک ہے۔

عبادت اور نیک کام مرتبے حاصل کرنے کیلئے نہیں کرنا چاہیئے

اللہ کی عبادت اس کی بندگی کے اظہار اس کا حق ادا کرنے اس کی محبت کی وجہ سے کرنا چاہیئے کہ اللہ نے مجھ پر بے شمار احسانات و انعامات فرمائے ہیں میں بندہ ہوں وہ میرا رب ہے میرا فرض اور ذمہ داری ہے کہ میں اس کا شکر ادا کروں اس کی بندگی کا اظہار اور عبادت کروں کچھ لوگ جو اس لئے عبادت کرتے ہیں تا کہ وہ اللہ کے ولی اور قطب بن جائیں یا صاحب کشف و کرامت ہو جائیں تا کہ ہمارے

پڑھنے پھونکنے میں اور تعویز گنڈوں میں اثر پیدا ہو جائے اور ہمیں شہرت و مقبولیت حاصل ہو جائے تو ان کی نیت بہتر نہیں ہے اور ان کی عبادت ایک طرح کی دنیاداری بلکہ بعض کی تو نری دکانداری ہے بھائیو مرتبے انہیں نہیں مل پاتے جو مرتبوں کے طلبگار ہوتے ہیں تم تو اپنی نجات و مغفرت کی فکر کرو اللہ کی محبت میں عبادت کرتے رہو مرتبے دینا اللہ کا کام ہے کسی کو بغیر کچھ کیئے دے دیتا ہے اور کسی کو کرنے کے بعد بھی نہیں دیتا اور عبادت و ریاضت کرنے والے کرتے رہتے ہیں اور انہیں مرتبے بھی مل جاتے ہیں لیکن انہیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ کون سے مرتبے پر فائض ہو گئے وہ خود کو گنہگار خیال کرتے رہتے ہیں۔ اولیاء وصوفیاء میں سے ایک گروہ کا خیال یہ ہی ہے کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں۔ (رسالہ قشیریہ باب ۳۶)

زیادہ دینداری دوسروں پر تنقید کرنے کیلئے نہ ہو

تقوے طہارت خوب زیادہ عبادت و ریاضت والوں کو یہ بھی خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ان مسلمانوں کو حقیر نہ سمجھیں اور گری نظروں سے نہ دیکھیں جو ان کی برابری نہیں کر پاتے بلکہ اللہ کے اوروں سے زیادہ شکر گزار بن کر رہیں کہ اللہ نے تمہیں توفیق دی انہیں نہ دی نماز کی ہر رکعت میں جو دو سجدے رکھے گئے ہیں اس کی وجہ اہل علم نے یہ بتائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم فرشتوں کو دیا تو سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن عزازیل انکار کرنے کی وجہ سے مردود و ملعون قرار دیا گیا تو فرشتوں نے پہلے سجدے کی توفیق کے شکرانے کے لئے ایک سجدہ اور کیا۔

مشہور زمانہ صوفی اور بزرگ حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ شب

بیداری کی ساری رات عبادت و تلاوت میں گذاری کچھ لوگ سو رہے تھے تو میں
نے کہا ان لوگوں میں سے کسی نے یہ بھی نہیں کیا کہ رات میں اٹھ کر دو رکعت نفل
نماز پڑھ لیتا تو والد بزرگوار نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے اگر تو بھی سوتا رہتا
تو اس غیبت اور دوسروں کی عیب جوئی سے اچھا ہوتا ہے۔ (گلستان باب نمبر ۲)

ہاں جو لوگ فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوں اور حرام
کاریوں کے عادی ہوں ان پر اصلاح و سدھار کی نیت سے ملامت و تنقید کی
جا سکتی ہے اپنی نفس کی برتری اور بڑائی کا اس میں بھی دخل نہ ہو۔

ریاکاری سے بچنے کی ترکیب

ریاکاری اور دکھاوے کی قرآن و حدیث میں جگہ جگہ بہت برائی آئی ہے
اور اس کی وجہ سے انسان کا سارا کرا دھرا بے کار ہو جاتا ہے اس سے بچنے کی ایک
خاص ترکیب یہ ہے کہ آپ کبھی کبھی ایسے وقت اور موقع سے کوئی عبادت یا نیک
کام کرتے رہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہ جان سکے مثلاً رات میں ایسے وقت اٹھئے
کہ سب لوگ سوتے ہوں اور عبادت و تلاوت میں مشغول ہو جائیے کسی پر کوئی
احسان کیجئے کہ دوسروں کو پتہ نہ چل سکے پھر بھی اگر کوئی جان جائے یا اس کو پتہ
چل جائے تو صرف اس سے آپ کے عمل کو ریاکاری نہیں کہا جا سکتا ریاکاری تو
وہ ہے کہ لوگوں کو بتانے جتانے اور ظاہر کرنے کے لئے ہی کیا جائے ظاہر ہو جانا
اور بات ہے اور ظاہر کرنا اور لیکن کبھی کبھی ایسے نیک کام ضرور کرتے رہیں کہ آپ
کی کوشش میں جس کا علم خدا کے علاوہ کسی کو نہ ہو۔

شیطان کی ایک اور چال

شیطان کسی کو عبادت و ریاضت اور نیکیوں سے باز رکھ کر خدائے تعالیٰ سے
دور کرتا ہے اور کسی کو خوب عبادت کرا کرا سے اپنی عبادت پر مغرور و گھمنڈی اور
متکبر بنا کر گمراہ کرتا ہے اور اسے خوب عبادت و پرہیزگاری پر ابھارتا ہے یہاں
تک کہ وہ شخص دوسروں کو جہنمی اور خود کو جنت کا ٹھیکیدار خیال کرنے لگتا ہے اور اس
کے دل سے خوف خدا اور آخرت کی فکر نکال دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے اب تجھے
اللہ سے ڈرنے کی اور آخرت کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے تو تو اتنا بڑا دین دار
پرہیزگار ہے تیرا تو جنت میں جانا ضروری اور یقینی ہے اور اسے ایسے غار میں لے
جا کر پھینکتا ہے جہاں سے اس کا نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے حالانکہ خوف خدا اور آخرت
کی فکر ہی اہل اللہ کی سب سے بڑی پونجی ہے اور بندے کا اللہ کے ڈر سے لرزنا
کانپنا گڑگڑانا اللہ کو عبادت سے بھی زیادہ پسند آجاتا ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کو بندے
کا گناہ کر کے پچھتانا اور شرمانا نیکیوں سے بھی زیادہ پسند آجاتا ہے جب کہ یہ
پچھتانا اور شرمانا دل سے ہو دکھاوا اور مکاری نہ ہو اور جو گناہ کر کے دل سے
پچھتاتے اور شرماتے ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ پھر بار بار گناہ نہیں کرتے اور
اللہ پر کچھ واجب نہیں اور اس پر کسی کا قرضہ اور ایسا احسان نہیں کہ جس کا صلہ اور
بدلہ دینا اس کے ذمے لازم ہو جب کسی کو کچھ دیتا ہے تو یہ اس کا کرم ہے اور کچھ نہ
دے تو یہ عدل و انصاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں
اس کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے چاہے تو گنہگاروں کو جنت میں بھیجے اور
چاہے تو نیکوں کاروں کو دوزخ میں داخل کر دے لہٰذا اس سے ہر شخص کو ہر حال میں
ڈرتے رہنا چاہیئے اور جو زیادہ ڈرنے والے ہیں وہی زیادہ علم والے ہیں۔

غلطی کر کے شرمانا ایمان والوں کی شان

حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ایمان کی پہچان کیا ہے تو فرمایا: "جب تمہیں نیکی کر کے خوشی ہو اور گناہ کر کے افسوس ہو تو تم صاحب ایمان ہو۔" (مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۱۶)

اس فرمان رسول سے ظاہر ہے کہ مومن وہی نہیں جو کبھی گناہ نہ کرے بلکہ مومن بھی گنہگار ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے لیکن اس کو گناہ کرنے پر افسوس صدمہ اور دلی تکلیف ہوتی ہے اور گناہ کر کے یہ تکلیف اسی کو ہوتی ہے جو گناہوں پر جری اور ان کا عادی نہ ہو گیا ہو اور جو گناہوں پر گناہ کرتے ہی رہتے ہیں اور حرام کاریاں ان کی سرشت اور فطرت و عادت بن گئیں تو انہیں گناہ کر کے پچھتاوے احساس اور شرمندگی کی نعمت حاصل نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص نماز کا پابند ہے اور کسی خاص مجبوری کی وجہ سے مثلاً سوتا رہ گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو یقیناً اس کو افسوس ہوگا وہ گھٹن اور کڑھن محسوس کرے گا لیکن جو نماز چھوڑنے کا عادی ہو گیا ہے کبھی پڑھتا نہیں تو اسے نماز چھوٹنے کا افسوس کیوں ہونے لگا۔

اس حدیث سے لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ اب ہم خوب گناہ کریں گے اور بعد میں افسوس کر لیا کریں گے کیونکہ افسوس پچھتاوے اور شرمندگی کا تعلق دل سے ہے اور اللہ جانتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے اور کون گناہ کر کے پچھتا رہا ہے اور افسوس کر رہا ہے اور کون افسوس کرنے پچھتانے کے لئے ہی گناہ کر رہا ہے اور اللہ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا وہ دھوکہ کھانے سے پاک ہے اس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرنے والے خود ہی بڑے دھوکے میں ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں۔

خطائیں بزرگوں سے بھی ہوئی ہیں

غلطیاں گناہ اور بھول چوک بعض اکابر بزرگان دین یہاں تک کہ صحابۂ کرام سے بھی واقع ہو گئی ہیں لیکن غلطی کر کے ان کے پچھتانے افسوس توبہ کرنے کی مثالیں تاریخ میں انوکھی ہیں۔

ایک صحابی رسول حضرت سیدنا ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بھول ہو گئی تھی تو انہوں نے خود کو مسجد نبوی شریف کے ایک ستون سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا یوں ہی بندھا رہوں گا اور حضور خود ہی اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھ کو کھولیں گے مسلسل چھ روز تک بھوکے پیاسے بندھے رہے نماز کی ادائیگی اور ضروری حاجت کے لئے ان کی بیوی صاحبہ یا ان کی بچی ان کو کھول دیتی تھیں اور بعد میں پھر باندھ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ سننے کی طاقت ختم ہو گئی آنکھیں بھی جواب دینے لگیں تھیں آخر اللہ تعالیٰ کو ان کی توبہ پسند آئی اور قرآن کریم کی ایک آیت نازل فرما کر اپنے محبوب کے ذریعہ انہیں توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنوائی گئی اور حضور نے خود ہی اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں کھولا۔ (مواھب اللدنیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۶۴)

سبحان اللہ کیسی خوش قسمتی ہے جو غلطی اور پھر توبہ کرنے سے حاصل ہوئی ہے پرہیزگاریاں اس مرتبہ پر رشک کریں تو بجا ہے مسجد نبوی کے اس ستون کا نام ستون ابولبابہ یا ستون توبہ پڑ گیا جواب بھی ہے اہل اسلام اس کے نزدیک اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ماعز بن مالک اسلمی کا ہے ان سے زنا سرزد ہو گیا۔

تھا تو سرکار کی خدمت میں آئے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو پاک کر دیجئے ارشاد فرمایا جاؤ! اللہ سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہو اور توبہ کرلو وہ واپس لوٹنے اور پھر واپس آگئے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو پاک کر دیجئے حضور نے پھر یہی فرمایا یہاں تک کہ چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو حضور نے فرمایا میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں عرض کیا میں نے زنا کیا ہے حضور نے دوسری طرف کو چہرہ پھیر لیا تو وہ حضور کے سامنے آگئے اور اقرار کیا کہ میں نے زنا کیا ہے فرمایا کیا تم پاگل تو نہیں ہو عرض کیا نہیں یہاں تک کہ چار مرتبہ انہوں نے اپنے زنا کرنے کا اقرار کیا تو حضور نے انہیں سنگ سار کرنے کا حکم دیا اور انہیں جنگل میں لے جا کر گڑھا کھود کر اس میں آدھا گاڑھ دیا گیا باقی جسم کو پتھروں سے مارا گیا یہاں تک کہ وہ جاں بحق ہو گئے حضور نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ساری امت میں بانٹی جائے تو سب کو کافی ہو جائے

اور ایسا ہی اس مبارک زمانے کی ایک عورت کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے بھی یہ غلطی ہو گئی تھی تو وہ بھی سرکار کی خدمت میں خود ہی حاضر ہوئیں اور اپنی غلطی کا اقرار فرمایا سرکار نے توبہ واستغفار کرنے کے لئے کہا کہنے لگیں کیا آپ مجھ کو واپس کر دیں گے؟ مجھ کو خوب پاک فرمایئے میں زنا سے حاملہ ہو چکی ہوں ارشاد فرمایا جب تک بچے کی ولادت نہ ہو جائے سزا نہیں دی جاتی یہ سن کر واپس چلیں گئیں اور جب بچہ پیدا ہوا تو پھر حضور کو اطلاع کرائی کہ اب مجھ کو سزا دے دی جائے حضور نے پھر ٹال دیا اور فرمایا جب تک بچہ ماں کے دودھ کا محتاج ہے ماں کو سزا نہیں دی جا سکتی پھر چلی گئیں یہاں تک کہ بچہ کچھ سمجھ دار ہو گیا تو پھر حاضر خدمت ہوئیں اور بچے کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا تھا یعنی حضور کو یہ دکھانا

چاہتی تھیں کہ اب بچہ میرے دودھ کا محتاج نہیں ہے وہ روٹی کھانے لگا ہے تب سرکار کے حکم سے ان کے لئے سینے تک ایک گڑھا کھودا گیا اور باقی جسم کو پتھروں سے مار کر انہیں ختم کر دیا گیا حضرت خالد بن ولید نے ایک پتھر مارا جو سر میں لگا خون کے کچھ چھینٹے ان کے جسم پر آگئے تو انہوں نے کچھ برا بھلا کہا تو حضور نے فرمایا خالد اس عورت کے بارے میں کچھ نہ کہو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ کے لئے کافی ہے اور حضور نے ان کی توبہ کی بہت تعریف فرمائی اور خود ان کے جنازے کی نماز ادا فرمائی یہ دونوں واقعات حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۰ میں بخاری اور مسلم کے حوالے سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

سبحان اللہ کتنے پیارے مرتبے والے ہیں یہ خطا کار اور گنہگار کہ جن کی تعریف وہ فرمائے کہ جس کا کلام خدا کا کلام ہے اور خود سرکار ان کے جنازے کی نماز ادا فرمائیں اور کیوں نہ ہو شان ایمان دیکھیے کہ جانتے ہیں کہ ہمارے اس گناہ کی سزا اسلام میں سنگ سار کرنا ہے لیکن چھپتے بچتے اور بھاگتے نہیں اور دنیا کی اتنی سخت سزا کو آخرت کی بھلائی کے لئے برداشت کر لیتے ہیں کتنے تقوے اور پرہیزگاریاں قربان ہیں ان خطا کاروں پر

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

ایک ضروری بات

خیال رہے کہ بزرگوں سے جو خطائے سرزد ہوئیں ہیں بلا خاص ضرورت ان کا ذکر کرنا جائز و مناسب نہیں ہے اور بڑی محرومی اور بے ادبی ہے پڑھتے پڑھانے یا قرآن و حدیث یا دینی کتابوں کی تلاوت و مطالعے میں ذکر آجائے تو کوئی حرج نہیں خوامخواہ ایسی باتوں کا ذکر چھیڑنا منافق کی پہچان ہے ہم نے اس موقع پر ان واقعات کا ذکر اس لئے کیا تا کہ لوگوں کو خطا اور گناہ کر کے پچھتانے افسوس کرنے اور شرمندہ ہونے کے معنی معلوم ہو جائیں۔

اے لوگوں تم نے دین کیوں چھوڑا؟

یہ ایک سوال ہے جس کا جواب آپ سے بروز قیامت طلب کیا جائے گا بجائے ہمارے بتانے کے آپ خود ہی اکیلے میں بیٹھ کر اس سوال کے جواب پر غور کریں آخر مذہب اسلام میں وہ کون کون سی باتیں ہیں جن پر آپ عمل نہیں کر سکتے اور کیوں نہیں کر سکتے آپ کی راہ میں کیا مشکل ہے اور دشواریاں حائل ہیں انکو دور کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ان سوالات کے جواب آپ کے پاس کیا ہیں آپ خود اپنے سے پوچھئے اور خود جواب دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد ہی سوچنا نصیب ہو۔

سچ بات یہ ہے کہ اسلام نے آپ کو دنیا کے ہر عیش و آرام خوش طبعی اور تفریح سے روکا تو نہیں ہے بس ایک دائرہ اور حد متعین کر دی ہے اس کے اندر رہ کر آپ دنیاوی زندگی سے بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں اس کے باوجود آپ نے

دین چھوڑ دیا ہر چیز کی ایک حد ضرور ہوتی ہے خوشیوں ارمانوں اور حسرتوں کی بھی ایک حد ہونا چاہئے کہ نہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ حد سے زیادہ ارمان پورے کرنے حسرتوں کو مٹانے اور عیش و آرام اٹھانے میں لگ گئے اس لئے آپ اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو ہر خوشی ہر عیش اور ہر آرام کے طلب گار ہوتے ہیں انہیں کچھ بھی نہیں ملتا بلکہ رنج و تکلیف غم و اندوہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حد سے زیادہ ہنسنے کا نتیجہ رونا ہوتا ہے اب تم جو کر سکتے ہو کرو لیکن یاد رکھو تم دنیا کو جنت نہیں بنا سکو گے دیکھتے نہیں ہو جب سے دنیا میں بظاہر آسانیاں بڑھ گئی ہیں تو پریشانیاں بھی بڑھ گئی ہیں علاج ترقی کر گئے ہیں تو بیماریاں بھی زیادہ ہو گئیں ہیں ذرائع و وسائل اگر بڑھے ہیں تو آرام طلبیاں اور عیش پرستی بھی بڑھ گئی ہیں حد سے زیادہ آرام پریشانی بن جاتا ہے ہر وقت بستر پر لیٹے رہنا غم و رنج میں بدل جاتا ہے اللہ نے جس کو جتنا بنایا ہے وہ اتنا ہی ہے اور اتنا ہی رہیگا انسان جو دنیا کو جنت بنانے کے لئے سرگرداں ہے وہ کبھی بنا نہیں سکے گا تو دنیا میں جو کچھ تھوڑا بہت آرام و سکون اللہ اپنے کرم سے عطا فرمائے وہ اٹھاؤ اور جنت کی تیاری میں لگ جاؤ وہ ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں کوئی نہ رنج ہوگا نہ غم نہ دکھ نہ درد نہ بیماری نہ پریشانی نہ فکر نہ کوئی الجھن۔

جو ہو سکے وہ تو کرو

میں اپنی تحریر کے ذریعے آپ کو یہ دعوت نہیں دے رہا ہوں کہ آپ مکمل اللہ والے بہت بڑے ولی یا قطب بن جائیں میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ سے جو ہو سکے وہ تو کرو آپ نے دین کو ایک دم چھوڑ رکھا ہے آپ یہ سوچتے ہی نہیں کہ ہمیں بھی دین پر چلنا ہے آپ نے قطعاً یہ پوچھنا ہی چھوڑ دیا کہ اسلام میں کیا اچھا ہے کیا برا کیا جائز ہے اور کیا ناجائز کیا حلال ہے اور کیا حرام بھائیو جو ہو سکے وہ تو کرو اور باقی کے لئے اللہ سے رحمت و بخشش معافی اور مغفرت کی امید رکھو بے شک وہ پروردگار بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

خود کو سنبھالنا تو آسان ہے

آج ہم میں قوم کی دین سے دوری اور بدعملی کا رونا رونے والوں کی کمی نہیں ہے اور یہی دوسروں کا رونا رونے والے جب ان کی زندگی کے حالات کا جائزہ لو تو اسلام سے بہت دور نظر آتے ہیں حالانکہ وہ چاہتے ہیں کہ سب لوگ دین دار ہو جائیں اور ماحول دینی اسلامی ہو جائے تو بھائیو دوسروں کو سنبھالنا سدھارنہ تو ایک مشکل کام ہے پتہ نہیں وہ ہماری بات مانیں نہ مانیں اس کا دل و دماغ ہمارے بس میں نہیں اس کے ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں بس کہہ سکتے ہیں سمجھا سکتے ہیں منوا نہیں سکتے لیکن بھائیو اپنے دل و دماغ پر تو اپنا کنٹرول ہے اپنے ہاتھ پاؤں تو خدا نے آپ کے بس میں کر دیئے ہیں انہیں صحیح راہ پر چلانے کے لئے ان سے صحیح کام کرانے کے لئے تو آپ کو کسی کو سمجھانے یا کسی کی خوشامد کرنے

کی ضرورت نہیں ہے صرف ارادہ کرنے ہی کی تو دیر ہے پھر یہ آپ کیوں نہیں کر رہے دوسروں سے شراب اور جوئے چھڑانے انہیں فلموں اور گانوں تماشوں سے بچانے ان سے نماز پڑھوانے روزہ رکھوانے انہیں داڑھی اور ٹوپی والا بنانے کا کام مشکل ہے ہر ایک کے بس کا نہیں ہے لیکن خود اپنے لیئے کیا مشکل ہے اس میں آپ سستی اور کاہلی کیوں کر رہے ہیں؟ آپ خود کو بھی نہیں سنبھال سکے تو آپ سے زیادہ نکما اور ناکارہ کوئی نہیں دوسروں کا غم چھوڑ کے ہر آدمی خود کو درست اور صحیح کر لے تو ظاہر ہے کہ پوری قوم سدھر جائے گی کیونکہ قوم افراد ہی کے مجموعہ کا تو نام ہے۔ مجھ کو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری قوم میں دین کے ٹھیکے دار بہت ہیں لیکن دیندار کم ہیں دین کے نام پر روٹیاں سیکنے والے اس کا نام لے کر مسلمانوں کو خوش کر کے نیتا گیری اور سیاست چمکانے والے بہت ہیں لیکن جنہیں دیکھ کر اللہ و رسول کی یاد آ جائے وہ نظر نہیں آتے۔

قوم مسلم کا لیڈر کون؟

یہ ایک سوال ہے کہ قوم مسلم کا صحیح معنی میں لیڈر اور قائد کون ہوتا ہے اور کون ہوگا اور مسلمانوں کے لئے جزوی اور کلی خانگی معاشرتی ملکی اور عالمی سطح پر جو مشکلات ہیں ان کا حل کون لائے گا آج یہ ایک اہم سوال ہے۔ جس کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے اور ہر ایک کی سوچ ایک جیسی نہیں ہوتی میرا اپنا خیال تو یہ ہی ہے مسلمانوں کا مکمل رہنما اس کا سچا قائد اور ان کے ہر قسم کے مسائل کا حل اسی شخص کے پاس رہا ہے اور رہے گا جو صحیح معنی میں نائب رسول اکرم ہو اس کی زندگی ان کی حیاتِ مبارکہ کا آئینہ ہو اسے اور اس کے حالات دیکھ کر ان کی یاد آ جاتی ہو پیغمبر

اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کی حیران کن خدا ساز عظیم شخصیت اور ان کی مبارک زندگی پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں وہ ساری خوبیاں اور کمالات جمع فرما دیئے جو ایک مخلوق یا انسان میں ہو سکتے ہیں آپ مسجد نبوی شریف میں دین وقرآن کی تعلیم بھی دیتے خدا کی باتیں لوگوں کو سناتے نماز روزے حج و زکوٰۃ عبادت وریاضت تصوف وطریقت کے طور طریقے اسرار ورموز لوگوں کو سکھاتے خود ہی مسجد مبارک میں پانچوں وقت کی نماز میں امامت فرماتے اخلاق و آداب کی تعلیم دیتے اور جب اسلام ومسلمانوں کو مٹانے کی سازش رچنے والے ان پر ظلم وزیادتی اور حملہ کرنے والوں سے اگر جنگ لڑنا پڑی تو خود ہی میدان جنگ میں اسلامی فوج کے سردار وسربراہ بن کر تشریف لاتے اور جنگ وجہاد کے طور طریقے بتاتے اسی لیئے آپ کی امت میں بڑے بڑے مجاہدین وفاتحین بھی ہوئے اور تارک الدنیا صوفی اور درویش بھی علم وفضل والے عالم مولوی، فاقہ مست فقیر بھی اور رئیس وامیر بھی ان سب کا ایک ہی کلمہ اور ایک ہی نعرہ تھا ان میں سے بہت سے وہ بھی ہیں جنہوں نے بڑے بڑے مرتبے پائے وہ خدائے تعالیٰ کے مقرب بندے ہوئے لیکن رسول خدا کا سچا پکا اور جامع جانشین اور قوم مسلم کا مکمل رہنما جس کے دم سے ہر قسم کی اسلام مخالف تحریکیں تنظیمیں پالیسیاں اور سازشیں ناکام ومغلوب رہیں وہی ہو سکتا ہے جس کو ان سارے کمالات اور خوبیوں میں سے حصہ ملا ہو وہ علم وفضل والا بھی ہو اور عبادت وریاضت تقویٰ طہارت والا بھی ایمان دار اور دیانت دار بھی ہو جری بہادر اور ہمت والا بھی صاحب تلوار بھی اور صاحب کردار بھی رات کا نمازی بھی ہو اور دن کا غازی بھی وہ ہی مکمل طور پر آنسو پوچھے گا اور غم غلط کرے گا اور دنیا پار لگائے گا خلفائے راشدین

کی شان یہ ہی تھی حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز بھی اسی منصب پر فائز تھے میں نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ساری صلیبی عیسائی دنیا کو دھول چٹانے والے سلطان صلاح الدین ایوبی ایک مرتبہ میدان جنگ میں دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے دونوں طرف سے خوں ریز گھماسان کی جنگ ہو رہی تھی نماز کا وقت جا رہا تھا تو سلطان اسی عالم میں گھوڑے سے اترے اور دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھے بغیر وہیں نماز شروع کر دی اور نماز سے فارغ ہو کر پھر گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار چلانے لگے اور خدا نے ان کی حفاظت فرمائی

ہندوستان میں سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے بارے میں اس قسم کے واقعات ذکر کیئے جاتے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ آج دنیا میں مسلم ملکوں کے سربراہ ہوں یا ہندوستان میں قوم کے سیاسی مسلم رہنما ان میں ایک بڑی تعداد تو ان کی ہے کہ حالات زندگی اور رات دن کے معمولات کپڑے لباس اور رہن سہن بالکل غیر مسلم عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح ہو گئے ہیں یہ کیا جانیں نماز روزے کو کبھی پڑھیں بھی تو خدا کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو خوش کرنے یا ان کے ووٹ لینے کے لئے۔ ان کے گھریلو حالات عورتوں اور بچوں کا ماحول چودہ سو سال پہلے والے مکے اور مدینے والے ماحول سے بالکل میل نہیں کھاتا ان کی رنگین مزاجیوں عیش وطرب کی زندگیوں نے کافروں تک کو پیچھے چھوڑ دیا یہ اسلام کے نام پر سیاست کا ڈھنڈورا تو پیٹتے ہیں لیکن مذہب کو اپنے بھول جاتے ہیں جیسے وہ کوئی افسانہ من گھڑت قصہ کہانی ہو یہ عیسائیوں یہودیوں اور شدت پسند ہندوؤں کی حکومت کو مسلمانوں کے لئے خطرہ بتاتے ہیں لیکن ان کی تہذیب کلچر اور تمدن کو بڑے شوق سے اپنائے ہوئے ہیں یہ

انگریزوں کو مسلمانوں کا دشمن بتاتے ہیں لیکن انگریزی فلمیں گانوں اور تماشوں کو اپنے ملکوں اور گھروں میں خوب جگہ دیئے ہوئے ہیں

میں پوچھتا ہوں تم کو ان کی حکومت و بادشاہت نا گوار معلوم ہو رہی ہے لیکن ان کی تہذیب تم نے کیوں اوڑھی ہے؟ اور صحیح بات یہ ہے کہ انہیں ان کی حکومت نا گوار اس لئے ہو رہی ہے کہ انہیں خود حکومت کرنے کی پڑی ہے۔

یاد رکھو تم نے جس قوم کی تہذیب اوڑھی ہے ان کی حکومت بھی تم ہی کو جھیلنا پڑے گی جب تہذیب آئی تو ٹوپی اتری تھی ٹائی لٹکی تھی اور تم انگلش شرابیں پی کر مست ہو گئے تھے اب انہیں کی حکومت آئی تو مظاہرے کرتے ہو پتلے پھونک رہے ہو افسوس جو قوم کبھی اسلامی جہاد کرتی تھی وہ آج ریلیوں مظاہروں جلسوں تقریروں اور نعروں تک محدود رہ گئی جو کبھی تلواروں کے سائے اور جنگ کے میدانوں میں مُصلے بچھا کر نمازیں ادا کرتے تھے وہ آج عام حالات پر سکون ماحول میں گھروں میں رہ کر اس خدائی فریضے کو چھوڑ دیتے ہیں میں کہتا ہوں اے مسلم سربراہو! اسلام کے نام پر سیاست کرنے والو دنیا و آخرت کی خیرت چاہو تو نماز روزے کے پابند بنو اور اس کی تبلیغ کرو قرآن سیکھو پڑھو اور دوسروں کو پڑھاؤ اور لباس و تہذیب کے ذریعے سر سے پیر تک غلام رسول سچے پکے مسلمان نظر آؤ یاد رکھو دین چھوڑنے والوں کی دنیا بھی جاتی ہے آج پوری دنیا کے اسلامی ملکوں میں کسی ایک بھی ملک کا سربراہ اور صدر ایسا نہیں ہے جو دیندار نمازی سنتِ رسول کی پیروی کرنے والا اور عقائد و خیالات اسلامی رکھتا ہو۔

ہمارے ملک ہندوستان میں دو ۲ عہدے سب سے بڑے ہوتے ہیں ایک صدر جمہوریہ اور ایک وزیر اعظم اس وقت صدر جمہوریہ ایک مسلمان ہیں مسٹر اے

پی جے ابوالکلام اور وزیر اعظم ایک سکھ مسٹر من موہن سنگھ لیکن مسلمان صدر جمہوریہ میں اسلامی نام کی کبھی کوئی بات نہ دیکھی نہ سنی نہ اخبار میں پڑھی لیکن سکھ وزیر اعظم اپنے دھرم کا پورے طور پر پالن کر رہے ہیں یہاں ٹوپی تک نہیں وہ سر پر پگڑی باندھتے ہیں یہاں چار انگل داڑھی مصیبت معلوم ہو رہی ہے وہ داڑھی مونچھ وغیرہ پورے جسم کے سارے بال رکھائے ہوئے ہیں جب کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ آج بھی بہت سے غیر مسلم اس کی تعریف کرتے ہیں۔

اے قوم مسلم کے بڑے لوگو امیر و دولت مند و سربراہو، منتریو کان کھول کر سن لو مجھ کو کچھ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تم میں سے زیادہ تر لوگ تو اب دن بہ دن غیر مسلموں کی طرح بلکہ بالکل غیر مسلم ہی ہوتے جائیں گے اور خدا نے چاہا تو ان غیر مسلموں میں سے ایک بڑی تعداد کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے گی اور تم جس دین کو گری نظروں سے دیکھنے لگے ہو وہ گرا ہوا نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کی وقعت و عزت شان شوکت تم کو دکھا دے گا۔

مجھ کو حیرت ہے آج ہماری قوم میں جس کے پاس چار پیسے ہو جاتے ہیں یا کوئی نوکری یا عہدہ مل جاتا ہے وہ سب سے پہلے دین چھوڑ بیٹھتا ہے اور کافروں کی طرح ہو جاتا ہے۔

مولوی اور سیاست

سیاست وحکومت اچھے بھلے لوگوں ہی کا کام ہے کیونکہ اچھے لوگ جب اقتدار واختیار والے ہوتے ہیں تو دنیا میں اچھائی پھیلتی ہے اور مخلوق کو راحت ملتی ہے لیکن یہ سیاست وحکومت دنیا کی تاریخ میں عام طور سے صحیح لوگوں کو راس نہیں آئی ہے اور دنیا والوں نے انہیں برداشت نہیں کیا ہے کیونکہ لوگ جیسے ہوتے ہیں ویسا ہی حاکم چاہتے ہیں بھلے لوگوں کو صاحب اقتدار بننے میں کچھ زیادہ ہی دشواریوں اور اڑچنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ عالم و مولوی اچھے بھلے ایماندار لوگ جب اقتدار وحکومت میں آئے تو وہ نہ عالم ومولوی رہے اور نہ دین دار نہ ایمان دار بلکہ بے ایمانی دنیاداری نفس پرستی آرام طلبی وعیش کوشی میں بڑے بڑے دنیاداروں یہاں تک کہ کافروں تک کو پیچھے چھوڑ گئے اسی لئے خاصان خدا اور اللہ والوں کا ایک بڑا گروہ اس چیز سے بچتا اور کتراتا رہا ہے کہ دوسروں کی اصلاح اور ان کو فائدہ پہنچانے کے چکر میں خود کو بگاڑ لینا اور اپنا نقصان کر لینا عقلمندی نہیں ہے اور اب تو زیادہ تر ایسا ہی ہو رہا ہے کہ جو عالم ومولوی دیندار لوگ سیاست وحکومت میں آئے وہ عالم ومولوی بھی نہ رہے اور حکومت و اقتدار بھی کیونکہ آنے جانے والی چیز ہے اس لئے وہ بھی گیا پھر یہ جہنم کے علاوہ کہیں کے نہ رہے لہٰذا میرا مشورہ تو یہ ہی ہے کہ بھلے لوگ اس چیز سے بچتے رہیں تو یہ ہی ان کے حق میں بہتر ہے خاص کر موجودہ ہندوستان کے موجودہ حالات کہ جن میں غیروں کی خوشامد کرنا اور ان کی خوشنودی حاصل کرنا اور زندگی بھر ان کے چرنوں میں پڑا رہنا ہی سیاست ہے

وہ شخص کہ قد جس کا ان سب میں بڑا تھا
دیکھا تو وہ ہی غیر کے قدموں کے میں پڑا تھا

ہاں اگر کوئی بندہ خدا مرد مجاہد اللہ کی توفیق سے اپنے اندر اتنی ہمت وجرأت صلاحیت واستقامت پاتا ہے کہ وہ ان کفر والحاد فسق وفجور کی کٹیلی جھاڑیوں سے گذر کر اپنے دامن کو بچا لے جائے گا اور حکومت واقتدار حاصل کر کے دنیا میں عدل وانصاف قائم کر سکے گا اور خود کو بھی سنبھالے رکھے گا اس کے لئے حدیثوں میں جنت کا وعدہ ہے جیسا کہ پچھلے بیان میں گذر چکا ہے اور خدا اور رسول کے وعدے کبھی غلط نہیں ہوتے۔ ایک حدیث میں ہے

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ مسلمان جو لوگوں میں رہے اور ان کی طرف سے جو تکلیف اسے پہنچے اس پر صبر کرے وہ اس سے زیادہ مرتبے والا ہے جو لوگوں سے دور رہے اور اسے ان کی ایذارسانی پر صبر نہ کرنا پڑے۔ (مشکوۃ باب الرفق والحیاء فصل ثانی صفحہ ۴۳۲)

نیت صحیح ہو تو خطا پر بھی پکڑ نہیں

اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسئلے یا معاملے میں الجھا ہوا ہو اور ہر ممکن کوشش کے باوجود وہ یہ نہ جان سکے کہ اس بارے میں حق کیا ہے اور خدا اور رسول کی مرضی کیا ہے تو نیت صحیح کے ساتھ اپنے ذہن پر زور دے جدھر ذہن کا جھکاؤ ہو خدائے تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتے ہوئے اس فیصلے پر عمل کرے تو اگر غلطی پر بھی ہوگا اجر وثواب پائے گا مثال کے طور پر کوئی شخص جنگل صحرا یا سمندر وغیرہ میں کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں اسے کسی ذریعے سے یہ پتہ نہ چل سکے کہ نماز

پڑھنے کے لئے قبلے کا رخ کدھر ہے تو ذہن پر زور دیکر جدھر منھ کر کے پڑھ لے گا
نماز درست ہو جائے گی۔ خواہ غلط رخ پر پڑھی ہو اور اس نماز کو لوٹانے کی بھی
ضرورت نہیں۔ حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
جب کسی فیصلہ کرنے والے نے کوئی فیصلہ کیا اور حد بھر کوشش کی اگر صحیح فیصلہ کر دیا تو
اس کے لئے ڈبل ثواب ہے اور اگر غلطی کر گیا تب بھی ثواب ہے۔

(صحیح بخاری جلد۲ کتاب الاعتصام ۱۰۹۲)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ
خندق سے فارغ ہو کر مدینے شریف واپس ہوئے اور بحکم الٰہی یہودیوں کے قبیلے
بنو قریظہ پر حملے کا ارادہ فرمایا ان لوگوں نے جنگ میں اہل اسلام کے ساتھ غداری
کی اور ان کی جاسوسی کی تھی اور انھیں بالکل مٹا دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی
سرکار نے حکم دیا عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلے میں جا کر پڑھنا ہے صحابہ کرام چل
دیئے راستے میں سورج ڈوبنے لگا تو مسلمان دو گروہ میں تقسیم ہو گئے کچھ نے یہ سمجھا
کہ سورج بھلے ہی ڈوب جائے لیکن نماز عصر بنو قریظہ ہی میں پڑھنا چاہیے جیسا کہ
سرکار کا حکم ہے اور انھوں نے بنو قریظہ میں جا کر ہی غروب آفتاب کے بعد نماز عصر
ادا کی اور کچھ نے یہ خیال کیا کہ سرکار کا مقصد یہ نہیں ہے کہ چاہے نماز قضا ہو جائے
مگر وہیں جا کر پڑھو انھوں نے راستے میں ہی پڑھ لی نیت دونوں کی صحیح تھی ایک کا
مقصد یہ تھا کہ سرکار نے جیسا فرمایا ہے بالکل ویسا ہی کرنا چاہیئے انھوں نے ظاہر پر
عمل کیا اور دوسروں کی نیت نماز کو قضا ہونے سے بچانا تھا حضور کے پاس جب
مقدمہ آیا تو آپ نے دونوں کو صحیح اور درست فرمایا۔

(صحیح بخاری جلد ۱ باب صلاۃ الطالب والمطلوب صفحہ ۱۲۹)

ایسا ہی ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام میں سے دو حضرات سفر
پر تشریف لے گئے راستے میں ایک جگہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھی
آگے بڑھے تو پانی مل گیا وقت باقی تھا ایک صاحب نے وضو کر کے نماز دوہرائی
دوسرے صاحب نے نہیں۔ واپسی میں یہ قصہ حضور کے سامنے بیان کیا تو آپ نے
فرمایا کہ جس نے نماز نہیں دوہرائی اس نے صحیح سنت کے مطابق کام کیا اور جس نے
دوہرائی اس کے لئے دونا ثواب ہے۔ (مشکوۃ باب التیمم صفحہ ۵۵)

اس سب بیان سے میرا مقصد یہ بتانا ہے کہ اللہ نے اسلام کو کتنا آسان
کر دیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اور وہ
پروردگار ظلم و زیادتی سے پاک ہے اور لوگوں نے خواہ مخواہ بے وجہ دین چھوڑ دیا اور
دین اسلام چھوڑنے والے یقیناً عذاب و سزا کے مستحق ہیں ہمارے اس بیان سے
کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اب نہ علماء سے پوچھیں گے نہ کتابیں دیکھیں گے ہر مسئلہ میں
ذہن پر زور دیکر خود ہی فیصلے کر لیں گے خیال رہے یہ اسی کے لئے ہے کہ جس نے
سیکھنے سکھانے اور پوچھنے میں کوئی کمی نہ ہو اور حد بھر کوشش کرنے کے بعد بھی فروعی
مسائل و معاملات میں صحیح راہ پانے کی کوئی صورت نہ ہو اور اس کی نیت صحیح خالص
اللہ ہی کے لئے ہو ان کے لئے نہیں ہے کہ جو دنیاوی کام دھندوں کے لئے رات
دن گھومتے ہوئے اور چکر لگاتے ہوں اور کسی دینی بات کو معلوم کرنے کے لئے نہ
ان کے پاس فرصت اور نہ دو قدم چلنے کی طاقت خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ
کس کے دل میں کیا ہے اور کون بہانے باز ہے اور کون حق کا متلاشی اس بیان سے
ہمارا جو مقصد ہے وہ ہماری پیش کی ہوئی اس مثال سے ظاہر ہے جو رخ قبلہ مشتبہ
ہونے والے کے بارے میں ہم لکھ چکے ہیں اور یہاں ہم نے جو احادیث نقل کی

ہیں ان سے خود کو اہل حدیث کہنے والے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہتے ہیں
چاروں مصلے اور چاروں امام حضرت ابو حنیفہ مالک شافعی اور احمد بن حنبل کے
مذاہب اختلاف کے باوجود کیسے درست ہو گئے؟

دین دار لوگ اب بھی چین وسکون سے

اگر چہ دینداری اپنانے کا مقصد دنیاوی مفاد یہاں کی راحت چین وآرام
نہیں ہونا چاہیئے بلکہ دنیا کو تو مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت فرمایا گیا
لیکن اس سب کے باوجود میں دیکھ رہا ہوں کہ جو لوگ دیندار ہیں وہ اب بھی سکون
وآرام میں ہیں بشرطیکہ کہ صحیح معنٰی میں دین دار ہوں ہزاروں خرچوں الجھنوں
جھنجھٹوں سے بچتے ہیں اور کم آمدنی کے باوجود سکون کی زندگی جیتے ہیں ہاں جو
لوگ دیندار ہو کر کاہل نکمے اور آرام طلب ہو جائیں تو یہ ان کی کمی ہے مذہب ان
سے یہ نہیں کہتا کہ تم کام دھندے نہ کرو مفت کی روٹی کھانے کے عادی بن جاؤ
خلاصہ یہ ہے کہ آج بھی دیندار مذہبی لوگ جتنے سکون سے زندگی گذار
رہے ہیں وہ دنیاداروں حرام کاروں کو میسّر نہیں ہے ایک شریف بھلے دیندار آدمی کو
دقتیں اور پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن وہ ان سے کم ہوتی ہیں کہ جن میں دنیادار مبتلا
ہیں ہاں بعض دیندار لوگوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بہت دکھی اور پریشان ہیں لیکن
انہیں معلوم نہیں کہ دنیادار لوگ ان سے کہیں زیادہ پریشان ہیں اور دلی سکون تو
دین ہی سے ملتا ہے اور جب دل کو سکون نہیں تو دولت مندی مالداری سے کیا فائدہ
؟ سکون ہی کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے اور وہ دیندار آدمی جس سے اس کا رب
راضی ہے اس پر دنیا میں کوئی مصیبت آتی بھی ہے تو اس کو یہ سوچ کر سکون ملتا ہے

کہ یہ دنیا کی پریشانی ایک نہ ایک دن ختم ہو گی کبھی نہیں تو کم از کم موت تو اس سے
چھٹکارا دلا ہی دے گی اور موت کے بعد مومن کے لیے سکون ہی سکون ہے تو یہ
آخرت میں سکون کی امید اس کی تسلی کا بہترین سامان بن جاتی ہے اور اس کے
غموں کا سہارا زخموں کا مرہم ہو جاتی ہے اور مصیبتوں پر صبر کرنے اور انہیں
برداشت کرنے کا یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے کہ یہاں نہیں تو انشاء اللہ وہاں تو
سکون ملے گا اور جس نے آخرت کے لئے کچھ کیا ہی نہیں یا آخرت پر اس کو بھروسہ
ہی نہیں وہ اگر دنیا میں بھی دکھی رہا تو اس سے بڑا کوئی بدنصیب نہیں اور اللہ جو چاہتا
ہے کرتا ہے کچھ لوگ دیندار تو ہو جاتے ہیں لیکن وہ کام دھندوں میں محنتی اور جفا
کش نہیں ہوتے تو ایسے لوگ بھی غمگین دکھی اور پریشان رہتے ہیں آدمی دیندار بھی
ہو اور کام دھام میں محنتی اور جفاکش اور فضول خرچی سے بچے تو خدائے تعالیٰ نے
چاہا تو وہ یقیناً سکون کی زندگی گذارے گا۔

نکمے پن سے بچئے

جن کا دل کام دھندوں میں نہیں لگتا اور جسم آرام طلب ہو جاتا ہے یہ نکمے
اور ناکارے دین دار بن کر نہیں رہ سکتے ایسے لوگوں میں کئی طرح کی شرعی خامیاں
اور مذہبی کوتاہیاں پیدا ہو جاتی ہیں ادھار قرضے لے کر نہ دینے کی عادت ہر وقت
پرائے مال پر نظر رکھنے کی بیماری کام میں نہ ہو کر کمائی میں دھیان تھوڑا کام کر کے
بہت سے پیسے لینے کا مرض غلط سلط اور نقلی سامان کی سپلائی تھوڑی دیر کے کام میں
بہت سے رقم اینٹھنے کی فکر خالی رہنا اور پھر فالتو غیر شرعی باتیں کرنے کی عادت یہ
اپنی کاہلی اور نکمے پن کا کوٹا بے ایمانی سے پورا کرتے ہیں یہ باتیں ملانے کے لئے

یاروں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں انہیں ٹائم پاس کرنے کے لئے ہنسی دِل لگی ناول
افسانے تفریح تماشے سنیما اور پکچروں اور کھیل کود کی طرف بھاگنا ہے اور کچھ نہ ملے
تو پھر نشے بھی کرنے لگتے ہیں خلاصہ یہ کہ نکما پن بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے اور
ایمانداری و دینداری کے لئے محنتی ہونا بھی کافی حد تک ضروری ہے حدیث میں
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی روزی وہ ہے جو
آدمی ہاتھ سے کام کرکے کھائے اور حضرت داؤد علیہ السلام ہاتھ کے کام سے
روزی حاصل فرماتے۔ (مشکوٰۃ کتاب البیوع ۲۴۱)

محتاجی سے بچو

کام دھندہ کرنے والا انسان محتاجی اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے
سے بچتا ہے اور عزت سے زندگی کاٹتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی شرعی اور دنیوی
ضروری خرچے کرنے کے بعد کچھ بچا کر رکھ لے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اس کے
ذریعے میں بوقت ضرورت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچوں گا تو اس
میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے

حدیث پاک میں ہے:

کاد الفقران یکون کفرا. محتاجی کبھی کبھی کفر بھی ہو جاتی ہے۔

(احیاء العلوم بخواله بیهقی و دار قطنی جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۴ باب الحسد)

اور بار بار دیکھا بھی گیا ہے ضرورت اور مجبوری آدمی سے سب کچھ کرالیتی
ہے اور کہلوا دیتی ہے۔ جس کی اسے ضرورت ہے یا جس کے سامنے بوقت مجبوری
وہ ہاتھ پھیلاتا ہے اس کو اس کی ہاں میں ہاں ملانا پڑ جاتی ہے اور اس کی غلط کو بھی صحیح

کہنا پڑ جاتا ہے۔

حدیث غار جو مشہور ہے اس میں آپ نے پڑھا یا سنا ہوگا۔

ایک خوبصورت جوان لڑکی جس کو اس کا چچازاد بھائی پریشان کرتا تھا اور
اس کو بدکاری کے لئے آمادہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ کسی صورت اس کے قابو میں
نہیں آئی تھی لیکن قحط اور سوکھے کے دنوں میں جب نوبت فاقوں تک آئی تو ایک
سو درھم کے بدلے زنا کرانے پر تیار ہو گئی تھی۔ (صحیح مسلم جلد نمبر ۲ باب قصة
اصحاب الغار صفحہ ۳۵۳ بروایت محمد بن سھل تمیمی)

پوری حدیث کتب احادیث میں دیکھی جائے۔

اور اس قسم کے مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے واقعات دنیا میں روزانہ
جانے کتنے ہوتے رہے ہیں اور ہوتے ہیں۔

غیر مسلموں اور بد مذہبوں نے تو ہمیشہ غریب مسلمانوں کی مجبوری سے
فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور کرتے ہیں آج کتنے ہی لوگ ہیں جو غیر مسلموں
کی بولیاں بول رہے ہیں ان کے رنگ میں رنگ گئے یا بدمذہب وگمراہ فرقوں میں
شامل ہو گئے ہیں صرف اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی وجہ سے شیطان کے جال
پھیلے ہوئے ہیں اور پھندے لگے ہوئے ہیں بس خدائے تعالیٰ سے ہمیشہ دعا
کرتے رہنا چاہیے کہ وہ کسی غلط آدمی کا محتاج نہ بنائے اور کسی گمراہ اور بددین کے
سامنے جانے کی ضرورت نہ آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ محنت
ومشقت کام دھندے کرتے رہنا چاہیے۔

اور جو مشکل اور کڑے وقت پر ثابت قدم رہنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتا
وہ اپنی کمائی میں سے کچھ بچا کر رکھے تاکہ مشکل وقت میں دوسروں کا محتاج نہ بننا

پڑے اور اپنے مذہبی مزاج پر قائم رہ سکے تو کچھ حرج نہیں حالانکہ دولت جمع کرنا اسلام میں پسندیدہ نہیں لیکن نیت اچھی ہو تو کبھی کبھی ناپسندیدہ کام بھی پسندیدہ ہوجاتے ہیں حدیث پاک میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعم المال الصالح للرجل الصالح نیک مال نیک آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔ (مشکوٰۃ باب رزق الولاۃ فصل ثانی صفحہ ۳۲۶)

• ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ مالدار ہو کر نیک رہنا بھی ہمت کا کام ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ سب کچھ اس کی طرف سے اور اسی کی توفیق سے ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

ایک مرتبہ حضور نے مجھ کو کچھ مال دینا چاہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیجئے فرمایا اے عمر اس کو لو اور اپنے پاس رکھو اور راہ خدا میں خرچ کرو جو مال ساتھ عزت کے بے مانگے ملے اس کو لے لینا چاہیے اور جو اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پھرو۔

بخاری جلد نمبر ا کتاب الزکوۃ صفحہ ۱۹۹ مشکوٰۃ باب من لاتحل له الصدقه صفحہ ۱۶۲

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کچھ گناہ ایسے ہیں کہ ان سے بچنے کے لئے کام دھندے اور روزگار کی پریشانیاں اٹھانا ضروری ہیں الفاظ حدیث یہ ہیں من الذنوب ذنوب لا یکفرھا الا الهم بطلب المعیشه۔

احیاالعلوم، بحوالہ طبرانی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۳ باب آفات النکاح و فوائدہ

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا اس سے پوچھا تم کیا کرتے ہو اس نے کہا عبادت میں لگا رہتا ہوں فرمایا پھر تمہاری پرورش کون کرتا ہے کہا میرا بھائی فرمایا تمہارا بھائی تم سے زیادہ عبادت گذار ہے۔
(احیاء العلوم جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۴ باب فضل الکسب)

کام دھندے سب اچھے

آدمی حرام و ناجائز کاموں اور دھندوں سے بچتا رہے اس کے علاوہ جو بھی کام دھندے اور پیشے ہیں سب اچھے ہیں جو کر سکے کرے کسی جائز کام دھندے کو نہ حقیر و ذلیل سمجھنا چاہیے اور نہ کسی کے سمجھنے کی پرواہ کرنا چاہیے۔ بہت سے لوگ کوئی ایسا ویسا کام محنت مزدوری کرتے ہوئے شرماتے ہیں یہ ان کی بھول ہے ان کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ کوئی غلط و ناجائز کام تو نہیں کر رہے ہیں بس اتنا ہی کافی ہے۔ شرمائے وہ جو غلط کام کرے بھیک مانگے تیرے میرے سامنے ہاتھ پھیلائے چوری ڈکیتی بے ایمانی کرے یا رشوت لے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تم میں سے کوئی شخص ایک رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھر باندھ کر اس کو اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور بیچے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی آبرو کی حفاظت فرمائے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور وہ اس کو دیں یا منع کریں۔
(صحیح بخاری جلد نمبر ا کتاب الزکوہ باب الا ستعفاف عن المسئلة)

اور لوگوں کو چاہیے کہ جو آدمی کوئی غلط کام نہ کرے بھیک نہ مانگے محنت و

مزدوری کرتا ہو بھلے سے غریب ہو کسی بھی قسم کا کوئی جائز دھندہ کرتا ہو اس کو گری
نظروں سے نہ دیکھیں اس کی عزت کریں اور جو حرام طریقے سے کماتا ہے خواہ
مالدار ہو ہرگز اس کی عزت نہ کریں۔

لوگوں کو نفع نہیں تو نقصان بھی نہ پہنچائیں

اسلام میں ہر قسم کے لوگوں کا ٹھکانہ ہے اور رحمت عالم کی رحمت سب کے
لئے عام ہے اور دیندار بننا کتنا آسان ہے کہ اگر آپ سے لوگوں کو نفع اور فائدہ
نہیں پہنچتا اور آپ میں اتنی صلاحیت اور قابلیت اور طاقت و ہمت و دولت نہیں
ہے کہ آپ لوگوں کے کام میں آسکیں یا ان کے کام چلاسکیں ان کی مدد کرسکیں ان کی
مصیبت و پریشانی دور کرسکیں تو اسلام میں تب بھی آپ کے لئے جگہ ہے اور دامن
مصطفےٰ میں اب بھی آپ کے لئے ٹھکانہ ہے اور وہ یہ کہ آپ دوسروں کو نقصان
پہنچانے پریشان کرنے دکھ دینے اور ان کو ستانے سے بچتے رہیں تو یہ بھی نیکی اور
دینداری ہے اور اللہ و رسول ایسے لوگوں سے بھی راضی ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ
پروردگار ارحم الراحمین ہے اور اس نے اپنے محبوب کو رحمۃ اللعالمین بنایا اور بتایا
ہے حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے معلوم کیا یا رسول اللہ کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے فرمایا اللہ پر ایمان رکھنا
اور اس کی راہ میں جہاد کرنا پھر پوچھا کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ ثواب ہے فرمایا جو
قیمت میں زیادہ ہو اور اپنے مالکوں کو زیادہ پسند ہو انہوں نے کہا اگر یہ جہاد اور غلام
آزاد کرنا میرے بس کا نہ ہو تب۔ فرمایا کسی کام کرنے والے کی مدد کرو یا کسی پھوہڑ

آدمی کا کام کردو عرض کیا یہ بھی مجھ سے نہ ہوسکے تب فرمایا تم لوگوں کو نقصان و
تکلیف پہونچانے سے بچو یہ بھی صدقہ ہے جو تم اپنے لئے کررہے ہو۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب العتق صفحہ ۳۴۲)

یعنی تمہاری زبان ہاتھ پاؤں وغیرہ سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے۔

خیال رہے کہ دوسروں کو تکلیف دینے سے وہی بچ سکتا ہے جس کے ارمان
تھوڑے خواہشات کم اور حسرتیں نہ ہونے کے برابر ہوں حد سے زیادہ آرام طلب
عیش پرست شوقین اور خرچیلے خواہشات میں جکڑے ہوئے بے جا حسرتیں اور
ارمان رکھنے والے دوسروں کی نقصان رسانی اور ان کے ساتھ ظلم و زیادتی سے نہیں
بچ سکتے جب دنیاوی شوق بڑھ جاتے ہیں تو ان کی تکمیل کے لئے دوسرے کے
گلے گھونٹے جاتے ہیں اور جب خرچے بڑھ جاتے ہیں ان کی پورتی کے لئے
جیبیں کاٹی جاتی ہیں تیرے میرے حق دبائے جاتے ہیں۔

گناہ سے بچنا پہلی نیکی

سب سے بڑی اور پہلی نیکی خود کو غلط کاموں حرام کاریوں اور حرام کمائیوں
سے بچانا ہے شر سے بچنا بڑی خیر ہے اور حرام خوری و بے ایمانی سے بچنا بڑی
خیرات ہے آج کتنے لوگ ہیں جو ڈینگے مارتے ہیں اپنی تعریفیں کرتے ہیں اپنے
کارنامے سناتے ہیں ہم نے یہ مسجد بنوائی ہم نے وہ مدرسہ کھلوایا ہم نے اتنا چندہ
دیا ہم نے اس کا وہ کام چلایا وغیرہ وغیرہ۔ ٹھیک ہے خدا مبارک فرمائے اور زیادہ
توفیق دے لیکن میرے عزیز ذرا خود ہی یہ بھی دیکھ لے اور نظر ڈال لے کہ تو نے یہ
سب کیا کہاں سے اور کہاں کہاں سے تو لایا اور کس کس کا حق مارا اور کس کس کی

مزدوری روکی اور کس کس کا قرضہ لے کر نہ دیا اور کس کا گلا گھونٹا اور کس سے سود لیا اور کس کی جائیداد ہڑپی اور کسی کی پونجی چھینی کان کھول کر سن حدیث پاک میں ہے اللہ کے محبوب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے (مشکوٰۃ باب الکسب صفحہ ۲۴۱)

کچھ لوگ دین کے کچھ کام کرنے کے لئے خلاف شرع اور حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اتنا بڑا کام کیسے ہوتا تو خیال رہے یہ خود کو بگاڑنے والے دوسروں کو سدھار نہیں پائیں گے اور حرام سے حلال اور شر سے خیر برائی سے بھلائی حاصل نہیں ہوتی دوسروں کی فکر بعد کو پہلے خود کو سنبھالو غلط راہوں پر چلنے والے منزل تک نہیں پہنچ پاتے جہنم کا راستہ جنت کو نہیں پہنچاتا خود گرے ہوئے دوسروں کو اٹھا نہیں پائیں گے۔

حدیث میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

تھوڑا سا بھی گناہ سے بچنا انسانوں اور جنوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ الاشباہ و النظائر)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنا زیادہ ضروری ہے ان پر عمل کرنے سے جن کا حکم دیا گیا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۶۱۸ مطبوعہ برکات رضا پور بندر)

یعنی زکوۃ و خیرات و صدقہ دینا اتنا ضروری نہیں ہے جتنا حرام کمائی سے بچنا ضروری ہے۔

صرف اوپر نہیں نیچے بھی دیکھیں

اگر آپ دین دار اور خدائے تعالیٰ کا دین دار بندہ بن کر رہنا چاہتے ہیں تو آپکے لئے ضروری ہے کہ اگر آپ کی نظر اپنے سے زیادہ مالدار اور ٹھاٹ باٹ والے لوگوں پر پڑ رہی ہے تو اپنے سے نیچے اور کم معیار والوں کو بھی دیکھتے رہیں۔ اور قدرت نے انسانی معاشرہ کچھ اس قسم کا بنایا ہے کہ کوئی کتنا ہی پریشان ہو لیکن وہ دنیا میں نظر ڈالے گا تو اسے خود سے زیادہ پریشان مصیبت زدہ لوگ مل جائیں گے۔ اور یہ اسی لئے ہے تاکہ ہر انسان خدا کا شکر ادا کرے اور کہے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنی مخلوق میں مجھ کو بہت سارے لوگوں سے بہتر اور افضل بنایا ہے

حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جب تم میں سے کوئی اپنے سے زیادہ مالدار اور حسن جمال والے کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کو بھی دیکھے کہ جو اس سے نیچے ہے کم مال اور حسن جمال والا ہے۔'' (صحیح بخاری جلد نمبر ۲ کتاب الرقاق صفحہ ۹۶۰)

خلاصہ یہ کہ آپ کسی سادہ سے پکے مکان میں رہتے ہیں تو ان لوگوں کو دیکھا کریں جو کسی جھونپڑی یا کچے مکان میں رہتے ہیں یا جن کے پاس اپنے مکان ہی نہیں ہیں اگر آپ کے جسم میں ایک مرض ہے تو ان لوگوں کو دیکھیں کہ جن کے جسم میں کئی کئی بیماریاں ہیں۔ اگر آپ سو روپئے روزانہ کمانے والے ہیں تو ان کو ضرور دیکھ لیا کریں جو پچاس ساٹھ روپے روزانہ کی ہی آمدنی کر پاتے ہیں یا وہ کمانے کے بالکل لائق ہی نہیں اور بال بچوں کا ساتھ ہے ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے کہ جو سخت مریض کسی خطرناک بیماری میں پھنسے ہوئے ہیں اور علاج دوا

دارو کے لئے پیسے بھی نہیں بھائیو جب تم رات کو بستر پر سونے کے لئے لیٹا کرو تو آنکھیں بند کر کے ذرا دیر کے لئے دنیا کے حالات پر نظر ڈالا کرو کہ جس وقت تم آرام کے بستر پر ہو ٹھیک اسی وقت دنیا میں کہاں کہاں کتنے لوگ کس کس طرح مصیبتوں اور پریشانیوں میں ہوں گے کتنے سڑکوں پر چوٹیں کھائے پڑے ہوں گے کتنے اسپتالوں جیلوں اور تھانوں میں کیسی کیسی مصیبتوں میں ہوں گے بھائیو ہر حال میں خدا کا شکر کرو اور شکر کرنے کا سب سے عمدہ اور بہترین طریقہ پانچوں وقت کی نماز کی پابندی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی جہاں تک ممکن ہو ہر وقت زبان سے اللہ کا شکر کرنے کی عادت بنا لیجئے۔

جہاں تک ممکن ہو قرض نہ لیں

اگر آپ دین دار عزت دار آدمی بن کر رہنا چاہتے ہیں تو قرض لینے اور ادھار کھانے کی عادت مت بنائیے جہاں تک ممکن ہو پریشانی اٹھائیے نفس کو قابو میں رکھیئے اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر کنٹرول رکھیئے شوق حسرتیں اور ارمان ایک دم ختم یا کم کر دیجئے کسی کے کہنے سننے کو مت دیکھئے اور قرض ہرگز مت لیجئے اور جو لوگ دوسروں کے کہنے اور سننے میں آ کر شوق پورے کرنے کے لئے قرضے لیتے ہیں وہ دنیا کے سب سے بڑے بے وقوف اور احمق لوگ ہیں اور جو لوگ معمولی پریشانیوں پر یا محض شوق پورے کرنے اور فالتو خرچوں کے لئے قرضے لے لیتے ہیں ادھار کھانے پینے اور پہننے کے عادی ہو گئے یہ کبھی عزت دار دین دار اور سچے پکے مسلمان بن کر نہیں رہ سکتے۔

اگر کبھی قرض لیا بھی جائے تو لیتے وقت ہی یہ ارادہ کرنا چاہیئے کہ خواہ گھر،

زمین بیچ کر ادا کروں اسکا قرض ضرور اور ہر حال میں ادا کروں گا اور جو لوگ ایسی نیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کے قرضے ادا ہو جاتے ہیں اور جنکی نیت لیتے وقت ہی خراب ہو یا بعد میں خراب ہو جاتی ہے یہ لوگ قرضوں ہی میں مرتے ہیں اور زندگی بھر ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

بھائیو یہ جن یار دوستوں اور بیوی بچوں کی بے جا خوشیاں پوری کرنے کے لئے تیرے میرے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو خیانت اور بے ایمانیاں کرتے ہو بے عزت ہوتے ہو ذلت اٹھاتے ہو ایک دن آئے گا اور تمہیں دنیا ہی میں ان کی بے مروتی اور بے وفائی کا احسان کرا دیا جائے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس کے لئے تم نے یہ سب کیا وہ تمہارے نہیں ہیں۔

حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کسی سے قرض لیا اور وہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف قرض ادا فرما دیتا ہے اور جس نے نہ دینے کا ارادہ کر لیا تو خدائے پاک اس کی مدد نہیں فرماتا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب اس حال میں دنیا سے چلے گئے کہ ان پر قرض تھا اور ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا بھی نہ تھا تو حضور نے ان کے جنازے کی نماز خود نہیں پڑھائی بلکہ دوسروں سے پڑھ وادی ایک بار حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ شہید کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے سوائے اس قرض کے جو اس نے ادا نہیں کیا یہ ساری حدیثیں ہم نے مشکوٰۃ شریف باب الافلاس والانظار صفحہ ۲۵۲ سے نقل کی ہیں۔

کیا دین مخصوص لوگوں کے لئے ہے

مسلمانوں میں کافی لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ دین صرف مولویوں پیروں فقیروں کے لئے ہے ہمارے لئے دین پر چلنا کوئی ضروری نہیں ہمارے لئے تو بس اتنا کافی ہے کہ مولویوں اور پیروں کی خدمت کرلیں اور بزرگوں کی نذرونیاز کرتے رہیں اور ان کا نام لیتے رہیں ایسے لوگ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں اور ان پر شیطان کا داؤں چل گیا اور اس نے انہیں گمراہ کردیا بھائیو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسانوں ہی کو رسول وپیغمبر اسی لئے بنا کر بھیجا کہ لوگ ان کے طور طریقے صورت اور سیرت چال چلن کو اپنائیں ورنہ فرشتے بھی رسول بنائے جاسکتے تھے اور کسی کے لئے یہ کہنے کا موقع نہیں رہا کہ دین پر چلنا ہمارے بس کی بات کہاں وہ تو فرشتے تھے وہ تو نفس اور اس کی خواہشات سے پاک تھے ان کے ساتھ کھانے پینے سونے اور جاگنے پہننے اوڑھنے کی ضرورتیں نہیں تھیں انہیں دکھ درد گرمی سردی مرض و بیماری کا احساس اور ان چیزوں سے تعلق نہیں تھا۔

عیسائیوں اور کچھ دوسرے غیر مسلموں میں یہ بات رہی ہے کہ انہوں نے کچھ مخصوص لوگوں کے لئے مذہب ضروری خیال کرکے ان کی پوجا پاٹ تعظیم و عبادت میں لگ گئے اور خود کو دین دھرم کی پابندیوں سے بالکل آزاد سمجھ بیٹھے مذہب اسلام نے اس ذہنیت کا خاتمہ فرمایا اور مذہب کو ہر شخص کے لیئے ضروری قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ بزرگوں کا نام لینا ان کا ذکر کرنا ان کی یادگاریں منانا تعظیم و تکریم کرنا کافی نہیں بلکہ ان کے جیسے کام کرنا اور ان کے درد کو اپنانا بھی نہایت ضروری ہے اور اصلی محبت اور سچی عقیدت، اطاعت وفرمابرداری ہے ان کا کہنا ماننا

ہی وفاداری ہے قرآن وحدیث میں جہاں جہاں عقیدت ومحبت کی بات آئی ہے اس کی تشریح معنی اور تفسیر بیان فرمانے والے اسلامی بزرگوں نے اس کا حقیقی مفہوم ومطلب فرمانبرداری ہی لکھا ہے یعنی کہنا ماننا ہی محبت ہے۔

دینداری کے نام پر ایک دھوکہ

آج کل مسلمانوں میں بزرگوں کی یادگار اور ان کے نام پر کچھ ایسے خلاف شرع کام رواج پاگئے ہیں کہ اگر کوئی تھوڑا سا بھی اسلامی ذہن رکھنے والا ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر اور خالی ذہن ہوکر ان کے بارے میں سوچے تو اس کا دل و دماغ اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ باتیں اسلام جیسے اچھے بھلے سیدھے سچے مذہب میں جائز ہو ہی نہیں سکتیں مثال کے طور پر آج کی قوالی اور تعزیئے داری یہ پورے تماشے بلکہ بعض بعض جگہ تو غنڈہ گردی بن چکی ہے غریب مسلمانوں سے زبردستی چندے کرکے ڈھول ڈھماکوں باجوں تاشوں کو دھاند میں لاکھوں روپیہ عرسوں اور برزگوں کے نام کا سہارا لے کر اڑا دینا ایک عام بات ہوگئی ہے ان تعزیئے داروں اور قوالی اور ناچ رنگ کی محفلوں کو سجانے والوں میں کوئی سمجھائے بجھائے سے مان بھی جائے تو پھر وہ کہتا ہے کہ ہم جلسہ یا مشاعرہ کریں گے ہمیں فلاں فلاں مقرر یا شاعر بلا کر دیجئے تو یہ بھی ایک کم فہمی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے نماز روزے ذکر وشکر اور قرآن کی تلاوت میں دھیان نہیں لگایا ان کا ذہن بھیڑ بھاڑ پسند اور تماشائی ہی رہا صحیح بات یہ ہے کہ آج کل کے اکثر جلسے اور مشاعرے بھی تماشہ ہوتے جارہے ہیں اور اکثر جلسے وہ ہیں کہ جن میں تفریح دل لگی اور مزے داری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے دین کی بات بھی کہی جاتی ہے تو ہنسی

اور دل لگی میں ایک طرح سے پبلک کو دھوکہ دیا جارہا ہے اور انہیں دین کے نام پر جمع کر کے دنیادی جارہی ہے اور زیادہ تر جلسوں اور مشاعروں کی حیثیت اہل علم کی نظر میں کھیل تماشوں سے زیادہ نہیں رہ گئی ہے اور کافی مقرروں کی تقریریں اور شاعروں کی شاعری دھیرے دھیرے ڈرامہ اور نقالی کا رنگ اختیار کرتی جارہی ہے جنہیں دیکھ کر اور سن کر خدا اور رسول اور بزرگوں کی نہیں بلکہ مسخروں اور نقالوں کی یاد آتی ہے اور ظاہر ہے کہ جنکی زندگی کا مقصد قوم سے پیسہ کھینچنا اور لمبی لمبی رقمیں سمیٹنا ہو وہ نقالی اور ڈرامہ نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ بھائیو تنہائی پسند نماز روزے تلاوت ذکر و شکر و فکر والے بنو اور محفل ہی کرنا ہے تو خلوص کے ساتھ دین سیکھنے اور سکھانے نماز یاد کرنے اور کرانے قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی مجلسیں کرو اور یہ کام مقامی علماء مساجد کے باصلاحیت امام اور مدارس کے اساتذہ سے بخوبی لیا جاسکتا ہے اور جلسے کرانا ہے تو مخلص اور باعمل مقرروں سے تقریریں کراؤ اور ایسے مقرر نہ ملیں تو جلسے کرانا فرض بھی نہیں ہے دین باقی رکھنا ہے تو مسجدوں میں نماز پڑھانے والے اور دین سکھانے والوں کی خوب قدر کرو مقرروں شاعروں اور پیروں سے کہیں زیادہ

اے لوگو تمہیں کیا ہوا کہ دس منٹ کی نماز تم پر بھاری پڑتی ہے قرآن کے ایک پارے کی تلاوت تمہیں مصیبت معلوم ہوتی ہے اور جلسوں مشاعروں میں تم رات رات بھر بیٹھے رہتے ہو شیطان انسان کو صحیح راستے پر نہ چلنے دینے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اگر انسان ایک خرابی اور برائی سے بچتا ہے تو دوسری میں اسے لانے کی کوشش کرتا ہے ایک جال سے نکلتا ہے تو دوسری جانب جال لگا دیتا ہے صحیح بات یہ ہے کہ قوالی اور تعزیئے داری سے بچ کر آج کل کے پیشہ ور مقرروں اور شاعروں کی طرف

بھاگنا ایسا ہی ہے جیسے ایک جال میں سے نکل کر دوسرے میں پھنسنا۔

حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج ان لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپکی امت کے وہ مقررین و واعظین ہیں جو اپنے کہے ہوئے پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ مشکوٰۃ باب البیان والشعر فصل ثانی۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں:

فی زمانہ واعظین عمل کا وعظ ہی نہیں کرتے شعر خوانی خوش الحانی قصے کہانی میں سارا وقت پورا کرتے ہیں عام جلسے گویا حلال سنیما ہیں کہ سننے والے بھی تماشائی ذہنی عیاش ہوتے ہیں۔ مراۃ المناجیح جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۳۹

اور مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی یہ بات لکھے ہوئے چالیس پچاس سال تو ہوئی گئے ہونگے انہوں نے آج کا زمانہ اور آج کے جلسے دیکھے ہوتے تو پتہ نہیں وہ کیا لکھتے۔

مولویوں کی مجبوری

آج کے دور میں بڑھتے ہوئے جلسے اور مشاعرے اب مولویوں عالموں پڑھے لکھے سنجیدہ لوگوں کے لئے گلے کی ہڈی اور وبال جان بنتے جارہے ہیں پہلے جلسوں سے وعظ ونصیحت سمجھانے بجھانے کا کام ختم ہوا پھران میں شعروشاعری داخل ہوئی اوراب وہ نرے مشاعرے ہوگئے اور شعروشاعری میں بھی فنکاری اور اس کی قدردانی کا دور بھی ختم ہوا خوش الحانی اچھی آواز اور کھینچ تان ہی سب کچھ ہوکررہ گئی آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

عوام کوعبادت وریاضت نماز روزے ذکر وتلاوت کے فضائل کم بتائے گئے جلسوں مشاعروں کے فضائل زیادہ بتائے گئے ان کے ذوق کو بگاڑدیا گیا ان کی عادتیں خراب کردی گئیں اورنوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض جگہ مولویوں اماموں اور درس دینے والوں کے لئے پبلک کو خوش کرنے کے لئے جلسے کرنا ضروری ہوگیاورنہ امامت ونوکری ہروقت خطرے میں ہے نتیجہ یہ ہے کہ اچھے خاصے بھلے پڑھے لکھے لوگوں کوڈرامائی قسم کے پیشہ ور مقرروں اور شاعروں کی خوشامد کرنا پڑرہی ہے دن دھاڑے نماز چھوڑنے والے فسق وفجور میں مبتلا لوگوں کے نخرے اٹھانے پڑ رہے ہیں کبھی کبھی ہاتھ بھی چومنا پڑرہے ہیں میں نے ایک جگہ ایک مدرسے کے شیخ الحدیث صاحب قبلہ کوایک خوش الحان فاسق بے نمازی شاعر کے استقبال کے لئے بس اسٹینڈ پر گھنٹوں کھڑے دیکھا ہے نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسجدوں کے امام

صاحب خواہ نماز پڑھائیں یا نہ پڑھائیں مسجد اذان ونماز سے آباد رہے یا ویران وہ عمدہ قسم کے مقرروں اور شاعروں کو بلائیں جلسہ کرائیں تو ان سے اچھا کوئی امام نہیں گاؤں کے بچے قرآن ونماز سیکھیں یا نہ سیکھیں ان سب باتوں سے کسی کو کوئی مطلب وسروکار نہیں۔

اماموں اور مولویوں بیچاروں کی ایک پریشانی یہ ہے کہ خدمت ونذرانے میں اگر کمی رہ گئی تو خطیب وشاعر صاحب ناراض اور زیادہ دلانے کی کوشش کرتے ہیں گاؤں والے اور کمیٹی ناراض کئی جگہ تو بلائے ہوئے مقرروں اور شاعروں نے دھوکہ دیا تو دعوت دینے والے امام صاحب کا بھی حساب کردیا گیا۔

جلسوں اور مشاعروں کی زیادتی کے نتیجے میں آج حال یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ کی توجہ تفسیر وحدیث وفقہ واصول وفنون کی کتابوں کی طرف سے کم ہوتی جارہی ہے اوران کی صلاحیتیں ختم ہوتی جارہی ہیں بس وہ اردو کی کتابوں سے تقریریں رٹ رہے ہیں شاعروں کے کلام سن کرانہیں ڈائیروں میں نوٹ کررہے ہیں کوئی صاحب اناؤنسر بننے کی ٹریننگ کررہے ہیں علم حاصل کرکے جن ہاتھوں میں تسبیح وقرآن آتا تھا اب ان کی جگہ پروگراموں کی ڈائیری لیٹر پیڈ ایڈرس کارڈ اورموبائل فون نے لے لی ہے۔

یہ اس لئے ہوا کہ مقرروں اور شاعروں کوزیادہ نوازا گیا ان پر خوب نوٹوں کی برسات ہوئی اور مدرسین واماموں بیچاروں کو معمولی تنخواہیں بھی نہیں مل پاتی ہیں روزی روٹی کی پریشانی ہے اورآج کل کے مولوی بھی پہلے جیسے نہیں زمانے کی رفتار کچھ اور ہے اورنوٹوں کا کام کاغذ سے نہیں چلتا۔

بے ادبی سے بچئے

دیندار مسلمان بننے کے لئے بے ادبی سے بچنا بہت زیادہ بلکہ سب سے
زیادہ ضروری ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری ہے (القرآن)
اللہ کی نشانیوں سے مراد وہ تمام چیزیں باتیں اور اشخاص و افراد ہیں جو اللہ سے
ایک خاص قسم کی نسبت اور تعلق رکھتے ہیں اور اس کو پسند ہیں اللہ کے نام۔ اللہ کے
نبی و رسول۔ اللہ کی کتاب۔ اللہ کے ولی۔ اللہ کا گھر یعنی خانہ کعبہ اور مسجدیں۔ علماء
دین۔ ماں باپ ان سب کا ادب تعظیم لحاظ۔ پاس اور خیال جتنا آپ زیادہ رکھیں
گے آپ اتنے ہی زیادہ دین والے ہیں بلکہ اللہ پر ایمان رکھنے والے ہر مومن
مسلمان بھائی کا خیال رکھنا اس کی بے ادبی دل آزاری، ایذا رسانی سے بچنا ضروری
ہے کسی مسلمان کے لئے بے ہودہ گوئی اور بدتمیزی مسلمان کا کام نہیں ہے

قرآن کریم اسلامی کتابیں یا کسی بھی کاغذ وغیرہ پر اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوب
و پسندیدہ چیزیں باتیں یا افراد کے نام لکھے ہوں ان سب کا ادب بے حد ضروری
ہے اس کا ادھر ادھر پڑا رہنا بے ادبی کی جگہ ڈالنا رکھنا سخت قسم کی محرومی اور بڑی
بھول ہے۔ گھروں میں پیپے کنستر مٹکے وغیرہ کوئی برتن یا بورے اس کے لئے مخصوص
کر دیئے جائیں اور قرآن کریم یا دیگر دینی کتابوں کے بوسیدہ پرانے اوراق ان
میں جمع کرتے رہے اور پھر انہیں اکٹھا کر کے کسی ایسی محفوظ جگہ پر دفن کر دیں
جہاں بے ادبی نہ ہو یا کسی بڑے دریا میں بہا دیں۔ مسجدوں میں زور زور سے چیخنا

جھگڑے فساد کرنا دوڑنا بھاگنا دھم دھم کر کے چلنا انہیں راستہ بنانا گندی چیزیں
لے کر ان میں جانا ناپاک حالت میں ان میں داخل ہونا سب بے ادبی ہے خانہ
کعبہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پاخانہ پیشاب کرنا اور اس کی طرف پیر پھیلا کر بیٹھنا
سونا بے ادبی میں داخل ہے بلکہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے سے بھی بچیں
کیونکہ یہ بھی ادب میں کمی ہے

ماں باپ اور علمائے دین کا معاملہ بہت نازک ہے بڑی احتیاط کی ضرورت
ہے انہیں تکلیف پہنچانا ڈانٹنا ڈپٹنا ان کی مخالفت و برائی کرنا دنیا و آخرت کی بربادی
ہے اور سب سے زیادہ نازک معاملہ اللہ کے محبوب بندوں کا ہے جو حضرات انبیاء
اولیاء ان کی شان میں ایسے جملے اور کلمے بھی نہیں بولنا چاہیئے کہ جن میں بے ادبی و
گستاخی کا شک وشبہ بھی ہو خاص کر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی شان میں تو چھوٹی سے چھوٹی بے ادبی اور ہلکی سے ہلکی گستاخی بھی جہنم کا
سیدھا راستہ ہے اور اللہ کو اتنی ناگوار و ناپسند ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو اس
نے حکم دیا تھا کہ بات چیت میں دھیان رکھیں ان کی آواز سے تمہاری آواز کہیں
بلند نہ ہو جائے ورنہ سب اعمال ختم کر دیئے جائیں گے اور ساری نیکیاں مٹا دی
جائیں گی یعنی ان کے لئے جو بے ادب ہے اس کی کوئی نیکی نیکی نہیں ہے قرآن
کریم پارہ نمبر ۲۶ سورۃ حجرات کی ابتدائی آیات میں یہ مضمون دیکھا جا سکتا ہے

بھائیو بے ادبی سب سے بڑی اور پہلی گمراہی ہے کائنات کا پہلا کافر، منکر،
مرتد، اور بے دین گمراہ شیطان ابلیس ہے جس کا کفر براہ راست اللہ کو نہ ماننا نہیں
تھا بلکہ ایک اللہ کے نبی حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم سے انکار
کرنا تھا ہم اپنے لئے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدائے

تعالیٰ سب کو باادب بنائے بے ادبی سے بچائے کیونکہ بے ادبی اسلام میں بدترین قسم کا خطرناک جرم ہے اور اللہ کی ذات تو غنی ہے سب سے بے پرواہ سب کو اس کی ضرورت ہے وہ ہر ضرورت سے پاک ہے ہر عیب اور کمی سے پاک ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا کسی بات میں محتاج نہیں ہے۔

خاموش رہنے کی عادت ڈالیے

یہ اگرچہ ایک مشکل کام ہے جس کے لئے ہمت کی ضرورت ہے لیکن اس میں بڑے فائدے ہیں اور خاموش رہنے بغیر خاص ضرورت نہ بولنے کی عادت جس کی ہو وہ ہزاروں دینی اور دنیاوی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے ایک حدیث میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبان پر کنٹرول کرنے کو آدھا ایمان فرمایا ہے مگر افسوس کہ لوگ آج اس کا دھیان نہیں رکھتے۔

خاموش رہنے کی ترکیب

عام طور سے میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ بولنے والے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو خوش کرنے خوش رکھنے انہیں ہنسانے اور تفریح دلانے اور مجلس گرم رکھنے کے لئے فالتو غیر ضروری ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ہم سب سے اونچے صاحب مقام و مرتبہ اور عزت دار ہو جائیں گے حالانکہ عزت تو جس کو اللہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے زیادہ بولنے فالتو باتیں کرنے لوگوں کو ہنسانے اور تفریح دلانے والا تو لوگوں کی نظر میں گر جاتا ہے بے وقعت بے وزن ہلکا اور غیر ذمہ دار آدمی ہو جاتا ہے اور اس کی حیثیت ایک کھلونے سے زیادہ نہیں رہتی۔ کھیلے اور ایک

طرف کو ڈال دیا تو جن کو خوش کرنے کے لئے آپ زیادہ بولے کسی کی غیبت اور برائی کی فالتو باتیں کیں جب وہ ہی آپکو نظروں میں گرا لیتے ہیں تو اس بولنے سے تو نہ بولنا اچھا ہے خوب سمجھو غور کرو یاد رکھو اور عمل کرو اور اس سلسلے میں سب سے عمدہ بڑھیا اور افضل بات وہ ہے جو مخلوق میں سب سے بڑے عظمت و بڑائی والے اشرف الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی آپ فرماتے ہیں جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ جب بھی بولے اچھی بات بولے یا پھر خاموش رہے۔ صحیح مسلم جلد نمبر ۱ کتاب الایمان۔

کچھ لوگ خاموشی توڑنے کے لئے بے ضرورت بات کرتے ہیں کیونکہ چند لوگ اکٹھے بیٹھے ہوں اور خاموش ہوں تو اچھا نہیں معلوم ہوتا تو بھائیو خاموشی توڑنے کے لئے کوئی اچھی سچی اور مفید معنی خیز بات کہی جائے تو وہ خاموشی سے یقیناً بہتر ہے لیکن فالتو غیر ضروری بے معنی یا جھوٹی بات کرنے سے خاموشی ہی بہتر ہے خواہ کتنے ہی لوگوں کو کتنی ہی دیر خاموش بیٹھنا پڑے اللہ و رسول کو ناراض کر کے خاموشی توڑنے والے عقلمند نہیں ہیں اس سے کیا فائدہ کہ محفل تو گرم ہو گئی لیکن ساتھ ہی ساتھ جھوٹ یا غیبت اپکے نامہ اعمال میں لکھ دی گئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے تفریح دلانے کے لئے جھوٹی باتیں گڑھ گڑھ کر سناتا ہو اس کے لئے خرابی ہے اس کے لئے خرابی ہے۔

اور فرماتے ہیں: "جو کوئی ایسی بات کہے کہ جس کا مقصد لوگوں کو ہنسانے کے علاوہ اور کچھ نہ ہو تو وہ زمین و آسمان کے درمیان کے فاصلے سے بھی زیادہ جہنم کی گہرائی میں گرتا ہے اور زبان کی غلطیاں قدم کی غلطیوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔" (مشکوۃ باب حفظ اللسان صفحہ ۴۱۳)

اس حدیث کی شرح میں علماء نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے ہے کہ ہنسانے اور تفریح دلانے کی جس کی عادت یا پیشہ ہو ورنہ کبھی کبھار خوش طبعی کی بات کرنا حرام وناجائز نہیں خلاصہ یہ کہ جو دین رہنا چاہے اس کے لئے خاموش اور چپ رہنے کی عادت ڈالنا بھی ضروری ہے اور خاموش رہنے کی عادت انسان کو ہزاروں گناہوں اور برائیوں سے بچاتی ہے۔

حسد سے بچنے کی ترکیب

حسد کا معنی ہے کسی کی شان وشوکت عزت وعظمت مال و دولت علم وفضل کو دیکھ کر جلنا اس کا نقصان اور زوال چاہنا یہ ایک نہایت خطرناک بیماری ہے حسد کرنے والا کبھی بھی دیندار بن کر نہیں رہ سکتا اور وہ خود ہی اپنا نقصان کرتا ہے بے وجہ اپنا خون جلاتا ہے غمگین اور پریشان رہتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو (احیاء العلوم جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۳ بحوالہ ابن ماجہ وابوداؤد)

جس کے دل میں یہ بیماری ہو اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو جس سے حسد ہے اگر وہ کوئی مومن اور بھلا آدمی ہے تو اللہ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور ترقی دے اور زیادہ شان وشوکت علم وفضل عطا فرمائے ایسی دعا مانگنے سے شیطان کا جال اور اس کا داؤں کٹ جائے گا اور دل کو سکون حاصل ہوگا اور امید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو بھی یہ نعمتیں عطا فرمائے گا۔ اور اگر وہ کوئی نرا دنیادار بدکار فاسق و فاجر ظالم وجفاکار ہے تو اس سے بھی حسد کرنا اور جلنا اپنا ہی نقصان ہے اور یہ خیال

کرنا چاہئے کہ یہ محض دنیا کی ترقی کوئی نعمت وفضل نہیں ہے کہ جس سے حسد کیا جائے اور جس کو ایک دن جانا ہے ختم ہونا ہے اس کی کیا ویلو؟ اور کیا قیمت؟ کتنوں نے عیش کیئے اور نہ وہ عیش رہے اور نہ عیش کرنے والے۔

بھائیو اس سے کیا جلنا کہ جس سے خدا ناراض ہے جسے قبر میں پٹنا ہے یا جہنم میں جلنا ہے وہ تو خود ہی بڑے گھاٹے میں ہے بھائیو غور کرو گے تو پتہ چلے گا کہ انسان کی حیثیت کیڑے مکوڑوں سے زیادہ نہیں ہے اور کسی بڑے سے بڑے سرمائے دار کا سامان زندگی مکڑی کے جال سے بڑھ کر نہیں ہے اور گھروں میں سب سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔

غضب اور غصے سے بچنے کی ترکیب

جلدی جلدی غصے میں آنا اور بار بار غضب ناک ہونا بھی انسان کی ایک بہت بڑی کمزوری اور کمی ہے اور دین داری کی راہ کا بڑا کانٹا۔ غصے میں سمجھ دار آدمی بھی بڑے بڑے خراب کام اور گناہ کر بیٹھتا ہے بلکہ دنیا میں آدھے سے زیادہ غلط کام ظلم وزیادتی قتل وغارت گری ایذا رسانی اور حق تلفی عورتوں کو طلاق وغیرہ غصے میں ہوتی ہیں غصے کو شیطان کی سواری کہا گیا ہے جب انسان غصے میں ہوتا ہے تو وہ شیطان کے ہاتھ کا کھلونا بن جاتا ہے وہ اسے جدھر چاہتا ہے چلاتا ہے اور اس سے جو چاہتا ہے کہلواتا ہے اور کرواتا ہے۔ غصے سے بچنے کے لئے آدمی کو چاہئے کہ ہر وقت موت وقبر کو یاد رکھے اور کبھی غصہ آ بھی جائے تو اس کو دور کر کے اس کے شر اور نقصان سے بچنے کے لئے احادیث اور بزرگوں کی کتابوں میں جو ترکیبیں لکھیں ہیں وہ یہ ہیں۔

☆ جب غصہ آئے تو وضو کرلے

☆ حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم میں سے اگر کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک۔ ورنہ لیٹ جائے۔ (مشکوٰۃ باب الغضب والکبر صفحہ ۴۳۴)

اور اسی جگہ دوسری حدیث میں ہے حضور نے فرمایا

غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا آگ کو پانی سے بجھاؤ جب غصہ آئے تو وضو کرو۔

ایک حدیث میں ہے ایک مرتبہ حضور کے سامنے دو لوگوں میں سخت کلامی ہوگئی ایک صاحب کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہوگیا نتھنے پھول گئے تو حضور نے فرمایا:

میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا اور وہ کلمہ یہ ہے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

دفع غضب یعنی غصہ دور کرنے کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کی طرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے لیٹا ہو تو اٹھے نہیں

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۶۱۲ مطبوعہ پوربندر)

☆ جب غصہ آئے تو جہاں ہے اس جگہ کو بدل دے مثلاً گھر میں ہو تو باہر چلا جائے اور باہر ہو تو گھر میں آجائے اور روئے زمین پر سب سے بہتر جگہ خدا کے گھر مسجدیں ہیں مسجد میں جا کر ذکر و شکر و تلاوت و عبادت میں مشغول ہو جائے

مگر اب ایسا کہاں لوگ یا تو مساجد میں آتے نہیں اور آتے بھی ہیں تو گپے لڑاتے ہیں باتیں چٹخاتے ہیں۔

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان کسی بات پر خفگی اور ناراضگی پیدا ہوئی تو حضرت مولائے کائنات گھر سے باہر تشریف لے گئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ کے یہاں تشریف لائے پوچھا علی کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا ہے ایسا ایسا ہوا اور وہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں سرکار نے تلاش فرمایا مسجد شریف کے ایک کونے میں کچی زمین پر لیٹے تھے اور نیند آگئی تھی، بدن پاک پر مٹی بھی لگ گئی تھی سرکار دو عالم اپنے مبارک ہاتھ سے ان کے جسم پاک کی مٹی جھاڑتے جاتے اور فرما رہے تھے کہ ابوتُراب یعنی مٹی والے اٹھو اس دن سے ان کی کنیت ابوتراب ہوگئی اور تمام زندگی جب انہیں کوئی اس نام سے پکارتا تو بڑے خوش ہوتے اس سے ظاہر ہوا کہ ناراضگی خفگی اور غصے میں مسجد میں چلا جانا مولائے کائنات ابوتُراب جناب علی مرتضیٰ کی پیاری پیاری سنت بھی ہے ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ غصہ آنے کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ غصہ دیر میں آئے اور جلدی چلا جائے یہ مومن کی شان بلکہ اس کی پہچان ہے اور جلدی آئے اور جلدی چلا جائے یہ بھی اچھے بھلے لوگوں کو ہوسکتا ہے اور دیر میں آئے لیکن دیر ہی میں جائے تو یہ خطرناک ہے اور مومن سے بعید ہے اور جلدی آئے اور دیر سے جائے تو یہ زیادہ خطرناک ہے اور مومن کی شان نہیں اور دیندار آدمی کا کام نہیں اور ایسے شخص سے ایسے ہی بچنا چاہیے جیسے شیطان سے اور جو اپنی ذات نفس سے متعلق معاملات میں لوگوں پر ناراضگی اور

غصے کا اظہار نہ کرتا ہو اور دین و مذہب کا نقصان اور اس کے خلاف حرکات دیکھ کر اس کا خون کھولتا ہو وہ مکمل مسلمان ہے۔

غصے میں کوئی بھی بات کلام یا عمل اور فعل کرنے سے بچنا چاہیے خواہ کوئی فیصلہ کرنا یا سنانا ہو یا سزا دینا یا بولنا ہو جو کچھ بھی کریں یا بولیں غصہ ختم ہونے پر ہی ہو کاش لوگ اس بات کو یاد رکھیں۔

زنا کاری سے بچنے کی ترکیب

اگر کسی انسان پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے اور اس کو اپنی طرف سے زنا کاری سرزد ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس کو اس فعل بد سے بچنے کے لئے درجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ یا اللہ تو مجھ کو میرے نفس پر قابو دے اور برائی سے محفوظ رکھ رات میں جب لوگ سوتے ہوں اس وقت دعا کرے یہ قبولیت کا سب سے عمدہ وقت ہے دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھنے سے بھی دعا قبول ہوتی ہے اللہ کے ناموں میں یا ارحم الراحمین اور یا ذا الجلال ولاکرام کہکر دعا مانگی جائے تب بھی دعا قبول ہوتی . ہے ہر نماز فرض کے بعد جو دعا مانگی جائے یہ بھی قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مخصوص بندوں کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر ان کی زندگی میں یا بعد وصال کے ان کے مزاروں پر جو دعا اللہ سے مانگی جائے خدا تعالیٰ اس کو بھی قبول فرماتا ہے۔

اگر عورت کے نان نفقے اور مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو تو نکاح کرے یہ زنا کاری سے بچنے کا نہایت عمدہ طریقہ ہے مگر افسوس آج کل کے ماحول میں بیوی

بچوں اور گھر گرہستی رہن سہن کے اخراجات اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ لوگ نکاح سے بچنے لگے ہیں اور وہ زنا کاری کی طرف بڑھ رہے ہیں اور گھر گرہستی تو بعد کی بات ہے اب تو نکاح و شادی بیاہ کے موقع پر اتنے خرچے ہونے کا رواج اور ماحول بنتا جا رہا ہے کہ لگتا ہے آنے والے وقت میں نکاح کم ہوں گے اور زنا کاری زیادہ زنا کاری سستی ہو گئی ہے اور نکاح مہنگے لاکھوں کی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں بے نکاح بوڑھے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور ان میں سے بہت سے زنا کاری پر مجبور ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے سادہ نکاح کر کے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ وا دیا جائے اور جو کام حرام طور پر ہو رہا ہے وہ حلال طریقے سے ہونے لگے میں نے اس بارے میں پوری ایک کتاب لکھ دی ہے جس کا نام (بیاہ شادی کے بڑھتے اخراجات) اردو اور ہندی میں الگ الگ چھپ کر دستیاب ہے کتاب لوگوں نے پڑھی تعریفیں تو ہوئیں لیکن عمل کہاں کون مانتا ہے گھر محلے اور اپنی بستی والے تک نہیں سن رہے ہیں نکاح جس کو اسلام نے سادہ سستا اور آسان بنانے کا حکم دیا تھا اس کو لوگوں نے جنگ و جہاد کی طرح مشکل و مصیبت بنا دیا ہے اور انسان نے وہ کیا ہے جو شیطان نے کیا ہے بڑے بڑے سمجھ دار پڑھے لکھے بھی یہاں آکر جاہل بن چکے ہیں بڑے بڑے پارسا عبادت گزار دیندار بھی اس معاملے میں دامن مصطفیٰ چھوڑ چکے ہیں اور مجھ کو لگتا ہے کہ قیامت کے قریب کی پیش گوئیوں میں جو یہ مروی ہے کہ انسانوں میں جانوروں کی طرح بے حیائی اور کتیا کتوں کی طرح بدکاری پھیل جائے گی وہ یوں ہی ہو گا کہ لوگ نکاح و شادی کو اتنا مشکل مہنگا بنا دیں گے کہ ایک بڑی تعداد کے لئے وہ ناممکن ہو جائیں گا اور ظاہر ہے کہ جب نکاح نہ ہوں گے تو زنا کاری پھیلے گی کیونکہ انسان اپنی نفسانی

خواہشات اور فطری تقاضوں کو پورا ضرور کرے گا جب جائز طریقے سے کرنا ناممکن ہو جائے گا تو ناجائز طور پر کرے گا کیونکہ فطرت تو فطرت ہی ہے اور اس سب کا عذاب اور وبال ان جائز اور ناجائز کے ٹھیکیداروں پر بھی ہوگا۔

☆ جو خود اپنے یا اپنے بچوں کے نکاح بھی سادگی کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں دینداری کے لبادے اوڑھے ہوئے ہیں اور بیاہ شادی کے موقع پر دنیا داروں سے بھی بڑے دنیادار بن جاتے ہیں۔

☆ زنا کاری سے بچنے کے لئے جو شخص نکاح نہ کر پائے اس کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے رسول پاک نے فرمایا ہے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے بھوکے رہنا یعنی روزے رکھنا نفس کی خواہش کو کم کرتا ہے اور شہوت کو توڑتا ہے۔

☆ فلمیں دیکھنا ان کے گانے سننا گندی ناولیں اور افسانے پڑھنا ننگی تصویریں اور فوٹو دیکھنا حرام تو ہے ہی لیکن بے نکاحے مردوں اور عورتوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بھی ہے اور زنا کاری پر ابھارنے والی ہے سختی کے ساتھ ان سب سے دور رہے۔

☆ کبھی بھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں تھوڑی دیر بھی نہ رہیں حدیث پاک میں ہے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں دو اجنبی مرد و عورت اکیلے میں ہوتے ہیں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے ہنسی مذاق اور غیر ضروری فالتو باتیں کبھی بھی کسی غیر عورت سے نہ کریں۔

غیبت سے بچنے کی ترکیب

کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی کوئی ایسی بات کہنا کہ اگر سامنے کہی جاتی تو اس کو ناگوار ہوتی غیبت کہلاتا ہے جب کہ اس میں وہ عیب ہو اور اگر نہ ہو تو یہ بہتان ہے اس کا گناہ غیبت سے بھی بڑھ کر ہے اور غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کو دے دی جاتی ہیں جس کی غیبت کی گئی ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے غیبت سے بچنے کی سب سے بہتر ترکیب یہ ہے کہ آدمی خاموش رہنے کی عادت ڈال لے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور بلا ضرورت لوگوں میں بیٹھنے اٹھنے سے بچے جہاں تک ممکن ہو تنہائی اختیار کرے اور پیٹھ پیچھے لوگوں کے عیب شمار کرنے کے بجائے ان کی تعریف کرے ان کی جو خوبیاں اچھائیاں گنانے کا مزاج بنائے اور اپنے ایمانی بھائی میں کوئی خامی کمی عیب ہو تو اس کی اصلاح اور سدھار کے لئے دعا کرتا رہے

یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اگر کسی میں کوئی ایسا عیب ہو کہ وہ اگر بتایا اور ظاہر نہ کیا جائے گا تو لوگ اس کے شکار ہو جائیں گے اور اس کے جال میں پھنس جائیں گے اس سے دھوکہ کھا جائیں گے تو اس سے لوگوں کو آگاہ کرنا غیبت اور گناہ نہیں ہے یوں ہی کسی ایسے شخص سے شکایت کے طور پر کسی کا عیب بیان کرنا جو اس کی اس برائی کو اس سے دور کر سکے یا اس کو سمجھا سکے یہ بھی غیبت نہیں ہے اور جس کو حساب دینا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کس کی نیت میں کیا ہے اور اعمال کا دارومدار نیت اور ارادے پر ہے۔

گھمنڈ اور تکبر سے بچنے کی ترکیب

گھمنڈی اور متکبر و مغرور آدمی بھی دیندار بن کر نہیں رہ سکتا قبرستانوں میں جانا بڑے بڑوں کی قبروں کو دیکھنا اوران کی پچھلی اور موجودہ حالت پر غور کرنا انسان کو تکبر سے بچاتا ہے اس کے علاوہ ہر بڑے اور چھوٹے کو غریب اور مالدار کو سلام کرنے میں پہل کرنے کی عادت بھی انسان کو گھمنڈ اور تکبر سے بچاتی ہے کمزوروں غریبوں میں گھل مل کر رہنا ان میں بیٹھنا اٹھنا کبھی کبھی ان کے کام کاج میں ان کے ہاتھ بٹانا ان کے کچھ کام اپنے ہاتھ سے کر دینا بھی اس شیطانی خصلت سے محفوظ رکھتا ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی عادت بھی انسان کو متکبر ہونے سے روکتی ہے کیونکہ وہاں بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی کبھی کبھی کسی غریب سے غریب کمزور بیمار ان پڑھ دیہاتی گنوار کے برابر میں آپکو کھڑا ہونا پڑ سکتا ہے تو اس طرح مزاج کی تمکنت ٹوٹتی ہے اور اپنے بڑپپن کا نشہ کم ہوتا ہے نماز و جماعت میں اور بھی بے شمار حکمتیں ہیں اور بے شک اسلام حکمتوں والا مذہب ہے اور جنہوں نے تکبر اور گھمنڈ کا علاج ابھی نہ کیا تو موت تو اس کا علاج کر ہی دے گی گھمنڈ کے سب شیشے چکنا چور ہو جائیں گے رعونت کی سب کھوپڑیاں پھوٹ جائیں گی مگر اس وقت کے اس علاج سے کوئی نفع اور فائدہ نہ ہوگا اگر کہیں کوئی مسجد یا کوئی دینی عمارت تعمیر ہوتی ہو تو اس میں چندہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی کچھ کام کیجیے اور خود کو مزدوروں کے ساتھ شامل کر لیجیے اس سے بھی گھمنڈ اور تکبر ختم ہوگا اسلام آنے کے بعد مدینے شریف میں پہلی مسجد راج اور مزدوروں نے نہیں بنائی تھی بلکہ اللہ کے رسول اور آپکے صحابہ کرام نے خود اپنے

ہاتھوں سے سامان ڈھوڈھو کر تعمیر فرمائی تھی

میں نے غیر مسلموں میں دیکھا کہ بڑے بڑے لوگ اپنی مذہبی تعمیرات میں مزدوروں والا کام خود کرتے ہیں اسے وہ اپنی زبان میں کارسیوا کہتے ہیں افسوس جو کام ہمارے نبی نے سکھایا وہ دوسروں نے اپنالیا اور ہم چھوڑ بیٹھے۔

نمازی بننے کی ترکیب

پانچوں وقت کی نماز کی پابندی اسلام میں کتنی ضروری ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اسے پورے طور پر بتایا جاسکتا ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ بے نمازی صرف نام کا مسلمان ہے جیسے بے روح کا جسم

حدیث پاک میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا کونسا عمل سب سے زیادہ پیارا ہے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ (صحیح بخاری باب فضل الصلوۃ لو قتھا صفحہ ۷۶)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت وحکومت کے زمانے میں اپنے گورنروں کو لکھ کر بھیجا تھا۔

تمہارے سب کاموں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے (یعنی مجھ کو تمہاری نمازوں کی زیادہ فکر ہے) تو تم میں سے جس نے نمازوں کا دھیان رکھا اور ان کی پابندی کی اس نے پورے دین کی حفاظت کرلی اور جس نے نمازوں کو ضائع کردیا وہ اور کاموں کو بھی ضائع کرے

گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ پوربندر بحوالہ موطا امام مالک باب وقوت الصلوۃ صفحہ ۵)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ سنبھل)

نماز کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے یہ بتانے کی زیادہ ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہر مسلمان جانتا ہے بلکہ غیر مسلم کافر تک جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔

میں نے کتنے لوگ دیکھے ہیں جو نمازی بننا چاہتے ہیں لیکن بن نہیں پاتے میں انھیں یہاں چند مشورے دیتا ہوں امید ہے کہ ان کے ذریعہ اللہ رب العزت ان کے لئے راستہ آسان فرمائے گا سب سے اول اور اہم مشورہ تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دعا کرتے رہیں کہ یا اللہ مجھ کو نماز کا پابند بنادے کیونکہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور اسی کی توفیق سے ہے اور دیندار بن جانا کمال نہیں ہے مرتے دم تک دیندار بنے رہنا کمال ہے اسی لئے قرآن شریف میں زیادہ تر دعائیں ایمان اسلام اور دین پر قائم اور ثابت رہنے کی سکھائی گئی ہیں۔

کبھی کوئی نماز قضا ہو جائے فوراً ادا کیجئے

اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں یا پڑھنے لگے ہیں اور کسی خاص مجبوری کیوجہ سے کبھی کوئی نماز پڑھنے سے رہ جائے اور وقت نکل جائے تو جلدی سے جلدی جب موقعہ اور وقت ملے۔ اس کو فوراً ادا کر لیجئے اگر آپ اس بات پر عمل کرینگے تو آپ کے دل میں نماز کی اہمیت اور اس کی وقعت باقی رہے گی

اور تمام عمر نمازی رہیں گے اور بہت سی نمازیں آپکے اوپر اکٹھی اور جمع نہیں ہونگی جن کی ادائیگی میں دقت اور الجھن معلوم ہو۔

حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو اپنی کسی وقت کی نماز کو بھول جائے اس کے وقت میں سوتا رہ جائے اور یاد آنے پر پڑھ لے تو یہی اس کا کفارہ ہے۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ صفحہ ۸۴ مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ صفحہ ۶۱)

ایک اور حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں:

گناہ اس پر ہے جو جاگتا ہو اور نماز چھوڑ دے اور جو نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے اس پر گناہ نہیں تو تم میں سے جس کی نماز بھول یا نیند کی وجہ سے رہ جائے وہ یاد آنے پر پڑھ لے۔

(صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۳۹ باب قضاء الصلوۃ اور مشکوۃ صفحہ ۶۱)

ایک بار سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر سے واپسی کے موقع پر رات میں سفر فرمایا یہاں تک کہ جب تھکن اور نیند نے زور مارا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ کاش آپ قیام فرماتے ارشاد فرمایا مجھکو اس بات کا ڈر ہے کہیں تم لوگ سوتے نہ رہ جاؤ اور نماز جاتی رہے حضرت بلال نے عرض کی میں جگتا رہوں گا تو سب لوگ آرام فرمانے لگے حضرت بلال بھی کافی رات تک تو جاگے لیکن اخیر میں وہ سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو ان کو بھی نیند آگئی سب لوگ سوتے رہ گئے سب سے پہلے سرکار ہی بیدار ہوئے اور سورج کا کنارہ ظاہر ہو چکا تھا فرمایا اے بلال تم نے جو کہا تھا وہ کیا ہوا انھوں نے عرض کی یارسول اللہ آج تو میں ایسا سُلا دیا گیا کہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب چاہتا ہے رُوحوں کو قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے
لوٹال دیتا ہے۔ اے بلال کھڑے ہو جاؤ اذان دیکر لوگوں کو نماز کے لئے جمع
کرو۔ پھر حضور نے وضو فرمایا اور جب سورج خوب روشن بلند ہو گیا تو آپ نے نما
زادا کرائی۔ (بخاری جلد نمبرا باب الاذان بعد ذهاب الوقت ۸۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جنگ خندق میں کفار سے سخت اور بھیانک
مقابلے کی وجہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق نماز عصر نہیں پڑھ سکے اور سورج ڈوبنے
لگا انھوں نے کفار کو برا بھلا کہا اور حضور سے نماز رہ جانے کی بات کہی سرکار نے
فرمایا میں نے بھی نہیں پڑھی پھر وضو کیا اور سورج ڈوبنے کے بعد نماز پڑھی اور پھر
بور میں مغرب پڑھی۔

(بخاری جلد نمبرا باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت صفحہ ۸۳)

حضرت صفوان ایک صحابی تھے رات کو دیر تک کھیتوں کی آبپاشی کے لئے
پانی بھرنے کی وجہ سے کبھی کبھی نماز فجر کے وقت سوتے رہ جاتے حضور نے ان
سے فرمایا اے صفوان جب آنکھ کھلے نماز پڑھو۔ مشکوۃ باب عشرۃ النساء صفحہ ۲۸۲ ان
سب احادیث کی روشنی میں علماء نے فرمایا یہ اسی کے لئے ہے جو کبھی کبھی سوتا رہ
جائے یا کسی خاص اہم مجبوری کی وجہ سے کبھی اس کی نماز رہ جائے لیکن جو نماز کے
وقت اکثر سوتا رہے اور نماز چھوڑنے کی عادت ڈال لے وہ نمازی نہیں ہے فاسق و
فاجر اور بڑا گنہگار حرام کار ہے۔

اور جس سے کبھی ایسا ہو جائے اور وہ فوراً نماز ادا کر لے تو وہ نمازی ہے۔

اور وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نہایت بخشنے والا مہربان پروردگار ہے غفار اور
ستار ہے۔

اور سرکار دو عالم کی پوری دنیوی حیات مبارکہ میں صرف دو ہی بار کا ایسا
واقعہ ملتا ہے کہ وقت گذرنے کے بعد نماز ادا فرمائی گئی اور یہ سب بھی تعلیم امت
کے لئے تھا ہم آپ کو سکھانے کے لئے تھا کہ اگر کبھی کسی بندۂ خدا سے چوک
ہو جائے اور نیند یا کسی اور سخت مجبوری میں نماز کا وقت نکل جائے تو کہیں گھبرا نہ
جائے اور خود کو جہنمی خیال نہ کر لے اور یہ کرم ہے اللہ کا اپنے بندوں پر اور پھر اس
کے رسول کا اپنی امت پر کہ اسلام کو ایسا مذہب نہیں بننے دیا کہ اس پر چلنا ناممکن
ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیئے

اگر کوئی دینی یا خاص دنیاوی کام نہ ہو تو رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلدی
سے جلدی آرام کرنے اور سونے کی عادت بنایئے آپ کی یہ عادت آپکو نمازی
بننے میں مددگار ثابت ہوگی رات کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اٹھنا یہ ہی اسلامی
مزاج ہے اور یہ ہی پیغمبر اسلام کی عادت کریمہ ہے رات کو دیر تک جاگنے والے
اکثر یا تو فجر کی نماز قضا کرتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو وہ بھاری پڑتی ہے اور بوجھ بن
جاتی ہے اور جس اطمینان اہتمام اور تسلی کے ساتھ نماز کو ادا کرنا چاہیے وہ نہیں کر
پاتے میرا تجربہ ہے کہ رات کو شیطان انسان کو دیر تک جگانے کی کوشش کرتا ہے اور
باتوں میں اس کا دل لگا کر قصے کہانیوں کی طرف مائل کرکے یا ادھر ادھر جانے
گھومنے پھرنے کا مشورہ دیکر اسے بیدار رکھتا ہے اس سے کہتا ہے یہ باتیں کرو وہ
باتیں کرو یہاں جاؤ وہاں جاؤ اس سے ملو اس سے مل لو اس طرح اس کا وقت ضائع
کرکے اسے بستر پر جلد نہیں آنے دیتا اور پھر صبح کو اذان و نماز کے وقت تھکی دیکر

سلاتا ہے کاش لوگ شیطان کے داؤں کو سمجھتے اور اس کے جال کو کاٹتے۔

حدیث پاک میں ہے:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو پسند نہیں فرماتے اور عشاء کے بعد بات چیت اور گفتگو پسند نہیں فرماتے۔

(بخاری جلد نمبر ا باب مایکرھو من السمر بعدالشاء صفحہ ۸۴)

حکیم و ڈاکٹر بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ رات کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اٹھنا صحت و تندرستی کے لئے مفید ہے اور دیر تک جاگنا پھر صبح کو دیر تک سوتے رہنا بیماریاں پیدا کرتا اور صحت کو بگاڑتا ہے اور بے شک ساری سچائیوں کی جان اور حقائق کا نشان اور صداقت کی پہچان ہے جو اللہ کا اور اس کے رسول کا فرمان ہے۔

البتہ رات کو بعد نماز عشاء کوئی دینی کام عبادت و ریاضت یا قرآن کی تلاوت ذکر و فکر و شکر و دینی کتابوں کا مطالعہ مکروہ نہیں ہے ہاں ان کاموں کی وجہ سے بھی اگر نماز قضا ہو جاتی ہے تو ایسا کرنے والے خوب جان لیں کہ ان کے یہ کام دین نہیں ہیں خواہ وہ جلسے ہوں یا جلوس محفلیں ہوں یا مجلسیں کتابوں کے مطالعے ہوں یا درس و تدریس پڑھنے پڑھانے کے سلسلے، تحریکیں ہو یا تنظیمیں اور وہ نفل قبول نہیں جس کی وجہ سے فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہو۔

زیادہ ذمے داریاں قبول مت کیجئے

جو شخص نمازی بننا چاہے اور قاعدے کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ ذمہ داریاں قبول نہ کرے اور دین کے ہوں یا دنیا کے زیادہ کام اپنے ذمہ میں نہ لے اور پرسکون اطمینان والی زندگی گذارنے کی کوشش

کرے میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے یا اپنے بال بچوں کے فالتو خرچے پورے کرنے کے لئے کام پر کام بڑھائے چلے جا رہے ہیں کئی کئی دھندے انہوں نے چھیڑ رکھے ہیں وہ چاہتے اور جانتے ہوئے بھی نمازی نہیں بن سکتے دل دماغ اور جسم کو زیادہ ادھر ادھر پھنسا لینے والے اچھی طرح نماز کی ادائیگی نہیں کر سکتے ایسے ہی وہ مدرسے چلانے والے دینی کتابیں لکھنے چھاپنے یا فروخت کرنے والے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے یہ دینی کام حد سے زیادہ بڑھا لیتے ہیں اور پھر نمازوں کو وقت نکال کر پڑھتے ہیں یا چھوڑتے ہیں اور پھر دینی کام اور اس کی ذمہ داریوں کو بہانہ بناتے ہیں دراصل یہ وہ لوگ ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ دین کیا ہے اور اس کا کام اور خدمت کیا ہے

میرے اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سچا پکا نمازی بننا چاہے وہ دین و دنیا کی اتنی ذمہ داریاں قبول کرے کہ جن کو اس کا دل و دماغ اور جسم آسانی سے برداشت کر لے اور وہ نمازوں سے غافل نہ ہو سکے خیال رہے کہ سب سے بڑا دینی اسلامی کام پانچوں وقت کی نماز کی پابندی اور اس کا اہتمام ہے۔

گمراہ کرنے والی تقریریں

نماز روزہ اور اعمال صالحہ کے تعلق سے کچھ پیشہ ور مقرر بد مذہبوں کا رد کرتے ہوئے عشق رسول اور بزرگان دین سے محبت و عقیدت کے بیان میں اور ان کی کرامتوں کا ذکر کرتے ہوئے بے نمازی پبلک کو خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے گھوم رہے ہیں جو بالکل غیر اسلامی ہیں وہ عشق رسول اور بزرگوں سے محبت و عقیدت نہیں سکھا رہے ہیں بلکہ اس کی آڑ میں نماز روزے کو مٹانے کا

کام کررہے ہیں ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جنت نہ نماز سے ملے گی نہ روزے نہ زکوٰۃ سے نہ حج سے بلکہ جنت تو عشق رسول سے ملے گی اولیاء سے عقیدت ومحبت سے ملے گی ان جاہلوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ نماز خود عشق رسول کا ایک اہم حصہ ہے اور جو نمازی نہیں وہ صحیح معنی میں عاشق رسول نہیں ہے اور جو عاشق رسول ہوگا اس کو نماز پڑھے بغیر چین ہی نہیں ملے گا اور جو نماز وروزے زکوٰۃ وغیرہ کو عشق رسول سے مطلقاً الگ کر کے دکھائے وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

ایسے ہی ایک پیشہ ور مقرر کے بارے میں سنا کہ وہ اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ نماز روزے وغیرہ اعمال کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں کہ وہ قبول ہوتے بھی ہیں کہ نہیں لیکن عقیدت ومحبت ضرور قبول ہوتی ہے تو اس نااہل سے کوئی پوچھے کہ وہ تیری کون سی عقیدت ومحبت ہے جو نماز روزے کو ترک کر کے قبول ہوتی ہے اور نماز روزے سے بڑھکر عقیدت ومحبت کا کون سا کام ہے ارے نادان اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے بندہ نیک کام کرتا ہے اور امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہنا یہی بندگی ہے جو بندے کا کام ہے صحیح بات یہ ہے کہ عشق ومحبت عقیدت وارادت کا نام لے کر اعمال کی طرف سے لوگوں کو غافل و بے پرواہ کرنے والے شیطان کا کام کررہے ہیں۔

ایسے ہی ایک شخص نے ایک بزرگ شاعر کا یہ شعر پڑھا

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

اور اس کا مطلب یہ سمجھا کہ نماز پڑھنے کی اور اس کی پابندی کی کیا ضرورت

ہے حضور کی چوکھٹ کو چومنے سے زندگی بھر کی قضا نمازیں ادا ہوجاتی ہیں میں کہتا ہوں ذرا یہ تو بتایئے کہ یہ شعر جس بزرگ شاعر کا ہے وہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی ہیں کیا انہوں نے زندگی میں کبھی کوئی نماز قضا کی تھی؟ صحیح بات یہ ہے کہ ان کی نماز تو نماز ساری عمر میں قصداً کبھی جماعت بھی نہیں چھوٹی تھی تو تمہارا عشق رسول اس منزل کو پہنچ جائے کہ تمہاری نماز تو نماز جان بوجھ کر کبھی جماعت تک قضا نہ ہوتی ہو تبھی یہ شعر پڑھنا اور پڑھکر سنانا اور کسی بھی نماز وجماعت چھوڑنے والے کو یہ شعر نہ پڑھنے کا حق ہے نہ سننے کا جو نمازی ہو وہ ہی پڑھے اور جو نمازی ہو وہی سنے اور اسی کو سنایا جائے جو نمازی ہو۔ اور جو نمازی اور دیندار رہنا چاہے اس کیلئے ضروری ہے کہ ایسے مولویوں اور مقرروں کی صحبت اور تقریروں سے دور رہے جن کے نزدیک تقریر وخطاب کی حیثیت ایک پیشے اور کمائی کرنے کے دھندے سے زیادہ نہ ہو۔

مسجدوں میں اچھے باصلاحیت امام رکھے جائیں

امام کا باصلاحیت دین دار صاحب علم وفضل اور خوش اخلاق ہونا بھی لوگوں کے نمازی ہونے میں مددگار رہتا ہے وقت پر پابندی سے اذان وجماعت ہو تو اس سے بھی نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے آج کل اچھے بھلے پڑھے لکھے دیندار امام کم ملتے ہیں لیکن اگر کوئی مل جائے تو اس کی خوب قدر وقیمت سمجھنا چاہیے اور اس کی خدمت وتواضع اور اسکو خوشحال رکھنے میں کمی نہیں کرنی چاہیے آج کل کسی مولوی یا امام میں کوئی کمی ہو تو اس کی مخالفت برائی عیب جوئی توہین وتنقیص کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اگر کوئی بھلا آدمی قسمت سے ہاتھ لگ جائے تو اس کا خیال

رکھنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں ذرا بتائیے بروں پر تنقید کرنے والے تو آپ
ہیں لیکن اچھوں کی تعریف کرنے والے کہاں سے آئیں گے اور ان کی دیکھ بھال
رکھنے والے کیا آسمان سے اتریں گے جن کے دم سے مسجدیں آباد ہیں بچے قرآن
ونماز سیکھ رہے ہیں ان کے اوپر جو خرچہ کیا جائے وہ اسلام میں سب سے عمدہ خرچہ
ہے اور وہ بہترین صدقہ اور سب سے عمدہ خیرات ہے جو اماموں مؤذنوں اور دینی
مدرسوں کے لئے ہو اور قسمت والے ہیں جنہیں خدا کے گھر آباد کرنے کی توفیق ملتی
ہے اور مبارک ہیں وہ رقمیں اور دولتیں جو خدا کے گھر آباد رکھنے کے لئے کام میں
آتی ہیں اور ان کے ذریعہ وہ کام کیئے جاتے ہیں کہ جن سے دین باقی رہے اعلیٰ
حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں: ”طالب علم کی مدد فاتحہ میں خرچ
کرنے سے افضل ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ لاہور)

بیماری پریشانی اور سفر میں نماز پڑھیے

جیسے بھی ہو سکے پوری نہ پڑھ سکیں تو صرف فرض پڑھ لیں کھڑے ہو کر نہ پڑھ
سکیں تو کسی چیز سے ٹیک کر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھیں سفر میں بھی اگر رواروی ہو
جلدی ہو یا خوف ہو سنتیں نہ پڑھ سکتا ہو تو صرف فرض پڑھے اطمینان سے نہ پڑھ سکتا
ہو تو جلدی جلدی پڑھ لے اور اگر آپ الجھن پریشانی، بیماری، دکھ درد اور رواروی میں
نماز پڑھ لیں گے تو ظاہر ہے کہ آرام چین سکھ اور تندرستی میں گھر میں کبھی نماز نہ
چھوڑیں گے اور پھر آپ پکے نمازی بن جائیں گے چلتی ہوئی سواری ٹرین بس یا
ہوائی جہاز وغیرہ میں سنتوں ونفلوں کو سب علماء جائز فرماتے ہیں فرضوں کے بارے
میں اختلاف ہے کچھ نے کہا کہ جائز ہے صحیح ہے کچھ نے کہا کہ جائز نہیں مجبوری میں

پڑھ لے مگر بعد میں دہرائے اور زیادہ صحیح یہ ہی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ چلتی
ٹرین یا کسی سواری میں نماز پڑھنے والے بالکل نہ پڑھنے والوں سے لاکھوں درجے
بہتر ہیں خواہ نہ دہرائیں اور پہلے والے قول پر عمل کریں اور جس پر نماز فرض ہے اس
کے لئے نماز پڑھنا خواہ کیسے ہی پڑھے نہ پڑھنے سے بہر حال بہتر ہے۔

شرعی آسانیوں کی جانکاری حاصل کیجئے

کچھ لوگ مسائل شرع سے ناواقفیت اور شریعت میں دی گئی آسانیوں
، رعایتوں کو نہ جاننے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ ہی نہیں
سکتے اس میں کافی کمی ان بعض مولویوں کی ہے جو صحیح مسئلہ بتاتے ہوئے جھجکتے ہیں
ڈرتے ہیں اور قوم کا یہ حال ہے کہ وہ معمولی معمولی سے کمی اور مجبوری ہو تو نماز
چھوڑنا گوارہ کر لیتے ہیں لیکن مذہب میں جو رعایتیں سہولتیں دی گئی ہیں ان سے
فائدہ نہیں اٹھاتے اَنپڑھوں کو دیکھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو یہ تو بتاتے
کہ ایسے نماز نہیں ہوگی ویسے نماز نہیں ہوگی اس میں نماز نہیں ہوگی اس میں نماز نہیں
ہوگی لیکن یہ نہیں بتاتے کہ نہ پڑھنے والوں سے پڑھنے والے بہر حال بہتر ہیں اور
نماز چھوڑنا اسلام میں کسی صورت روا نہیں ہے اگر کوئی کسی کمی کوتاہی معمولی شرعی
خامی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو پیار و محبت کے ساتھ سمجھانا چاہیے مان
جائے تو سبحان اللہ نہ مانے تو اس کو ویسے ہی نماز پڑھنے دیں فقہ کی کتابوں میں جگہ
جگہ یہ لکھا ہے کہ عام لوگ جیسے بھی اللہ کا ذکر کریں انہیں کرنے دیا جائے

ان بے جانختیوں اور شرعی رعایتوں کی طرف سے چشم پوشی نے قوم میں بے
نمازیوں کی تعداد کو بڑھا دیا ہے آج حال یہ ہے کہ قوم مسلم میں حساب لگایا جائے تو

ایک ہزار میں ایک بھی پکا نمازی مشکل سے نکلے گا خوامخواہ خود کو صرف مسائل نہ جاننے کی وجہ سے ناپاک خیال کرنا اور نماز چھوڑ دینا ایک عام بات ہے حالانکہ بہت سے صورتیں ایسی ہیں کہ اس میں جس ناپاکی کی وجہ سے وہ نماز چھوڑ رہا ہے وہ معاف ہے اور جو معاف نہیں ہے تب بھی اسی حالت میں نماز پڑھی جائے گی اس سب کی تفصیل تو مسائل کی کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے میری کتاب ''غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح'' میں کافی باتیں اس قسم کی لکھ دی گئی ہیں یہاں میں صرف چند باتیں لکھ رہا ہوں جو پڑھ کر یاد رکھے گا اس کو نمازی بننے میں مددگار ثابت ہوں گی

اگر کوئی چیز آپ کے کپڑے بدن یا جانماز وغیرہ پر لگی ہے تو جب تک یقین سے پتہ نہ ہو کہ وہ کوئی ناپاکی ہے صرف شک وشبہ کی وجہ سے اس چیز کو یا کپڑے و بدن کو ناپاک نہیں کہا جاسکتا چیزوں میں اصل پاکی ہے ناپاکی کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے پاکی کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں اس کے لئے یہ ہی ثبوت ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہے یعنی جس کی ناپاکی خوب اچھی طرح معلوم نہ ہو وہ پاک ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۶ و ۴۷۶ مطبوعہ لاہور)

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عمرو بن العاص سفر میں ایک پانی کے حوض (چھوٹے تالاب) کے پاس سے گذرے نماز پڑھنا تھی وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی حضرت عمرو بن العاص حوض والے سے پوچھنے لگے کہ تمہارے حوض سے جنگل کے شکاری جانور تو پانی نہیں پیتے حضرت عمر فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے حوض والے ہمیں اس بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۶ باب الوضو)

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

فرماتے ہیں اگر کوئی چیز حقیقت میں ناپاک ہو لیکن ہمیں اس کی ناپاکی کا علم نہیں ہے تو وہ ہمارے لئے پاک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ لاہور)

حدیث شریف میں ہے:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کچھ خاص حرج نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳ باب تطہیر النجاسات)

حلال جانوروں کا پیشاب اونچائی پر اڑنے والے پرندوں کا پاخانہ خواہ اس کا کھانا ناجائز ہو یہ سب نجاست خفیفہ (ہلکی ناپاکی) ہیں جب تک کپڑے کے کسی حصے جیسے دامن آستین وغیرہ کا چوتھائی اس میں نہ سن جائے معاف ہے اور اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۶ فصل ثانی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے پوچھا گیا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بیل گاڑی ہانکنے والا جس کے پاس ایک کرتہ اور پاجامہ ہے گاڑی کے کرائے سے پیٹ پالتا ہے بیل ہانکنے میں ان کے پیشاب و گوبر کی چھینٹ بیل کے دم ہلانے سے سب جگہ بڑے بڑے داغ کپڑوں پر آئے دھونے کی فرصت نہیں ملتی اس صورت میں پنج گانہ نماز ادا کرنے کی کیا صورت ہے اعلیٰ حضرت جواب میں فرماتے ہیں۔

بیلوں کا گوبر پیشاب نجاست خفیفہ ہے جب تک چہارم کپڑا نہ بھر جائے یا متفرق اتنی پڑی ہو کہ جمع کرنے سے چہارم کپڑے کی مقدار ہو جائے کپڑے کو ناپاک نہیں کہا جاسکتا اور اس سے نماز جائز ہوگی اور بالفرض اس سے زائد دھبے

بھی ہوں اور دھونے سے سچی مجبوری یعنی حرج شدید ہو تو نماز جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۷۰ مطبوعہ لاہور)

یعنی جو ناپاکی معاف ہے اگر اس سے زیادہ بھی ہو اور دور کرنے دھونے کی کوئی صورت نہ ہو تو یوں ہی نماز پڑھی جائے گی نماز چھوڑی نہیں جائے گی۔

☆ فقہ حنفی کی عربی فارسی اردو کی ساری کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ نجاست غلیظہ جیسے انسان یا حرام جانوروں کا پاخانہ پیشاب وغیرہ اگر ایک درہم کی مقدار سے کم کپڑے یا بدن پر ہو تو معاف ہے اور اس کے ساتھ نماز جائز ہے پیشاب کرتے وقت سوئی کی نوک کے برابر پیشاب کی باریک باریک بندکیاں جو کپڑے یا بدن پر کود کر آجاتی ہیں وہ معاف ہیں اگر چہ تمام کپڑوں پر ہوں۔

(فتاویٰ جلد نمبر ۱ عالمگیری صفحہ ۱۴۶)

اس قسم کے اور بہت سے مسائل اور شرعی رعایتیں کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں پانی نہ ملنے یا نقصان کرنے کی صورت میں پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھنے کے مسائل بھی اس شخص کو معلوم ہونا یا کرنا چاہیے جو نمازی بن کر رہنا اور نمازی بن کر مرنا اور قیامت کے دن نمازیوں کے ساتھ اٹھنا چاہے کچھ جاہل ناخواندے یا نماز کی اہمیت سے ناواقف لوگ اس قسم کی سہولتوں رعایتوں سے اور آسانیوں کو سن کر چونکتے بدکتے یا اعتراض کرتے ہیں اور ان کے ذہن و دماغ ان باتوں کو قبول نہیں کرتے اور نماز چھوڑنا گوارہ کر لیتے ہیں اور شریعت میں اللہ و رسول کی طرف سے دی گئی رعایتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو نماز کی اہمیت کو نہیں جانتے یا نمازیں چھوڑنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں ان کی قسمت میں بے نمازی رہنا اور بے نمازی مرنا لکھا ہے اور

قیامت کے دن کوئی بہانہ نہ چلے گا اللہ تعالیٰ نے نماز چھوڑنے کے سارے حیلے بہانے اور راستے بند کر دیئے ہیں اور جس پر نماز فرض ہے اس کو ہر حال میں پڑھنا ہی ہے ورنہ قبر و جہنم کا عذاب وہاں کی پیٹائی اور ٹھکائی جھیل نہیں پائیں گے۔

بھائیو اپنی عقلیں کیوں لڑاتے ہو آخر حرام وہ ہی ہے جس کو اللہ و رسول حرام کہیں اور حلال وہ ہے جس کو وہ حلال کہیں شراب کو حرام فرمایا گیا ہے شہد اور سرکے کو حلال اگر اس کا الٹا حکم دیا گیا ہوتا تو ہم آپ کیا کرتے ظاہر ہے کہ شراب کو حلال جانتے شہد اور سرکے کو حرام تو خدا و رسول کی طرف سے جب کوئی بات معلوم ہو تو تم کیوں چونکتے ہو آخر اسلام و ایمان اللہ کا فرمان اور اس کے رسول کی زبان ہی تو ہے۔

ہمارے اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہم نے عام حالات میں بے مجبوری کے گھر بیٹھے خواہ مخواہ نماز کے معاملے میں لاپرواہی برتنے کی اجازت دے دی ہے نماز اسلام میں سب سے زیادہ اہم ضروری عمدہ کام ہے اس کو خوب اچھی طرح مکمل پاکی کے ساتھ پوری نماز پڑھنا چاہیے۔ اس بیان سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ نماز جس پر فرض ہے اس کو کبھی کسی حال میں چھوڑا نہ جائے اور ضرورت و مجبوری کے وقت شریعت کی طرف سے جو اجازات و اباحات ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ان کی جانکاری اور معلومات رکھنا چاہیے۔

سفر میں دو وقت کی نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا

شریعت میں اس کی بھی اجازت دی گئی ہے اور بر بنائے ضرورت نمازی آدمی اس اجازت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دو نمازوں کو ایک ساتھ اکٹھا کر کے پڑھ سکتا ہے بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر و عصر کو ایک ساتھ ادا فرماتے اور مغرب و عشاء کو بھی۔ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ السفر صفحہ ۱۱۸)

اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں پڑھے اور بعد والی کو بالکل شروع وقت میں مثلاً ظہر میں اتنی تاخیر کرے کہ بالکل آخیری وقت ہو جائے اور اتنا ہی وقت بچے کہ نماز پڑھی جا سکے اور فوراً بعد جیسے ہی عصر کا وقت شروع ہو عصر پڑھ لے ایسے ہی مغرب کو آخر وقت میں اور عشاء کو شروع وقت میں پڑھنے سے دونوں اکٹھی ہو جائیں گی لیکن دونوں رہیں گے اپنے اپنے وقت میں ایسے کرنا کسی مجبوری کی بنا پر بیماری میں یا سفر میں بارش آندھی طوفان میں بلا شبہ جائز ہے۔ (رد المتحار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی طلوع الشمس جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۷۱ (البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۴۹) (کتاب الهجة باب جمع الصلاة فی السفر جلد نمبر ۴ ۱۷) (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ مطبوعہ صفحہ ۶۰ الاہور)

اور اس طرح دو وقت کی نمازوں کو جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھی جائے اس کو جمع حقیقی کہتے ہیں یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں جائز نہیں خواہ سفر میں ہو یا گھر پر لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے مذہب میں سفر کی حالت میں یہ بھی جائز ہے۔

ہاں واقعی اگر سچی مجبوری اور سخت ضرورت ہو تو نماز چھوڑنے سے دوسرے کے مذہب کے مطابق نماز پڑھ لینا بہتر ہے کیونکہ چاروں مذہب حق پر ہیں ہاں خوانخواہ بے ضرورت تن پروری آسانی اور آرام طلبی کے لئے کبھی کسی اور کبھی کسی مذہب پر عمل کرنا غیر مقلدیت اور گمراہی ہے اس کی تفصیل اور تحقیق کے لئے ہماری کتاب ''تقلید شخصی ضروری ہے'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا اپنا سفر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قافلہ زوال کے بعد ظہر و عصر پڑھ کر روانہ ہوتا اور وقت مغرب خفیف قیام کرتا تا کہ لوگ مغرب و عشاء کے فرض و وتر پڑھ لیتے شافعیہ اپنے مذہب پر ایسا کرتے اور حنفیہ بضرورت تقلید مذہب غیر پر عامل ہوتے کہ بحال ضرورت ان شرائط پر کہ فقہ میں مفصل ہیں ایسا روا ہے

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۶۷۴ مطبوعہ لاہور اور جلد نمبر ۴ صفحہ ۶۷۲ مطبوعہ مبارک پور)

اور فرماتے ہیں ضرورت اگر صحیح اور واقعی ہو تو پھر مرجوح قول یا دوسرے مذہب پر مبتلا شخص کو چاہیے کہ خود عمل کرے لیکن مفتی ہرگز فتویٰ نہیں دے سکتا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ لاہور)

در مختار میں ہے و الاداء الجائز عندالبض اولی من الترک

اور جو ادا بعض اہل علم کے نزدیک جائز ہے وہ بالکل نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ (در مختار کتاب الصلوۃ جلد نمبر ۱ صفحہ ۶۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

اور فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۰

اس کے علاوہ سفر اگر شرعی ہو تو مسافر کے لئے چار فرضوں کی جگہ صرف دو ہی پڑھنا صرف جائز نہیں بلکہ واجب ہے یہ خاص تحفہ و انعام خدائے تعالیٰ نے مسافروں کو عنایت فرمایا ہے۔ سنتیں جو فرضوں سے پہلے یا بعد میں پڑھی جاتی ہیں وہ سفر میں بھی پوری پڑھی جائیں گی ان میں قصر نہیں لیکن اگر رواروی جلدی اور الجھن و پریشانی یا خوف ہو تو سنتیں پوری معاف ہیں یعنی بالکل نہ پڑھے صرف فرض پڑھ لے تو گنہگار نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۱ باب صلوٰۃ المسافر صفحہ نمبر ۱۳۹ بہار شریعت حصہ چار صفحہ نمبر ۷۸)

نماز کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے اور چھوڑنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں ہے اس کا اندازہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے اس فتویٰ سے لگایئے۔

کسی نے سوال کیا زید کو ایسی جگہ نماز کا وقت آیا کہ دور دور تک زمین تر اور ناپاک ہے اور اگر سجدہ کرتا ہے تو کپڑے تر ہو کر ناپاک ہوتے ہیں اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ نیچے بچھا کر اس پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھے تو ایسی صورت میں کس طرح نماز ادا کرے اعلیٰ حضرت نے پہلے تو سائل کو تنبیہ فرمائی کہ بے ضرورت سوالوں کو پوچھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پھر اگر واقعی ضرورت ہے تو اس کا جواب قرآن کریم میں ہے:

لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا

پارہ نمبر ۲ آیت نمبر ۲۸۶ اور فرمایا جاتا ہے

فاتقو اللہ ما استطعتم جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو پارہ نمبر ۱۶ آیت

نمبر ۶۴ اور فرماتا ہے:

ماجعل علیکم فی الدین من حرج ۔ اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی پارہ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۷۸

اس کے بعد اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ وہ شخص کھڑے کھڑے اشارے سے نماز پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۴۴۔ مطبوعہ لاہور)

اخیر بیان میں عرض کردوں کہ اس سب کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے معاملے میں بندے کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو احتیاط اور تقوے سے کام لے اور ساتھ ہی ساتھ پریشانی و مجبوری کے وقت یہ بھی نہ بھولے کہ قبولیت کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہے جو نہایت بخشنے والا مہربان ہے غفار ستار اور رحمٰن ہے۔

اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو

دیندار آدمی کو دیندار بن کر رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اچھے آدمی اور اگر مل جائے تو باعمل عالم کی صحبت میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور گزارا کرے دنیا کے دھندوں میں لگ کر انسان خدا سے دور ہونے لگتا ہے اور دھیان و دماغ دین کی طرف سے ہٹنے لگتا ہے

پانچوں وقت کی نماز بھی اسی لئے رکھی گئی ہے کہ انسان دنیا میں لگ کر بالکل غافل نہ ہو جائے خاصان خدا اور باعمل علماء کے چہرے بھی خدا اور رسول اور دین کی یاد تازہ کرتے ہیں لیکن جب کسی اللہ والے کے پاس جاؤ تو چند باتوں کا دھیان رکھو

☆ اس کے پاس جتنی دیر بیٹھو اس کی سننے کی کوشش کرو خود کم سے کم بولو

☆ وہ اگر خاموش رہے تو تم بھی خاموش بیٹھے رہو اس کے پاس خالی اور خاموش

بیٹھنے میں بھی ثواب ہے اور اس کی خاموشی بھی عبرت و نصیحت ہے

☆ اگر آپ کے بیٹھنے سے اس کے کسی کام میں خلل محسوس ہو یا وہ الجھن محسوس کرے تو ہرگز نہ بیٹھو اس کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کرو علم و فضل والے بے ضرورت اور زیادہ ملاقاتوں کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے ان کا وہ کام جس کی وجہ سے وہ علم و فضل والے ہیں اس میں کمی آئے گی۔

☆ پانچوں وقت کی نماز ملاقات کا بہترین ذریعہ ہے دیدار بھی ہو گیا اور اگر وہ نماز پڑھاتا ہے تو ایک خدا والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع بھی مل گیا اور نماز سے پہلے یا بعد میں سلام و مصافحہ اور کوئی ضروری مسئلے مسائل کی بات بھی ہو سکتی ہے اور جو خدا والے ہوتے ہیں وہ نماز و جماعت کے پابند ضرور ہوتے ہیں پانچوں وقت کی نماز باجماعت مسلمانوں کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

اگر صحبت کے لئے کوئی صاحب علم و فضل میسر نہ ہو سکے تو علمائے اہل حق و صداقت کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے چاہے تھوڑے ہی وقت کے لئے صحیح لیکن کسی دینی کتاب کا مطالعہ روزانہ کرتے رہنا دیندار آدمی کے لئے بہت ضروری ہے کتاب صاحب کتاب کی صحبت ہی کا کام کرتی ہے اور کوئی دینی کتاب اگر ایک بار پڑھ لی ہو تو اس کو دوبارہ بلکہ بار بار پڑھنے سے بھی اکتانا نہیں چاہیے کیونکہ قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کا پڑھنا سب سے اچھا ذکر عمل اور وظیفہ ہے۔

فضول خرچیوں کا بیان

فی زمانہ میری نظر میں دین کی راہ کا سب سے بڑا روڑا آج کے دور کے بڑھتے ہوئے فالتو خرچے ہیں جن پر کنٹرول کیے بغیر انسان کا دیندار بننا تقریباً ناممکن ہے۔ اسی لئے میں نے چاہا اس بیان کو مستقل ایک عنوان کے ساتھ ذکر کیا جائے بھائیو جب شیطان کسی کو گمراہ اور خدا و دین سے دور کرنا چاہتا ہے تو اس کو فالتو اخراجات کا عادی بنانے میں لگ جاتا ہے اس کو نئے اخراجات کی راہیں سُجاتا ہے اس کے شوق بڑھاتا ہے اس کو طرح طرح کے ارمان پورے کرنے اور نئے نئے فیشن اپنانے مالداروں اور امیروں کی شریکی کرنے میں لگا دیتا ہے یہ کھالوں وہ پہن لوں یہ کرلوں وہ کرلوں یہ بنالوں وہ بنالوں میں لگا کر اس کو لالچی نیت خراب بے ایمان خائن رشوت خور پرائے مال پر نظر رکھنے والا حرام کار بنا دیتا ہے اور وہ خواہشات کا غلام ہو کر خدا سے دور اور شیطان سے قریب ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ انہیں اتنا تباہ و برباد نہیں کریں گے جتنا کہ مال و دولت اور جاہ و مرتبے حاصل کرنے کا لالچ آدمی کے دین کو تباہ کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق صفحہ ۴۴۱)

اور لالچ کی بیماری بھی زیادہ تر فضول خرچی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

فضول خرچی کرنے والے دوسروں کے کام میں بھی نہیں آپاتے کیونکہ ان کے اپنے شوق اور خرچے ہی پورے نہیں ہو پاتے ہیں کہ وہ دوسروں کے کام چلائیں۔ ماں باپ رشتہ دار اور گھر والوں سے دوری اور نفرت بڑھتی رہتی ہے اور

اکثر لڑائی جھگڑے رہتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے ابھی تھوڑے دنوں میں دنیا سے
آپسی محبت اور بھائی چارگی ختم ہوتی جارہی ہے اس میں آج کے دور کے فالتو
خرچوں کو بہت بڑا دخل ہے اور آنے والے وقت میں کوئی کسی کا نہ ہوگا سب کو
صرف اپنی ہی پڑی ہوگی اور جس میں نِکماپن اور فضول خرچی دونوں بیماریاں
اکٹھی ہوجائیں وہ ہر غلط سے غلط کام کرسکتا ہے اس سے ایسے بچنا چاہیے جیسے
شیطان سے یا کالے ناگ سے اور نئی نسل کے اکثر لوگوں کا حال یہ ہی ہوگا اور اللہ
سے خیر طلب کرتے رہنا چاہیے۔

کبھی اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے زیادہ کمانے کی ہوس انسان کو اتنا
مصروف اور بے فرصت کردیتی ہے کہ اسے خدا کی یاد بھی نہیں آتی اور میں دیکھ رہا
ہوں کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے سمجھدار اور دین دار لوگ بھی آج شیطان کے اس
جال میں پھنس چکے ہیں اور وہ خود کو نمازی دیندار بلکہ دین کا ذمہ دار مولوی عالم پیرو
فقیر صوفی اور سجادہ نشین خیال کیے بیٹھے ہیں حالانکہ شیطان نے انہیں اس کٹیلے جنگل
اور خاردار جھاڑیوں میں لے جا کر پھینک دیا ہے جہاں سے ان کا لوٹنا اب بہت مشکل
ہے اور خدائے تعالیٰ کی توفیق سب سے بڑی نعمت ہے اور جس کو خود اپنی کمیاں
کوتاہیاں غلطیاں اور برائیاں دکھائی دینے لگیں اس پر رب کا سب سے بڑا احسان
ہے سب سے مشکل کام اپنے عیب دور کرنا ہے اور سب سے آسان کام دوسرے
کے عیب تلاشنا ہے اور فضول خرچ آدمی کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا
بھائی اسی لئے فرمایا ہے کہ فضول خرچی اور دینداری دونوں کا جمع ہونا محال کی طرح
ہے یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک انسان فضول خرچ بھی ہو اور دیندار بھی۔

انسان فضول خرچ کب ہوتا ہے

فضول خرچ بنانے میں زیادہ تر ہاتھ تو انسان کی اپنی خواہشات کی زیادتی کا
ہوتا ہے کبھی دوسروں کی شریکی اور شان شیخی بھی انسان سے بے جا اور غیر ضروری
خرچ کراتی ہے ماحول و معاشرے کو نبھانے دنیا کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے وہ نہ
چاہتے ہوئے بھی فالتو خرچ کرتا رہتا ہے کہ سب ایسا کرتے ہیں تو ہم بھی کریں۔

بھائیو سب کو مت دیکھو رب کو دیکھو اور اپنی پاکٹ اور آمدنی پر نظر رکھو یہ ہی
دنیا جس کے ساتھ چلنے اور اس سے نباہ کرنے کے لئے آپ خود کو برباد کرلیتے ہیں
یا خرچ پورے کرنے کے لئے حرام طریقے سے کما کر خدائے تعالیٰ کو ناراض
کرتے ہیں یہ ہی دنیا آپ کو دھوکہ دیگی اور یہ ہی یار دوست آپکی بربادی کے بعد
آپ کی ہنسی اڑائیں گے تباہی کے دنوں میں آپ سے ملاقات تک پسند نہیں کریں
گے تو ایسوں کو خوش کرنے یا ان کے منہ سے تعریف کے چند جملے سننے کے لئے خود
کو برباد کیوں کیئے لے رہے ہو بھائیو ہرگز کسی کے کہنے سننے میں نہ آؤ ایک دم
سادہ زندگی گذاریئے ورنہ پچھتائیں گے اور اگر آپ دیندار بننا چاہتے ہیں تو فالتو
خرچوں کی عادت جلدی چھوڑیئے ہاتھ روکیئے اخراجات کے معاملے میں سخت
ہوجایئے بخیل اور کنجوس نہیں بلکہ کفایت شعار بنئے اور جس چیز اور سامان کے بغیر
زندگی گذر سکتی ہو یا گذرتی ہو اس کو حاصل کرنے کی فکر مت رکھیئے عادتیں خراب اور
ضروریات کو زیادہ مت ہونے دیجئے

بہت بڑے بے وقوف

مجھ کو بہت بڑے بلکہ سب سے بڑے بے وقوف وہ لوگ نظر آتے ہیں کہ اگر انہیں خوشحالی ہاتھ آئی کاروبار ٹھیک چل گیا دن اچھے آگئے تو ہوش کھو بیٹھتے ہیں اور ساری دولت اور کمائی شان شیخی دکھانے یا اہل محلہ اور رشتہ داروں کو چڑانے جلانے یا واہ واہی حاصل کرنے کے لئے پھونک دیتے ہیں کھانے پینے پہننے اڑنے رہنے سہنے میں خوب پرتکلف ہوجاتے ہیں اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے پیسے پیسے کو پریشان نظر آتے ہیں سیلاب کا پانی ایک جھٹکے میں نکل جاتا ہے اور یہ مچھلیوں کی طرح کھیتوں جنگلوں میں سڑتے نظر آتے ہیں مجھ کو ایسے لوگوں کی بے وقوفی اور پاگل پن پر ترس آتا ہے لیکن جب یہ آپے سے باہر ہوتے ہیں اس وقت انہیں کوئی سمجھا نہیں پاتا ہے اور جس کی قسمت خراب ہو جس کے مقدر میں ذلت و رسوائی اور در در کی ٹھوکریں لکھی ہوں اس کی عقل کسی کی نصیحت قبول نہیں کرتی اور بورائے ہوئے کتے کا کوئی علاج نہیں ہوتا ایسے لوگوں کے لئے شیخ سعدی نے فارسی میں ایک بہت اچھا شعر لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بے وقوف آدمی جو دن میں بے ضرورت کافوری چراغ روشن کرتا ہے تم جلد دیکھو گے کہ کبھی رات کے وقت اس کو چراغ کے لئے تیل میسر نہیں ہوگا یہ ایسے کم نصیب ہیں کہ فضول خرچی کر کے خدائے تعالیٰ کو بھی ناراض کرتے ہیں اور آخرت خراب کرتے ہیں اور برباد ہو کر دنیا میں ہی پریشانی اٹھاتے ہیں۔

ٹھاٹ شاہانہ اور انگلیوں کا نشانہ

ابھی جن لوگوں کا ہم نے ذکر کیا ان سے بھی بڑے بے وقوف احمق جاہل اور نادان وہ لوگ ہیں کہ جو گھروں سے امیرانہ شاہانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ نکلتے ہیں شاندار قیمتی کپڑے پہنے عمدہ عمدہ سواریوں پر بیٹھ کر بازاروں میں گھومتے اور سڑکوں پر چلتے پھرتے تفریحیں دلگیاں کرتے نظر آتے ہیں اور ادھر ادھر کے لوگ ان پر انگلیاں اٹھاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میری دکان پر اتنے اتنے پیسوں کی چائے پی ہے یا پان کھائے اور بیڑی سگریٹ پیئے بیٹھا ہے اتنے دن ہوگئے لیکن پیسے دینے کا نام نہیں کوئی کہتا ہے کہ مجھ سے فلاں کام کرایا اتنے دنوں میں نے اس کے یہاں کام کیا مزدوری کی لیکن اجرت نہیں دے رہا ہے بے ایمان ہے ڈکیت ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی بارات میں خوب شان شیخی دکھائی لیکن میری اتنی رقم اتنے دنوں سے دبائے بیٹھا ہے دینے کا نام نہیں کوئی کہتا ہے کہ اس کے گھر کی جوان لڑکیاں آوارہ گھومتی ہیں ان کے یار دوست اس کے یہاں آتے ہیں یہ ان کی کمائی کھاتا ہے اور دیکھو کیسا نواب بنا گھوم رہا ہے غرضیکہ طرح طرح سے لوگ ان کی طرف انگلی اٹھاتے اور انہیں نشانہ بناتے ہیں مگر یہ ہیں کہ اپنے عمدہ کپڑوں میں مگن ہیں یاروں دوستوں کے ساتھ موج مستی کرتے گھوم رہے ہیں خود کو عزت دار اور بڑا آدمی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ جانتے ہی نہیں کہ عزت کسے کہتے ہیں مرتبہ اور شان کے معنی کیا ہیں صحیح بات یہ ہے کہ عزت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

من كان يريد العزة فلله العزة جميعاً

بات دراصل یہ ہے کہ اب دنیا میں منہ پر ٹوکنے والے نہ رہے ہاں میں ہاں ملانے والے اور چاپلوس زیادہ ہیں ورنہ ایسے لوگوں کا تو گھروں سے نکلنا دوبھر ہو جاتا ہے۔

بھائیو عزت دار وہ ہے کہ خواہ اس کے کپڑے عمدہ نہ ہوں پھٹے پرانے اور بوسیدہ ہوں وہ گھٹیا قسم کی سواری پر یا پیدل چلتا ہو لیکن اس کی طرف کوئی انگلی نہیں اٹھے کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ اس نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے یا میری بے ایمانی کی ہے بات کو سمجھو اور خود کو سدھارو اور صحیح معنی میں عزت دار بنو اور ان سب کا حل اور بیماریوں کا علاج مذہب اسلام میں ہے اس کو پورے طور پر اپناؤ اور ساری بھلائی اللہ کے دست قدرت میں ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

عورتیں اور بچے

میں دیکھ رہا ہوں کہ آج کل بہت سے وہ لوگ ہیں جو سیدھے بھلے اور سادہ مزاج سمجھ دار اور دیندار ہیں لیکن ان کی عورتوں اور بچوں نے انہیں فضول خرچ بنا دیا اور وہ ان کے آگے مجبور یا ان کی محبت میں چور ہیں ان کی حیثیت گھر میں ہل اور کولہو کے بیل سے زیادہ نہیں یہ بیوی بچوں کے اشارے پر ناچتے ہیں اور بنکو بنے گھومتے ہیں اور بیوی بچے عموماً نادان کم سمجھ ہوتے ہیں ان کی نظر انجام پر نہیں ہوتی وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کل کیا ہوگا بے ضرورت گھومنے پھرنے اور فالتوں خرچوں اور زیادہ شوقوں اور ارمانوں کو پورا کرنے کا نتیجہ کیا نکلے گا لہٰذا سمجھ دار اور دین دار آدمی وہی ہے جو بیوی بچوں کا خیال رکھے ان کی ضرورتوں کو پورا کرے خدا دے تو انہیں پریشان اور دکھی نہ ہونے دے لیکن ان کی ہر بات نہ مانے ان کا ہر شوق پورا نہ

کرے کبھی سخت رہے اور کبھی نرم اور دیندار بننے کے لئے اپنے گھروں پر کنٹرول رکھنا ضروری ہے ورنہ دینداری ایک لبادہ اور صرف اوڑھنا بن کر رہ جائے گی اور ممبر پر ڈھول بجے گا۔

عورتوں کی ایک خاص بیماری

کافی عورتوں میں ایک یہ بیماری پائی جاتی ہے کہ جب وہ دکھی اور پریشان رہتی ہیں تو گلے شکوے کرتی ہیں اور اپنے آدمی کی کم کمائی کا رونا روتی پھرتی ہیں مجھ کو ایسا مل گیا اور میرا پالا ویسے سے پڑ گیا اس کے ساتھ رہ کر صبر کرنے اور اس کو نبھانے کے بجائے اس کی برائیاں کرتی ہیں اور اگر کھاتا پیتا مل جائے یا غریب شوہر پر کبھی خوشحالی آجائے دن بدل جائیں تو پھر دیکھو یہ کیسی آپسے سے باہر ہو جاتی ہیں ہر وقت سناروں اور بزازوں کی دکانوں کے چکر۔ کسی گھر میں کوئی انوکھی چیز دیکھ لی تو گھر آکر شوہر سے اس کی فرمائش پچاس طرح کے کپڑے دیکھ لیے مگر کوئی رنگ ہی پسند نہیں آرہا ہے بیچارے سنار نے چھتیس نگ دکھائے مگر ان کی سمجھ میں کوئی نہیں آرہا ہے اس دکان سے اٹھیں تو اس پر جا کر بیٹھ گئیں اور بیچارے میاں بھی گھوم رہے ہیں ان کی حیثیت ان کے ہاتھ میں ہانڈی کی ڈوئی اور پتیلی کے چمچے سے زیادہ نہیں رہ گئی کام دھام چٹ کر کے دن بھر بازاروں میں گھمار ہی ہے خوانخواہ بے مقصد سب سے تعلقات بڑھا لیے رشتہ داریاں نکال لیں اور کولہو کے بیل کو لیے ادھر ادھر پھر رہی ہیں اس بے چارے کی دفتر میں ڈانٹ پڑ رہی ہے انہیں اس سے کیا مطلب؟ دکان بند پڑی انہیں اس سے کیا مطلب؟

میری اسلامی بہنوں میری دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ تمہیں آخرت کے ساتھ

ساتھ دنیا کا بھی عیش و آرام اور سکھ نصیب فرمائے لیکن یہ تو بتاؤ یہ تم نے اپنا سارا ذہن و دماغ زیوروں اور کپڑوں کے ڈیزائنوں اور رنگوں کی چھانٹ ٹٹول میں کیوں لگا رکھا ہے اس دماغ کا کچھ حصہ اللہ کا شکر کرنے اور اس کی یاد کے لئے بھی رکھو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ کپڑوں اور زیوروں سے تم عزت والی بن جاؤ گی اور جب شوہر برباد ہوگا اس کا دھندا خراب ہوگا تو کیا یہ تمہاری بربادی نہ ہوگی اور سب سے عمدہ کپڑا اور سب سے خوبصورت زیور وہ ہے کہ جس کو پہن کر تم اپنے شوہر کو اچھی لگتی ہو اور عورت کا بناؤ سنگار اس کے شوہر کے لئے ہی تو ہے تم کتنے ہی چھانٹ چھانٹ کر کپڑے پہن لو جسم کو زیورات سے سجا لو لیکن تم اپنے شوہر کے من سے نہیں تم اس کو پسند نہیں تو تمہاری زندگی ویران ہے لہٰذا یہ سب معاملات شوہر پر ہی چھوڑ دو وہ جو لا کر دے اس کو خوشی خوشی اختیار کرو اور کپڑوں زیوروں اور گھریلو گرہستی کی غیر ضروری چیزوں فالتو شوق بے جا ارمانوں کو نکالنے میں اس کی کمائی برباد نہ کرو اور خدا دے تو اچھا کھاؤ اچھا پہنو لیکن چھانٹ اور ٹٹول میں زیادہ دماغ نہ لگاؤ وقت نہ خرچ کرو وہم پرست اور بیراگی نہ بنو زیادہ وقت اور زیادہ دماغ اللہ کی یاد میں لگاؤ اور ہر حال میں اس کا شکر کرو   آج کل کی نئی نسلوں کو نئے نئے فیشنوں نے وہم پرست بنا دیا ہے اور ساری کھوپڑی انہوں نے رنگ میچوں میں اور ڈیزائنوں میں لگا کر خود کو فیشن کا غلام بنا دیا ہے اور نہیں جانتے کہ عزت اور شہرت مرتبے اور ناموری کپڑوں سے حاصل نہیں کی جا سکتی بعض بعض بوڑھیوں کے دماغ تک اتنے خراب ہیں اور ایسی فیشن میں رنگی ہوئی ہیں چہروں پر جھریاں پڑ گئیں گال لٹک گئے مگر بڑی بی نے سارے دن شاپنگ کر لی کوئی کپڑا ہی پسند نہیں آیا بچوں سے باجی کہلوانے اور بالوں کی ڈائی کروانے سے نہ عمر گھٹے گی نہ بڑھاپا ٹلے

گا نہ موت رکے گی ہر چیز کی ایک حد ہے دنیا داری کی بھی حد ہے ارمانوں اور خواہشات کا بھی دائرہ رکھو ورنہ جنھیں ہم نہ سمجھا سکے انہیں موت کے فرشتے خوب سمجھائیں گے اور دن کتنا ہی لمبا ہو لیکن سورج ضرور ڈوبے گا اور رات کتنی بھی بڑی ہو لیکن دن ضرور نکلے گا۔

الاان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب

بچوں سے کچھ نہ کہنے کا فیشن

اولاد سے محبت بھی ضروری ہے لیکن اس محبت کی بھی ایک حد ہے حد سے زیادہ محبت اولاد سے بھی خطرناک ہے آج کل بعض گھروں میں اولاد سے بے جا محبت کرنے والوں میں اور اولاد کی محبت میں خدا اور رسول کو بھول جانے والوں میں ایک فیشن نکلا ہے کہ "ہم اپنے بچوں کو کبھی نہیں ڈانٹتے" وہ کچھ بھی کہیں کچھ کریں یہ ان سے کبھی ناراض تک نہیں ہوتے

بھائیو ان اولاد سے بے جا محبت کرنے والوں کو اگر میں سمجھاؤں گا تو ان کی سمجھ میں بات شاید نہ آئیگی لیکن تم جلد ہی دیکھو گے کہ ان کی اولاد ان کے لئے عذاب بنا دی جائے گی اور یہ دنیا ہی میں جہنم کا نمونہ دیکھیں گے یہ تو نہ کبھی ڈانٹتے تھے نہ مارتے نہ ان سے ناراض ہوتے لیکن نتیجہ میں یہ اولاد پہلے نکمی کاہل آرام طلب عیش پرست اور پھر ان خراب عادتوں کی پورتی کے لئے نشیلی شرابی جواری چور ڈکیت یا بدمعاش بنے گی اور اس پر غیروں کے لاٹھی ڈنڈے برسیں گے یا پولیس کی مار پڑے گی تو ان کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی دل کلیجے دہل جائیں گے اور بڑھاپے میں جب یہ خود اولاد سے پٹیں گے تو انہیں یاد آئے گا کہ اگر ہم نے

انہیں بچپن میں نصیحت کی ہوتی تو دنیا جہنم نہ بنتی اولاد سے محبت تو لوگ پہلے بھی کرتے تھے لیکن آج وہ حد سے زیادہ بڑھ رہی ہے اور دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ اولاد سے ماں باپ کو محبت جتنی بڑھتی جارہی ہے اولاد کو ماں باپ سے محبت اتنی ہی گھٹتی جارہی ہے اولاد سے محبت جائز تو ہے لیکن وہ دنیا ہے اور ماں باپ سے محبت خالص دین ہے دنیا بڑھ رہی ہے دین گھٹ رہا ہے اور جو اولاد سے جتنی زیادہ اور بے جا محبت کرے گا تم دیکھو گے اس کی اولاد اس سے اتنی ہی کم محبت کرے گی۔

میں زیادہ کیا کہوں بس یہ سمجھ لو کہ بچوں سے بے جا محبت اور ان سے کچھ نہ کہنے ڈانٹ ڈپٹ اور نصیحت نہ کرنے کا یہ فیشن پاگل پن سے زیادہ نہیں ہے حدیث پاک میں بھی اپنے بال بچوں کو ستانے کا تو نہیں لیکن کڑی نظر رکھنے اور بربنائے ضرورت معمولی سزا دینے کا حکم آیا ہے اور خدا اور سول کا کوئی فرمان حکمت سے خالی نہیں ہاں ہر حکمت ہر ایک پر ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی کسی کی آنکھیں ابھی کھلی ہوئی ہیں اور کسی کی جب کھلیں گی جب وہ آگ میں خود کو ڈال لے گا یا کنویں میں گر پڑے گا۔

بیوی بچوں پر کنٹرول کرنے کی ترکیب

اور سیرت رسول کا ایک نمونہ

بیوی بچوں پر کنٹرول کرنے اور انہیں قابو میں رکھنے کے لئے مار پیٹ ہی ضروری نہیں بلکہ حکمت اور تدبیر سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ خاصکر عورتوں کے معاملے میں اگر وہ نافرمانی اور سرکشی کریں بیجا شوق پورے کرنے کے لئے ضد اور اصرار کریں غیر ضروری اخراجات کے لئے تنگ اور پریشان کریں تو شوہر کو چاہیے کہ اس سے کچھ دن کے لئے بول چال بند کردے اس سے الگ رہے اور علیحدگی اختیار کرے یہ ترکیب کافی عورتوں پر کافی حد تک کارگر ثابت ہوتی ہے رسول کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور آپکی پاک صاف زندگی میں بھی اس کی مثال ملتی ہے تفاسیر و احادیث اور سیرت کی تقریباً ساری کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے۔

آپکی پاک بیویوں نے آپ سے نان نفقے میں وسعت اور زندگی کی آسائش طلب کی تھیں اور آپ دنیا سے بے نیازی رکھتے تھے اور زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے لہٰذا ان کی خواہش کو آپ نے قبول نہیں فرمایا اور بیویوں سے ایک مہینے کے لئے علیحدہ رہے اور ان سے معملات قطع کردیے یہاں تک کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ و مفہوم یہ ہے۔

اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادو اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو

تو آؤ میں تمہیں مال و دولت دوں اور پھر تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر اللہ اور اس
کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی والیوں
کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (سورۂ احزاب رکوع نمبر ۴) اسی آیت کے
نازل ہونے کے بعد سرکار بیویوں میں سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کے
پاس تشریف لائے فرمایا اے عائشہ میں تم سے ایک بات پوچھوں گا تم جواب دینے
میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کر کے جواب دینا پھر آپ نے یہ
آیت کریمہ پڑھ کر سنائی اور پوچھا کہ تم دنیا کی آرائش و آسائش چاہتی ہو یا اللہ و
رسول کو پسند فرماتی ہو حضرت عائشہ صدیقہ نے جواب دیا یا رسول اللہ اس میں ماں
باپ سے پوچھنے کی کیا بات ہے میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں اور
عرض کیا یا رسول اللہ دوسری بیویوں کے سامنے آپ جب یہ بات رکھیں تو پہلے
انہیں میرا جواب نہ بتائیں تو حضور نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا اگر وہ مجھ سے تمہارا
جواب پوچھیں گیں کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے تو میں ضرور بتاؤں گا۔ میں
مشقت و پریشانی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو سکھانے والا بنا کر بھیجا
گیا ہوں اور پھر تمام بیویوں نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ نے دیا تھا۔
(بخاری کتابت تفسیر صفحہ ۷۰۵)

سبحان اللہ کیا تعلیمات ہیں اور کیا ارشادات ہیں واقعی انسانیت کا ہر کمال
اور کسی مخلوق میں جو خوبیاں ہو سکتی ہیں وہ تمام کی تمام آپکی ذات میں موجود تھیں
کاش اہل دنیا نے آپکی پیاری باتوں اور مبارک سیرت کو اپنایا ہوتا لیکن بھائیو یہ
عورتوں سے الگ رہنا اور ان سے کچھ دن کے لئے دوری اختیار کر لینا یہ بھی
مردوں کا کام ہے اور یہ بھی بنا کسی مجبوری کے ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے صحیح

معنی میں مرد وہ ہے کہ جو بیویوں میں رہے تو انہیں خوش رکھ سکے اور ان کی خواہش
پوری کر دے اور علیحدہ و الگ رہنے کا نمبر آئے تو اس میں بھی ہمت نہ ہارے اور
نامرد وہ ہی نہیں ہے جو عورتوں کی خواہش پوری نہ کر سکے جو عورتوں کے بغیر تھوڑا
وقت بھی نہ گذار سکے اس کی مردانگی بھی مکمل نہیں ہے اور مرد اگر ہمت سے کام لے
ہمیشہ ان کی ہی نہ مانے کبھی اپنی بھی ان سے منوائے اور اپنی بات منوانے کے لئے
اڑ جائے اور وہ ضد کرے تو کچھ دنوں کے لئے علیحدگی اختیار کرے تو دیکھا گیا ہے
کہ عورتیں مغلوب ہو جاتی ہیں ہار جاتی ہیں اور مرد کے سامنے جھک جاتی ہیں۔

مکانات بنانے کے فالتو خرچے

مکان بنانے کا مقصد آندھی بارش، دھوپ، سخت قسم کی سردی اور گرمی سے
اپنے جسم کی اور چوروں ڈکیتوں سے اپنے جان و مال کی حفاظت کرنا ہے عورتوں کو
غیر محرم مردوں کی نظروں سے بچانا بھی مکانات بنانے کے مقاصد میں شامل ہے
اور یہ مقاصد سادہ مکان سے کافی حد تک حاصل ہو جاتے ہیں اگر آپ مٹی یا پھوس
وغیرہ کے کچے مکانوں کے عادی نہیں ہیں تو اینٹ یا پتھر کے پکے مکانات بنانے
میں بھی کچھ حرج نہیں ہے پلاسٹر رنگائی پتائی وغیرہ جیسے کام بھی اگر صفائی ستھرائی
کے پیش نظر کیے جائیں تو کوئی برائی نہیں ہے موسم کے لحاظ سے یا رہنے والوں کی
زیادہ تعداد کی وجہ سے بالا خانے یعنی دوسری تیسری منزلیں بنانا بھی کوئی گناہ نہیں
ہے لیکن یہ نئے نئے نمونوں طرح طرح کی سجاوٹوں اور ڈیزائنوں اور رنگ برنگے
قیمتی پتھروں کے لگانے کے لئے رقمیں خرچ کرنا اور پیسے کو برباد کرنا اگر چہ جائز
کمائی سے ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کا کام نہیں ہے جو خدا و آخرت پر

مضبوط عقیدہ رکھتے ہیں قبر وحشر کی فکر رکھتے ہیں اور جنکی نظر مرنے کے بعد کی زندگی پر لگی ہوئی ہے۔

اور حرام یا بے رحمی سے کما کر جو لوگ مکانوں کو خوب سجانے اور سنوارنے میں لگے ہیں انہیں تو جہنم ہی سمجھائے گی اور قبر ہی انہیں ان سجاوٹوں کا مزہ چکھائے گی اور زیادہ خوبصورت مکان بنانے سے آدمی کو عزت وجنت نہیں ملتی یہ تو ایمانداری سے کمانے سے ملتی ہیں۔

بھائیو اگر دیندار بن کر رہنا چاہتے ہو اور خدا نے تمہیں دیا ہے تو ضرورت بھر ایسے مکان بنالو جس کے ذریعہ جاڑے گرمی، آندھی طوفان، بارش دھوپ سے حفاظت ہو سکے کیچڑ اور گندگی سے بچا جا سکے اتنے ہی کو بہت سمجھو اور خدا کا شکر ادا کرو اور میری مانو تو سجاوٹوں آرائشوں اور طرح طرح کے ڈزائنوں نمونوں میں اپنے دماغ اور پیسے کو برباد مت کرو دنیا میں ضرورت کے لائق مکان بنا کر قبر کی فکر کرو۔

جن کے مکانوں سے کام کرنے والے معمار ومستری سالوں سال نہیں نکل رہے ہیں یہ لوگ خدائے تعالیٰ کو بھول گئے ہیں حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

النفقة کلھافی سبیل اللہ الا البناء فلاخیر فیه

سب خرچے راہ خدا میں ہیں سوائے بلڈنگیں بنانے کے

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق فصل دوئم صفحہ ۴۴۱)

اسی سے متصل آگے ایک دوسری حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے ہم حضور کے ساتھ تھے تو حضور نے ایک بلند عمارت دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے

صحابہ نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا مکان ہے تو حضور خاموش ہو گئے اور یہ بات دل میں رکھی یہاں تک کہ جس کی وہ عمارت تھی وہ حاضر ہوئے اور آپ کو بھرے مجمع میں سلام کیا تو حضور نے منہ پھیر لیا انہوں نے یہ کئی بار کیا یہاں تک کے انہوں نے سمجھ لیا کہ حضور مجھ سے خوش نہیں ہیں صحابہ سے اس ناراضگی کا ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ حضور نے تمہاری کوٹھی کو دیکھا تھا۔ پھر وہ صاحب واپس لوٹے اور اپنی اس بلڈنگ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ ایک بار پھر حضور اس جگہ سے گذرے تو وہ عمارت نہ دیکھی صحابہ سے پوچھا وہ کوٹھی کیا ہوئی عرض کیا گیا اس کے مالک نے آپکی ناراضگی کو جان کر اس کو ختم کر دیا اس پر فرمایا ہر عمارت انسان کے لئے وبال ہے مگر وہ کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور جس کی ضرورت ہو اس قسم کے احادیث کے پیش نظر علماء نے فرمایا کہ اسلام میں بے ضرورت شوقیہ عمارتیں بنانے کی اجازت نہیں اور یہ عادت ناپسندیدہ ہے۔

ضرورت سے زیادہ کپڑے

کپڑے اور لباس پہننا انسانی ضرورت ہے اور فطرت کا تقاضہ ہے حلال کمائی سے اگر کوئی شخص خوشحال ہے تو وہ اچھے عمدہ اور قیمتی کپڑے بھی پہن لے تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ضرورت سے زیادہ فالتو کپڑوں پر کپڑے بنانے کی عادت فضول خرچی ہے ایک اچھے سچے اور دیندار مسلمان کا کام نہیں ہے زیادہ سے زیادہ تین ورنہ دو جوڑ کپڑے انسان کی ضرورت کے لئے کافی ہو جاتے ہیں جب تک ان میں کا ایک پھٹ نہ جائے ہرگز دوسرا لباس نہ بنائیں اسی میں سمجھداری ہے اور یہ ہی دینداری ہے مگر آج کل میں دیکھ رہا ہوں ہمارے بہت سے وہ بھائی جو

بڑے سمجھ دار بنتے ہیں اور دیندار کہلاتے ہیں لیکن انہیں بھی کپڑوں پر کپڑے بنانے کا مرض ہے سوٹ کیس اٹیچیاں اور صندوق بھرے ہوئے ہیں لیکن جناب کی سمجھ میں ان میں سے کوئی لباس نہیں آرہا بازار گئے اور نئے نئے چار جوڑے اور لے آئے تم دیکھو گے یہ فضول خرچ ایماندار بن کر دنیا سے نہیں جا سکیں گے اور ان کے یہ فالتو شوق انہیں بے ایمان خائن اور حرام خور بنا کر چھوڑیں گے یہ خود کو بڑے حضرت ہی سمجھتے رہیں گے حالانکہ یہ شیطان کے گھیرے میں آچکے ہیں اور جہنم سے قریب ہو چکے ہیں اور سب سے بڑے گھاٹے میں وہ ہے جو غلط راستے پر چلتا ہو اور خود کو صحیح سمجھے ہوئے ہے

آج کل بیاہ شادی بچہ پیدا ہونے وغیرہ کے موقع پر ایک دوسرے کے ہدیے تحفے اور نیوتے میں کپڑے جوڑے دینے کا رواج حد سے آگے بڑھ گیا ہے ضرورت ہے تو نہیں ہے تو بے مقصد بے ضرورت جوڑے دیے جا رہے ہیں اس کے بجائے اس کو ایسی کوئی چیز دے دیں جس کی اس کو ضرورت ہو یا روپیہ پیسہ دے دیں تا کہ وہ اپنی کسی بھی ضرورت میں اس کو خرچ کر سکے اور ضرورت نہ ہو تو نیوتے ہدیے تحفے دینا فرض وواجب بھی نہیں دوسروں کو ہدیے تحفے دینے کے چکر میں پڑ کر تیری میری بے ایمانی کرنے کے بجائے حلال کمائی سے اپنے بچوں کی پرورش کرنا اپنے گھر کو چلانا ایک دیندار آدمی کے لئے بہت کافی ہے یہ بھی سب سے بڑا پہلا اور افضل ہدیہ تحفہ اور خیرات ہے حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہاری پرورش میں ہیں۔

اور فرماتے ہیں:

سب سے بڑا ثواب اس میں ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا اور فرماتے ہیں۔

مسلمان ثواب کی نیت سے گھر والوں کیلئے جو خرچہ کرے یہ بھی صدقہ ہے

(یہ تینوں حدیثیں مشکوۃ باب افضل الصدقہ فصل اول صفحہ ۱۷۰ پر ہیں) اس دور میں کپڑوں کی زیادتی میں آج کے فیشن کا بھی بہت بڑا دخل ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ فیشن کے چکر میں بہت سے لوگ تباہ اور برباد یا پھر پاگل سے ہو گئے ہیں کوئی نیا فیشن چلا اور پھر پہلے سے بنے ہوئے ہزاروں لاکھوں روپے کے کپڑے سب بیکار اور کوڑا ہو گئے پتہ نہیں لوگوں کو کیا ہو گیا اور خدا و آخرت کو اتنا کیوں بھول گئے ہیں بھائیو اس بات کو مت بھولو کہ شان و عزت کپڑوں سے نہیں ملتی بلکہ وہ تو جس کو اللہ چاہتا ہے اس کو عطا فرماتا ہے آج کل کے نئے نئے فیشن شیطانیت کا دوسرا نام ہے بلکہ انسان کو پھانسنے برباد کرنے کے لئے شیطان کا ایک کامیاب جال ہے ایک مسلمان کے لئے سب فیشنوں پر بھاری اس کا اسلامی لباس ہے جو ہر دور میں ایک سا ہی رہتا ہے اور دیندار مسلمان ان پاگلوں کی طرح نہیں ہے جو فلمی زنخوں کے چکر میں آکر خود کو برباد کرے اس پر تو جو رنگ چڑھ گیا وہ چڑھ گیا اے میرے اسلامی بھائی بہنوں خاصکر نوجوان بچے اور بچیوں یہ فیشن ایک شیطانی دھوکہ ہے نہ اس سے خوبصورتی بڑھتی ہے نہ عزت و شان بلکہ بربادی آتی ہے خرچے بڑھتے ہیں دماغ پریشان رہتا ہے۔

عورتیں اور لڑکیاں فیشن کے چکر میں بالکل ننگی ہوتی جارہی ہیں چہرہ تو بہت دور رہا اب تو جسم کا ہر حصہ دکھایا جارہا ہے اور انسان ایک دم شیطان ہوتا چلا جارہا ہے آؤ ہمارے اس درد کو بانٹو انسان بنو اور دنیا سے انسان بن کر جاؤ۔

بھات اور چھوچھک کی رسم

عورتیں اپنے بچوں کی شادی کے موقع پر شادی سے پہلے اپنے مائیکے والوں کے یہاں بھات مانگنے جاتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں شادی میں سب گھر والوں یا پورے خاندان کے لئے جوڑے کپڑے لے کر آنا ہے اس رسم کی وجہ سے کافی لوگوں کو میں نے برباد و پریشان ہوتے دیکھا ہے ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے کہ جن کا موقع نہیں لیکن ادھار قرضے لے کر وہ ایسا کرتے ہیں سودی قرضے بھی لینا پڑ جاتے ہیں اور جس کے لئے وہ کپڑے لے کر آتے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوتا جس کو کپڑوں کی ضرورت ہو اور وہ کپڑوں سے ننگا ہو اور لانے والا برباد ہو جاتا ہے مگر ہماری مائیں بہنیں سلامت رہیں وہ ان رسموں کو کہاں مٹنے دیں گی انہیں تو دنیا میں آگ لگانا ہے کوئی برباد ہوا کرے کسی کا دیوالا نکلا کرے مگر کوئی رسم پوری ہونے سے نہ رہ جائے ہمارے علاقے کی بعض قوموں میں اسی بھات کی رسم کو جھوٹن بھی کہا جاتا ہے

عورت کے پہلا بچہ پیدا ہونے پر بھی مائیکے والوں کے ذمہ میں اس کے تمام خاندان والوں کو کپڑے اور جوڑے دینا ضروری سمجھا جاتا ہے اس کو چھوچھک کہتے ہیں شرعی نقطہ نظر سے ان رسموں میں کئی طرح کی خرابیاں ہیں اور یہ سب رسمیں غیر مسلموں سے مسلمانوں میں آئی ہیں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے وہ انہیں مٹانے کم ازکم اپنے اپنے گھر سے ختم کرنے کی کوشش ضرور کریں تاکہ اسلامی ماحول دنیا کے سامنے آئے۔

علاج اور دوا سے متعلق خرچے

مرض و بیماری میں علاج کرانا اور دوا کھانا جائز ہے مذہب اسلام میں اس کی اجازت ہے اور علماء نے صراحت کی کہ یہ توکّل کے خلاف نہیں امام قسطلانی نے امام بخاری کی الادب المفرد اور سنن ترمذی، نسائی، ابوداؤد وغیرہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تداووا یا عباد اللہ فان اللہ لم تضع داءً الا وضع له
شفاءً الا داءً واحداً وهو الهرم وفی لفظِ الا السام

اے بندگان خدا دوا کھاؤ بے شک اللہ نے ہر مرض کے لئے شفاء بھی بنائی ہے سوائے بڑھاپے اور موت کے۔ المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۳ اس سے اور اس قسم کی دوسری حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ علاج کرانا اور دوا کھانا خدا و رسول کی مرضی کے خلاف نہیں ہے مگر ہر چیز کی ایک حد ضرور ہے انسان کبھی کبھی بیماری میں ایسی صورت حال کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ انسانوں کے بس کا نہیں رہتا پھر اُسے خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے اور تدبیریں ناکام ہو جائیں تو پھر تقدیر پر ہی چھوڑ دینا چاہیے خاصکر غریب لوگوں کو مہنگے علاجوں سے بچنا چاہیے جب مرضیٔ مولیٰ ہوتی ہے تو کوڑیوں کی دوائیں بھی اثر انداز ہو جاتی ہیں اور جب تقدیر میں شفا نہیں ہوتی تو قیمتی علاج بھی بے کار ثابت ہوتے ہیں اس سے کیا فائدہ کہ ایک شخص بیمار ہوا اور اس کے علاج و دوا کے چکر میں دوسروں کو بھی بیمار اور پریشان

یا تنگ حال بنا دیا جائے اور پتہ چلا وہ بھی بچ نا سکا اور زمینیں جائدادیں سب
ڈاکٹروں کی ہوگئیں اور گھر والے روزی روٹی کو تنگ ہوگئے یہ سب اکثر و
بیشتر تدبیر وعلاج میں حد سے آگے بڑھنے کے نتیجے میں ہوتا ہے علاج کرانا اور دوا
کھانا ضرور جائز ہے لیکن موت کو گلے لگانا بھی مومن کی شان ہے اور موت مومن
کے لئے کوئی بری چیز نہیں

آج کل یہ بھی کافی ہورہا ہے کہ ایک بوڑھا انسان جو اپنی فطری عمر پوری
کر چکا ہے جانکنی کے عالم میں ہے موت سے جوجھ رہا ہے اور ڈاکٹروں نے یہاں
سے وہاں بھیج دیا اور وہاں سے دوسرے شہر کے بڑے اسپتال میں ریفر کردیا ہونا تو
یہ چاہیے تھا کہ کوئی اس حالت میں سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کرتا تو کوئی کلمہ طیبہ
کی تلقین اور گھر والوں کی موجودگی میں ان کی دیکھ بھال میں جان جان آفریں کے
سپرد کرتا مگر اب یہ کہاں اب تو بڑا اسپتال ہے بند کمرہ ہے گھر والے باہر کردیے
گئے ہیں ڈاکٹروں کے بے رحم ہاتھ ہیں کوئی ناک میں نلکی ٹھونس رہا ہے کوئی گلے
کے راستے پیٹ کی طرف پائپ ڈھکیل رہا ہے کوئی ہاتھوں کو بوتل چڑھانے کے
لئے چھید رہا ہے موت کا فرشتہ اپنا کام کررہا ہے یہاں سانسیں بڑھانے کی فیس لی
جارہی ہے ایک ایک سانس کئی کئی ہزار روپے کی پڑ رہی ہے اور سب بے سود آخر
ہوا وہی جو تقدیر میں لکھا تھا جس کو مرنا تھا وہ تو مر ہی گیا اور گھر والے ڈاکٹرں کا بل
چکانے کے لئے لمبے قرضے میں جکڑ گئے یا مال وزیور اور گھر مکان سب بک گئے
کچھ لوگ دوسروں کے کہنے سنے میں آکر ایسے مریضوں کو ادھر ادھر ہسپتالوں میں
لیے پھرتے ہیں کہ کوئی کہے گا کہ کنجوسی کررہے ہیں وہاں نہیں لے جارہے ہیں اور
وہاں نہیں لیے جارہے ہیں بھائیو کسی کے کہنے سننے میں نہ آؤ جو صحیح کام ہو وہ کرو

آجکل کہنے سننے اور سمجھانے والوں میں کچھ ہسپتالوں کے ایجنٹ اور ڈاکٹروں کے
دلال بھی ہوتے ہیں اور آنے والے وقت میں خاصکر دولت مندوں کو گھروں میں
ذکر وتلاوت کے درمیان مرنا نصیب نہیں ہوگا ان کی قسمت میں تو وہی موت لکھی
ہے کہ مرتے ٹائم جسم کی خوب ناقدری ہو گودا گادی اور چھیدا چھادی ہو اور مرنے
کے بعد پوسٹ مارٹم کے نام پر ہتھوڑے اور چھینیاں بھی چلیں یہ سب تقدیر الٰہی کو
بھول جانے اور تدبیر وعلاج کے معاملے میں حد سے آگے بڑھ جانے کے نتیجے
میں ہورہا ہے بات دراصل یہ ہے کہ لوگ مرنا نہیں چارہے ہیں لیکن ان کے
چاہنے سے ہوگا کچھ نہیں ہوگا وہی جو اللہ چاہتا ہے

کچھ جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ خطرناک مریض خود ہی کہہ رہا ہے کہ مجھ کو کہیں
مت لے جاؤ لیکن گھر والے شان شیخی دکھانے کے لئے اس کو جہاں تہاں لیے
پھرتے ہیں بھائیو میرا مشورہ تو یہ ہی ہے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے عزیزوں کو جب
مرنا ہی ہے تو گھروں میں ہی مرنے دو ہسپتالوں کی موتوں سے بچاؤ اور جب وہ
دنیا سے جاتے ہوں تو ان کو قرآن کی تلاوت اللہ اور اس کے رسول کا نام سنا کر بھیجو۔

بیماری میں نیوتے دینے کا رواج ڈالیے

بیاہ شادی ختنہ عقیقہ وغیرہ کی تقریبات کے موقع پر لوگ ایک دوسرے کے
یہاں جاتے ہیں تو نیوتے دیتے ہیں جو لکھے بھی جاتے ہیں میں کہتا ہوں یہ کوئی
ضروری تو نہیں ہے وہ اپنی خوشی سے دعوت کرتا ہے اس سے کوئی کہتا تو نہیں کہ تم
ہماری دعوت کرو پھر خود دعوت کرنا پھر جس گھر میں کھانا کھلایا جارہا ہے اس کے
دوازے پر نیوتے لکھنے والوں کو بیٹھانا میری سمجھ میں نہیں آتا جب آپ کے بس کی

بات نہ تھی تو آپ نے لوگوں کو کھانے کے لئے کیوں بلایا اور جب بلایا پھر یہ کاغذ قلم لیکر کیوں بیٹھایا میں پوچھتا ہوں یہ دعوتیں ہیں یا ہوٹل ظاہر ہے کہ کوئی عزت دار شریف باغیرت آدمی اگر اس کے پاس اس وقت کچھ دینے اور لکھانے کو نہ ہو تو وہ آپکی دعوت سے محروم رہے گا۔

اور لینے کی نیت سے نیوتا دینا اسلامی اعتبار سے پسندیدہ نہیں ہے قرآن کریم میں صاف لکھا ہے وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ

زیادہ لینے کے لئے احسان نہ کرو سورۂ مدثر پارہ ۲۹ رکوع نمبر ۱۵

اس کے بجائے لوگ ایک دوسرے کے یہاں بیماروں کی عیادت کو جائیں تو مدد کے طور پر دس بیس سو پچاس روپیہ دیکر آنے کا رواج بن جائے تو نہایت اچھا ہوگا بیاہ شادی وغیرہ میں کوئی لازمی خرچہ نہیں بس جتنا ہوتا ہے یا ملتا ہے اتنا ہی خرچ کے معاملے میں اس کا دماغ خراب ہوتا ہے اور بیماروں میں ایسے کتنے ہوتے ہیں کہ گھر میں ایک ہی کمانے والا ہے وہی چارپائی پر پڑ گیا ادھر کمائی کا راستہ بند ادھر علاج و دوا کے خرچے اور گھریلو خرچوں کے ساتھ سر پر آپڑے دوسری طرف آنے جانے والوں کی مہمانی

یہ عجیب ماحول ہے کہ بیاہ شادی ختنہ عقیقہ میں تو ایک دوسرے کے یہاں جاتے ہیں تو خوب دیکر آتے ہیں اور بیمار و پریشان کی مزاج پرسی کو جاتے ہیں تو اس کے یہاں خوب ٹھونس کر آتے ہیں اور بیماری و موت میں مہمان نوازی کبھی کبھی کوڑھ میں کھاج اور گھونسے پر لات کا کام کرتی ہے میرا مشورہ تو یہ ہی ہے کہ بیماروں کی مزاج پرسی میں کچھ نہ کچھ مدد کے طور پر دینے کا رواج بنایا جائے خاص کر غریبوں ناداروں کو اور وہ بیمار آدمی اگر صاحب نصاب نہ ہو تو زکوۃ و عشر اور

صدقۂ فطر بھی دیا جاسکتا ہے اور اس کو بتانا بھی ضروری نہیں کہ یہ زکوۃ ہے اور لینے والے کو شرم نہیں کرنا چاہیے آخر بیاہ شادی کے موقع پر بھی تو نیوتے لکھوانے کے لئے کسی کو بیٹھایا جاتا ہے اس وقت شرم نہیں آتی۔

بے ضرورت سفر کے خرچے

کچھ لوگوں کو بے ضرورت سفر کرنے گھومنے پھرنے میں بہت مزہ آتا ہے اور خوامخواہ رقم اور پیسے کو برباد کرتے ہیں جب کہ حدیث شریف میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے آدمی کو نیند بھر سونے اور کھانے پینے سے روکتا ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی کسی ضرورت سے جدھر جائے جب وہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو گھر لوٹنے میں جلدی کرے یہ حدیث بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی۔'' (مشکوۃ باب آداب السفر فصل اول صفحہ ۳۳۹)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سفر دینی یا دنیوی خاص ضرورت سے ہی کرنا چاہیے ایک دیندار اسلامی مزاج رکھنے والے کو بے خاص ضرورت سفر سے بچتے رہنا چاہیئے اور اپنے گھر یا ٹھکانے پر رہنے کی عادت ڈالنا چاہیئے اور جہاں رہتا ہے وہیں دل کو لگانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ خاص کر عورتوں کو سفر سے بہت زیادہ بچنا چاہیئے ان کے لئے سفر کرنا یا انکے ساتھ سفر کرنا بڑی مصیبت اور پریشانی ہوتا ہے مگر آج کل جہالت کا یہ عالم ہے کہ بیاہ شادی کی تقریبات یا بیماروں کی عیادت یا موت ہو جانے پر مرد جائیں یا نہ جائیں لیکن عورتیں ضرور جائیں گی اور صرف مردوں کے آنے کو اہمیت نہیں دی جاتی عورتیں اگر نہ آئیں تو رشتے داروں کو

شکایت رہتی ہے بات دراصل یہ ہے کہ شیطان نے انسانوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اور صحیح راستے سے انہیں بھٹکانے میں لگا ہوا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ عورتوں کو جانے ان کے لے جانے ان کو کہیں رکھنے یا ٹھہرانے سفر میں سواریاں نہ ملیں تو کہیں رات گذارنے یا گاڑیوں بسوں میں بھیڑ بھاڑ ہو تو ان کو ان میں چڑھانے بیٹھانے اتارنے پیشاب پاخانے کی حاجت ہو جائے تو انہیں ان منزلوں سے گذارنے میں کبھی کبھی کیسی دقتیں الجھنیں پریشانیاں اور کبھی جسموں کی ناقدریاں بے عزتیاں جھیلنا پڑ جاتی ہیں۔ مگر ہوا کرے جاہل لوگوں کو اپنی جہالت سے باز آنا بڑا مشکل ہے اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ عورتیں کسی جگہ جائیں خواہ بیاہ شادی کی تقریب میں یا میت کے موقع پر ان کے جانے سے کوئی کام گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے

اور آج کل تو لڑکیوں عورتوں کو اغواء کرنے راستوں سے ان کے غائب اور لاپتہ ہو جانے کے واقعات میں اب کافی اضافہ ہو گیا ہے اخبارات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف ہندوستان میں روزانہ ایسے ہزاروں واقعات ہو رہے ہیں۔ اب تھانوں کے چکر لگاتے رہیے سڑکوں پر جام لگا کر پبلک کو پریشان کرنے سے اب کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب وہ کہاں ملتی ہے اور کبھی ملی بھی تو ایسی حالت میں کہ اسے دیکھا تو سر شرم سے جھک گیا خون کے آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے۔

اسلامی پابندیوں کی مزاق اڑانے والے اسلامی قانونوں کی اہمیت ان کا مقام و مرتبہ اور دنیا کو ان کی ضرورت اس سے پوچھیں جس کی لڑکی بہن بیوی گھومتی پھرتی اٹھالی گئی ہے وہ ہم سے بھی اچھا سمجھائے گا کہ اسلام کیا ہے اور دنیا کو اس کی

کتنی ضرورت ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے اوپر جو حدیث نقل کی ہے اس کا ایک ایک لفظ آج تک اپنی جگہ اٹل ہے ہزار ترقیاں ہو گئیں ہیں مگر سفر اب بھی عذاب کا ٹکڑا بن جاتا ہے کہیں ریلوں کے انجن فیل ہو گئے یا اس کی پٹریوں میں خرابی آ جاتی ہے اور گھنٹوں گھنٹوں ٹرینیں بیابان جنگلوں اور صحراؤں میں کھڑی رہتی ہیں بڑے بڑے وی آئی پی کروڑ پتی ایک ایک بوند پانی کو ترس رہے ہیں ٹرین چھوڑ کر کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ کب چل دے روڈوں سڑکوں پر کئی کئی دن کے ایسے جام لگ جاتے ہیں کہ اچھے اچھوں کو چھٹی کے دودھ یاد آ جاتے ہیں ایکسی ڈینٹ اور حادثوں کے بارے میں تو کچھ پوچھئے مت ہر سو دو سو کلو میٹر پر روزانہ کئی کئی لوگ ایسی موت مر رہے ہیں کہ صورت دیکھی نہیں جاتی اور جو بچ بھی گئے تو وہ مرنے والوں سے بھی زیادہ بری حالت میں ہیں مہینوں مہینوں ہسپتالوں میں چیخ چیخ کر رات و دن کاٹ رہے ہیں ایک ہی کروٹ پر پڑے پڑے جسم کی کھالیں گل گئی ہیں ان کے اوپر ڈاکٹروں کے چھری چاقو ہتھوڑے اور سوجے چل رہے ہیں۔

ہوائی جہازوں پر سفر کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ کبھی کبھی ان میں بھی کیسی کیسی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑ جاتا ہے تکنیکی خرابی یا آندھی طوفان موسم کی ناسازگاری کی وجہ سے کبھی کبھی ایسی جگہوں پر اتارنا پڑ جاتا ہے کہ جہاں کھرے کھروں کے ہوش ٹھکانے لگ جاتے ہیں اور یہ جب حادثے کا شکار ہوتا ہے تو اس میں تو کوئی بچتا ہی نہیں اور لاشیں بھی نہیں ملتیں یا پھر وہ بوٹیاں اور ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی جاتی ہیں۔ لوگ ترقی ترقی کی رٹ لگا رہے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ

آج کے سفر نے انسان کو موت سے اور زیادہ قریب کر دیا ہے اور پیغمبر اسلام نے
اس کو عذاب کا ٹکڑا کہا تھا تو وہ اب بھی کم نہیں ہوا بلکہ اور بڑا عذاب بن گیا پہلے
قافلے کبھی کبھی لٹ جاتے یا بھوک و پیاس سے دوچار ہونا پڑ جاتا تھا کچھ لوگ مر بھی
جاتے تھے یا مارے جاتے تھے لیکن انسان کی یہ گت نہیں بنتی تھی جیسی آج بن رہی
ہے ہزار سچائیوں کی جان ہے اسلام کے عظیم پیغمبر کا عظیم فرمان۔

خلاصہ یہ کہ انسان کو گھومنے پھرنے تفریح کرنے بے ضرورت سفر کرنے کی
عادت سے بچنا چاہیئے۔

کھانے پینے سے متعلق فضول خرچیاں

حلال طور پر ملے تو انسان اگر اچھا عمدہ اور لذیز کھانا بھی کھائے تو اس میں
کوئی حرج نہیں ہے نہ کوئی گناہ لیکن لذیز اور عمدہ کھانے کھانے کی عادت نہیں ڈالنا
چاہیے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کبھی کبھی بے لذت کم ذائقے والے کھانے بھی
ضرور کھاتے رہنا چاہیے خاص طور پر گوشت خوری کی عادت ہرگز مناسب نہیں
ہے ہمیشہ گوشت نہ خود کھانا چاہیے نہ گھر والوں کو اس کا عادی بنانا چاہیے کیونکہ اس
میں لذت اور ذائقہ ہے کہ اس کے عادی کو کوئی اور چیز اچھی بھی نہیں لگتی اور اسے
گوشت نہ ملے تو اس کا پیٹ کھانے سے نہیں بھرتا اور پریشان و دکھی رہتا ہے اور
ہمیشہ گوشت وغیرہ عمدہ اور لذیز کھانے کھانے والے کا نفس موٹا ہو جاتا ہے جو
دینداری کے لئے ضرور نقصان دینے والا ہے (خلاصہ عبارت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر
۲۱ صفحہ ۶۵۷ مطبوعہ پوربندر) رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ گوشت کھانا
پسند تھا لیکن آپ ہمیشہ گوشت تناول نہیں فرماتے اور کہاں کا گوشت آپ کے در

دولت میں تو کئی کئی روز تک چولہے تک نہیں جلتے تھے کھجور، ستو، دودھ، شہد، سرکا
وغیرہ جیسی بغیر پکائی ہوئی قدرتی چیزوں پر کئی کئی دن گذر جاتے تھے۔

حدیث پاک میں ہے:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ما شبع ال محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم منذ قدم المدینة من طعام الخبز ثلاثه لیا ل تبا عاحتی قبض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جب سے حضور مدینہ تشریف لائے کبھی آپ کے گھر میں تین دن تک
لگاتار پیٹ بھر کر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی گئی یہاں تک آپ کا وصال ہو گیا۔
(صحیح بخاری جلد نمبر ۲ کتاب الاطعمة صفحہ ۸۱۵)

ایک دیندار آدمی کے لئے یہ بھی چاہیے کہ وہ پیٹ بھر کر کھانا نا کھایا کرے
ہمیشہ خوراک سے تھوڑا کم ہی کھانا کھائے اور خوراک سے زیادہ کھانا مکروہ و ناجائز
ہے ہاں اگر مہمان کا ساتھ نبھانے یا روزے میں طاقت حاصل کرنے کی نیت سے
لقمے دو لقمے زائد ہو جائیں تو گناہ نہیں جبکہ پیٹ خراب ہونے کا گمان نہ ہو۔
(خلاصہ عبارت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ نمبر ۶۱۵ مطبوعہ پوربندر)

یہ جو دستر خوانوں پر آجکل بے جا اصرار کر کے کھلانے کا رواج بن گیا ہے او
ر زبردستی کھلاتے ہیں۔ یہ بھی لیجئے۔ اور اتنا اور لیجئے۔ میرے کہنے سے لیجئے۔ یہ
سب مناسب نہیں ہے ہاں اگر یقین سے پتہ ہے کہ کھانے والا شرما رہا ہے یا
تکلف کر رہا ہے تو ایک دو بار کہنے میں کچھ حرج نہیں لیکن بار بار اصرار کرنے اور
زبردستی کھلانا یہ تواضع نہیں بلکہ پریشان کرنا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ آپکے زیادہ بار

بار کہنے سے پیٹ سے اتنا زیادہ کھالے کہ پیٹ خراب ہوجائے تو یہ گناہ بھی ہے اور دنیا کا بھی نقصان۔

کئی کئی طرح کے سالن ترکاریاں پکواتے اور کھانے سے بھی بچنا چاہیے ایک ہی قسم پر اکتفاء کرنا چاہیے ہاں اگر ایک قسم کا کھانا کھا نہیں سکے گا طبیعت گھبرائے گی زیادہ ہوں گے تو سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھا کر ضرورت پوری کر سکے گا تو ایسے شخص کو کئی طرح کے کھانے پکوانے کی بھی اجازت ہے مہمان کی تواضع کے لئے بھی ایسا کیا جاسکتا ہے لیکن بے ضرورت محض عیش وتنعم کے طور کئی کئی طرح کے کھانے پکوانا اور کھانا فضول خرچی ہے اور منع ہے دیندار آدمی کا کام نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۱۷۱ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستر خوان پر قسم قسم کے متعدد کھانے نہ ہوتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک میں کبھی دو رنگ کے کھانے جمع نہیں ہوئے (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۶۷۰ مطبوعہ پوربندر)

آنے جانے والوں کی تواضع میں بھی حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہیے اپنی آمدنی اور جیب پر نظر بھی رکھنا چاہیے اور زیادہ واہ واہی حاصل کرنے کے چکر میں خود کو برباد یا قرض دار کر لینا دینداروں، سمجھداروں کا کام نہیں ہے مگر بے وقوفوں کا کوئی علاج بھی نہیں ہے آجکل تو یہ ہو رہا ہے کہ اپنی واہ واہی کے لئے خوب خاطر تواضع کریں گے طرح طرح کے بڑھیا بڑھیا کھانے کھلائیں گے یا پھر باہر کے جان پہچان کے آدمی سے نظریں بچائیں گے راستہ کاٹ کر نکل جائیں گے یہ سب خاطر وتواضع کی زیادتی کی وجہ سے ہو رہا ہے میں کہتا ہوں جو گھر میں پکتا ہے یا پکا

ہے وہی کھلاؤ اور سب کو کھلاؤ بجائے نظریں چرانے کے بلا بلا کر لاؤ اور سادہ کھانا کھلاؤ خاطر وتواضع ضروری نہیں ہاں بھوکوں کو کھلانا اور جہاں تک بس چلے کسی کو بھوکا نہ رہنے دینا ضروری ہے یہ بے وقوفی ہے کھلائیں گے تو بڑھیا عمدہ طرح طرح کا یا پھر بھوکا رکھیں گے یہ سب اسی لئے ہوا کہ آج کے انسانوں کو لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکر نہیں ہے بلکہ اپنی واہ واہی کی فکر ہے لیکن دینداروں اور اللہ والوں کی شان یہ رہی ہے کہ وہ عام طور پر خاطر وتواضع اور عمدہ عمدہ کھانے کھلانے کی فکر نہیں کرتے تھے ہاں جہاں تک بس چلتا کسی کو بھوکا نہیں رہنے دیتے تھے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر کوئی شخص جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا نہ کھائے اور ہمیشہ خوراک سے تھوڑا کم ہی کھائے جہاں تک ممکن ہو سادہ کھانا کھائے عمدہ لذیز چکنے اور مرغن کھانوں سے بچے ہفتے میں ایک دو روزے رکھ لیا کرے خاصکر پیر اور جمعرات کو کہ سنت کا ثواب بھی ملے گا اور وہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہے گا

مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اہل مدینہ کی خدمت کے لئے ایک بادشاہ نے کسی طبیب کو بھیجا کافی دن مدینے میں رہا لیکن کوئی مریض نہیں آیا حضور سے عرض کیا کہ یہاں پر میرے پاس مریض کیوں نہیں آتے ارشاد فرمایا یہاں کے لوگ خوب بھوک سے جب تک نڈھال نہ ہوجائیں وہ کھانا نہیں کھاتے اور جب کھاتے ہیں تو ابھی بھوکے ہی ہوتے ہیں کہ کھانے سے ہاتھ روک لیتے ہیں طبیب نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ بیمار نہیں ہوتے اس کے علاوہ آدمی کو صحت کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ دماغی یا جسمانی محنت سے بچنا چاہیے اور ہر وقت بالکل خالی آرام طلب عیش پرست رہنے سے بھی بچنا چاہیے۔

بیاہ شادی کے فالتو خرچے

اس موقع پر اس بیان کی تفصیل میں میں نہیں جاؤں گا کیونکہ اس بارے میں مَیں نے پوری ایک کتاب لکھ دی ہے جس کا نام ہے ''بیاہ شادی کے بڑھتے اخراجات'' اس کتاب میں اس عنوان کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے کتاب چھپ چکی ہے اور دستیاب ہے۔

میری نظر میں آج کے معاشرے کی سب سے بڑی خرابی اور سماج کی سب سے خطرناک بیماری بیاہ شای کے موقع پر دونوں طرف سے کیے جانے والے فالتو خرچے ہیں اگر ان پر کنٹرول نہ کیا گیا تو آنے والی دنیا نہایت گندی ہوگی ماحول بڑا بھیانک ہوگا۔ آخر جوان لڑکے اور لڑکیاں کب تک صبر کریں گے گھر والے تو بغیر ٹھاٹ باٹ شان وشوکت کے ساتھ شادی کرنے کو اپنی توہین سمجھ رہے ہیں خود ماں باپ خوب موج مستی کر رہے ہیں اور بچوں کے نکاح نہ کر کے انہیں بدکاری کرنے اور کرانے پر مجبور کیا جارہا ہے ایک طرف کم عمر بچے اور بچیوں کو گندے گانے سنا کر گندی اور ننگی فلمیں دکھا کر ان کے جذبات بڑھکائے جارہے ہیں دوسری طرف پڑھائی نوکری یا شادی کے اخراجات کی وجہ سے انہیں بے شادی شدہ رہنے کے لئے مجبور کیا جارہا ہے گھر گرہستی رہن سہن اور بال بچوں کے خرچے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ جب تک نوکری نہ مل جائے یا خوب اچھا کاروبار نہ ہوجائے لوگ شادی کرتے ہوئے ڈر رہے ہیں افسوس کہ آج کی دنیا اخراجات کم کرنے

اور سادہ زندگی گذارنے کے لئے آمادہ نہیں، بے ایمان حرام ورشوت خور اور بے شادی شدہ رہنے کے لئے تیار ہے افسوس کہ آج کی دنیا عشق ومعاشقہ، ناجائز تعلقات، زناکاری وبدکاری کرنے اور کرانے کے لئے سازگار ہے لیکن سنت کے مطابق سادہ نکاح انہیں پسند نہیں آرہا ہے افسوس کی دیکھتے دیکھتے ہی دس بیس سالوں میں بیاہ شادیاں کہاں سے کہاں پہنچ گئیں کتنے لوگ بچیوں کی شادی کے نام پر بھیک مانگنے نکل پڑے اور کتنے لڑکے اور لڑکیاں بے نکاح رہنے کی وجہ سے غلط راہوں پر چل پڑے مگر کوئی رسم ورواج چھوڑنے کو تیار نہیں سمجھانے والوں کی کوئی ماننے والا نہیں اب دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں رسوم شادی کے لئے سوال کرنا حرام ہے کیونکہ نکاح شرح میں ایجاب وقبول کا نام ہے جس کے لئے ایک پیسے کی بھی ضرورت نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰ صفحہ ۶۱۹ مطبوعہ پوربندر)

یعنی نکاح میں کوئی خرچہ ایسا واجب نہیں ہے کہ جس کے لئے بھیک مانگی جائے یا چندہ کیا جائے اور جس کے لئے بھیک مانگنا حرام ہے اس کو دینا بھی حرام ہے کیونکہ یہ حرام کام پر مدد کرنا ہے۔

ویسے لوگوں کو کچھ سمجھ آئی ہے اگرچہ عمل پورے طور پر نہیں کر پارہے ہیں ابھی کئی جگہ ایسے واقعات سنے کہ شادی میں دونوں طرف سے مالدار ہوکر بھی بہت کم خرچہ کیا گیا تو عوام نے اسے اچھا سمجھا اور تعریف کی گئی اور سب نے کہا کہ اچھا کیا اور بہت زیادہ لین دین کرنے والوں کے اگرچہ سامنے لوگ نہیں کہہ رہے ہیں لیکن دل سے برا جان رہے پیچھے برائی ہورہی ہے کیونکہ اس بات کو سب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ بیاہ شادی میں زیادہ لین دین کا رواج ماحول کو آگ لگانا ہے اور دنیا

کو برباد کرنا تو میں نے محسوس کیا کہ ناموری کے لئے بہت زیادہ خرچہ کرنے والوں
کو لوگ اب اچھا نہیں سمجھ رہے ہیں اور ناموری بدنامی بن رہی ہے دنیا کی ناقدری
خدائے تعالیٰ دنیا ہی میں کرادیتا ہے

کچھ نیازوں فاتحاؤں محفلوں مجلسوں کے بارے میں

نیاز و فاتحاؤں اور عرس و میلاد شریف درگاہوں کی حاضری وغیرہ میں جو
خرچہ ہوتا ہے اس کو فضول خرچی تو نہیں کہا جاسکتا اس کو فضول خرچی کہنا اسلام میں
زیادتی ہے اور گمراہی ہے لیکن ان کو عوام میں بہت سے لوگوں نے آج جتنا ضروری
خیال کر رکھا ہے وہ بھی ان کی نادانی اور ناواقفی ہے ادھار اور قرضے لے کر نیازیں
فاتحائیں کرنے کے واقعات کی کثرت ہے گھر میں میت کے موقع پر خواہ کہیں
سے کرے کیسے ہی کرے تیجے سوئیں بیسویں اور چالیسویں میں کئی کئی ہزار روپیہ
خرچ کرنا ضروری سا ہوگیا ہے حالانکہ شرعاً اس میں سے کوئی کام فرض و واجب اور
ضروری نہیں ہے پہلے دس بیس روپے کی مٹھائی منگوا کر میلاد شریف پڑھوادی جاتی
تھی اب میت کے چالیسویں وغیرہ کے موقع پر مقرروں و شاعروں کو بلا کر جلسے یا
مشاعرے کرنا بھی ضروری سا ہوتا جارہا ہے اور خوف خدا اور آخرت کی باتیں سن کر
رونے آنسو بہانے کی بجائے شعر و شاعری میں خوب رات بھر واہ واہ ہوتی ہے کود
کود کر داد دی جاتی ہے سنجیدگی اٹھتی جارہی ہے۔

ان چالیسوں کے موقع پر دعوتیں کر کے خوب بڑھیا بڑھیا پلاؤ بریانی روٹی
قورما کھلانا اور کھانا اور جلسے کے نام پر رات کو واہ واہ اور کود پھاند مچانا دیکھ کر تو ایسا
لگتا ہے کہ یہ مرنے والے کی موت پر خوشی اور جشن منارہے ہیں اور یہ گھر گھر آئے

دن کے پروگراموں میں تیز آواز والے لاؤڈ سپیکر لگا کر آدھی آدھی رات تک
پروگرام کرنا ہو سکتا ہے اس میں آپ کسی سونے والے کی نیند میں خلل ڈال کر یا
غمگین و بیمار آدمی کی پریشانی بڑھا کر کسی کی عبادت و تلاوت میں مخل ہو کر بجائے
ثواب کے گناہ کماتے ہوں میرا مشورہ ہے کہ آئے دن گھر گھر جو مجالس ہوتی ہیں
ان میں اگر مائیکروفون ہو تو بس ایسا ہی ہو کہ جس کی آواز کم سے کم دائرے میں ہو
اور محدود ہو اور مائیکروفون نہ بھی ہو تو کچھ حرج نہیں مقصد ثواب سے ہے تیز
آوازوں سے ثواب بڑھتا نہیں بلکہ گھٹ سکتا ہے پروگرام نہایت مختصر ہو مطلب
ثواب سے ہے نا کہ دکھاوے سے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں

قرآن مجید کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر اتنی آواز سے نہ کرے کہ
خود اپنے آپ کو تکلیف ہو یا کسی نمازی یا ذکر کرنے والے کے کام میں خلل ہو یا
کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یہ حکم قرآن کے بارے میں ہے جو افضل الذکر ہے پھر آج کے محفلوں مجلسوں
میں شعر و شاعری کو اور تقریروں کو تیز آواز والے لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے جو کہیں
کہیں رات رات بھر سنائی جاتی ہیں اس کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔

یہ ہی اعلیٰ حضرت دوسری جگہ فرماتے ہیں:

مگر ایسا جہر یعنی بلند آواز سے ذکر خدا و رسول کرنا جس سے کسی کی نماز یا
تلاوت یا نیند میں خلل آئے یا مریض کو ایذا پہنچے ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰ النصف آخر صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ بیسلپور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ہاں دوسرے مسلمانوں کو ایذا نہ ہونے کا لحاظ لازم ہے سونے والوں کی نیند میں خلل نہ ہو نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو جیسا کہ بحر الرائق اور رد المحتار میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ برکات رضا پور بندر)

یہاں سے یہ بھی پتہ چلا کہ بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے جو مل جل کر بلند آواز سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشعار میں سلام پڑھا جاتا ہے اور لوگ نماز و تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے ہیں یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں جب نماز کا وقت نہ رہے تب پڑھیں یا آہستہ آہستہ پڑھیں جیسے ہر نماز کے بعد مدینے شریف کی طرف منھ کر کے آہستہ آہستہ الگ الگ پڑھتے ہیں اس کا ثواب بھی کم نہیں ہے۔ اور جہاں تک دوسرے فرقوں کو چڑانے یا جلانے کا معاملہ ہے تو خیال رہے کہ مذہب چڑانے اور جلانے سے نہیں پھیلتے اصول پسندی ہی سے سچائی غالب ہوتی ہے اور حق پسندی ہی غیروں کے دل میں جگہ بناتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب امجدی فرماتے ہیں:

اگر لوگ نماز ادا کر رہے ہوں تو بلند آواز سے سلام نہ پڑھا جائے کہ اس سے نمازوں میں خلل پیدا ہوگا اور نمازوں میں خلل پیدا کرنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲۱)

اور رسوم اہلسنت نیاز و فاتحہ میلاد شریف وغیرہ سے متعلق انہیں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی چند وضاحتیں صراحتیں اور عبارتیں ملاحظہ فرمائیے۔

لکھتے ہیں:

(۱) نذر و نیاز شہدائے کربلا و عرس بزرگان دین مستحبات سے ہیں اور مستحب پر جبر نہیں کیا جا سکتا فاتحہ و صدقات و سوئم و چہلم قبر کو پختہ بنانا قدر سنت سے زائد ہے۔ (خلاصہ عبارت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۶ صفحہ نمبر ۲۸۸ اور ۲۸۹)

اسی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۸۸ پر لکھتے ہیں

فاتحہ و عرس کے لئے شرع سے کوئی مطالبہ نہیں

صفحہ نمبر ۵۵۳ پر ہے مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر ولادت اقدس و فضائل علیہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانا ولادت اقدس کی خوشی کرنی اس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنا بلاشبہ جائز و مستحب ہے

اور لکھتے ہیں:

او صو ابترک التزام مستحب اذا خیف ان یظنه العوام و اجباً

اگر یہ خوف ہو کہ عوام مستحب کام کو واجب سمجھ لیں گے تو علماء نے اس کو پابندی سے نہ کرنے کی وصیت کی ہے

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۰۴ مطبوعہ مبارک پور)

اور ایک نہایت درجہ بزرگ سنی عالم حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے تقریباً ۱۲۵ سال پہلے نیاز و فاتحہ میلاد و سلام عرس بزرگان دین کے ثبوت میں (انوار ساطعہ) نام کی لاجواب کتاب لکھی تھی انہوں نے بھی اپنی اس کتاب میں یہ سب صاف طور پر بیان فرما دیا اس نیاز و فاتحہ اور میلاد شریف کے متعلق وہ فرماتے ہیں۔

اس میں کس کو کلام ہے کہ ایک امر خیر اور کار ثواب ہے کہ مستحب ہے جو کوئی

اس کوواجب یاواجب سے بھی زیادہ اعتقاد کرے گااس کے حق میں منع کیا جاوے گا۔(انوار ساطعہ برحاشیہ براھین قاطعہ صفحہ نمبر ٦٩)

صفحہ ١٤٨ پر لکھتے ہیں

قرض دار آدمی کو صدقات کرنا خواہ اپنے لئے کرے خواہ میت کے لئے شرع میں مستحسن نہیں......ایسا آدمی محض الحمد اور سورتیں پڑھ کر بخش دیا کرے

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا کہ فاتحہ میں خرچ کرنا افضل ہے یا دینی طالب علم کی مدد کرنا تو جواب میں فرمایا طالب علم کی مدد میں فاتحہ میں خرچے کے مقابلے ٧٠ گنا ثواب زیادہ ملنے کی امید ہے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ١٠ صفحہ ٣٠٥ مطبوعہ لاہور۔

مولانا مفتی جلال الدین صاحب امجدی فرماتے ہیں:

اولیاء کرام کا عرس جائز ہے ضروری نہیں اور کوئی مسلمان عرس کو ضروری سمجھ کر نہیں کرتا (فتاویٰ فیض الرسول جلد نمبر ٢ صفحہ ٦٧٢)

اور جو لوگ حرام کماتے رشوتیں لیتے تیرا میرا مال دباتے مزدوروں اور کام کرنے والوں کی اجرت روک کر قرض لے کر دینے کا نام نہیں لیتے اور پھر نیاز و فاتحہ کرتے ہیں لنگر لٹاتے اور عرسوں اور درگاہوں پر جاتے ہیں ان کے لئے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کافی ہے۔

ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے (مشکوۃ صفحہ ٢٤١)

اس سلسلے میں کچھ بیان میری کتاب درمیانی امت میں بھی آگیا ہے یہاں یہ اور بتادوں کہ جو عوام نے مستحب اور صرف جائز کاموں کو فرض و واجب سمجھ لیا

یہاں تک کہ ادھار اور قرضے لے لے کر نیازیں فاتحائیں تیجے دسویں چالیسویں کرنے لگے اور درگاہوں پر چادریں چڑھانے جانے لگے اس میں بعض ان مقررین و واعظین کی بھی بھول رہی کہ جنہوں نے ان مستحبات اور بدعات حسنہ کے ثبوت تو دیئے لیکن ان کی شرعی حیثیت کو ظاہر نہیں کیا ان کی بے توجہی رہی کاش ان لوگوں نے نیاز و فاتحہ عرس و میلاد سلام و قیام لنگر لٹانے اور مزار بنانے اور مرید ہونے قرآن خوانی کرنے تیجے دسویں بیسویں اور چالیسویں کے ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی اسی وقت قوم کو بتا دیا ہوتا کہ ان کاموں کی حیثیت اسلام میں صرف بدعت حسنہ ایک نفل اور مستحب کی ہے جنہیں کرنا فرض و واجب نہیں ہے صرف ایک اچھا کام ہے کوئی کرے تو اچھا ہے نہ کرے تو گناہ گار نہیں۔ تو بڑا اچھا ہوتا اور اسی بے توجہی یا بھول کا نتیجہ ہے کہ ادھر بدمذہبوں باطل پرستوں کا رد ہوتا رہا اور ادھر عوام میں ایک اچھی خاصی تعداد بلکہ ایک گروہ اور فرقہ ایسے لوگوں کا تیار ہوگیا کہ صرف یہ ہی سب کام ان کا مذہب بن کر رہ گئے اور انہیں نماز روزے احکام شرع سے کوئی واسطہ نہ رہا یہ ایسے نیاز و فاتحہ عرس میلا اور قرآن خوانی میں لگے کہ نماز روزے زکوٰۃ کو بھول گئے یہ ایسے درگاہوں اور مزاروں پر گئے کہ مسجدوں سے دور ہوگئے یہ ایسے بزرگوں کے ماننے اور ان کو پکارنے والے ہوئے کہ اللہ رب العزت سے دعا مانگنا اس کی بارگاہ میں رونا اور گڑگڑانا گریہ و زاری کرنا چھوڑ بیٹھے حلوہ پوڑی کھچڑا ملیدہ پلاؤ اور بریانی ان کے یہاں مذہب کا ایک لازمی حصہ بن کر رہ گئیں اعتقاداً نہ صحیح تو عملاً کتابوں میں نہ صحیح تو معاشرے میں حالات دکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے انہوں نے اسلام کو بدل ڈالا اور جو مذہب پہلے تھا وہ اب نہ رہا اب مسجد میں چند لوگ مشکل سے نظر آرہے ہیں مزار شریف پر بھیڑ لگی

ہے اذان کی آوازیں سن کر تو کوئی حرکت یا ہل چل نظر نہیں آتی ہر کام جوں کا توں
جاری ہے لیکن کہیں قل شریف یا عرس یا جلسہ ہو رہا ہو تو ہر طرف خاموشیاں اور
سناٹے ہیں۔

آج ہمارے عوام میں کتنے سرمایادار ایسے ہیں کہ جو لمبی لمبی رقمیں ہزاروں
لاکھوں کے نوٹوں کی گڈیاں عرس و نیاز لنگر اور فاتحاؤں جلسے اور جلوس پیروں
مقرروں اور شاعروں کے لئے نذرانوں کے نام پر خرچ کر ڈالتے ہیں لیکن جن
کے دم سے مسجدیں آباد ہیں خدا کے گھروں میں نمازیں اذانیں ہو رہی ہیں ان
اماموں اور مؤذنوں کیلئے انہیں چھ مہینے کے بعد پانچ کلو غلہ دینا بوجھ معلوم ہو رہا
ہے سو دو سو روپے تنخواہ میں اضافے کرنے پڑ جائیں تو بچوں کو نماز روزہ سکھانے
والے قرآن کریم قاعدے پارے پڑھانے والے اچھے بھلے مولویوں حافظوں کا
حساب کر دیا جاتا ہے جب کہ اسلام کی اصل یہی نماز روزے احکام شرع قرآن
سیکھنے اور سکھانے میں خدا بچائے ایسی گروہ بندی سے جو آدمی کو حق لکھنے اور کہنے
سے باز رکھے ہماری عمر بھی باطل اور گمراہ فرقوں کا رد کرنے میں گذری ہے لیکن مرنا
ہمیں بھی ہے صحیح بات عوام وخواص تک پہنچانا ضروری ہے ہمارے لئے ضروری
ہے کہ ہم یہ اعلان کریں اور کھلے بندوں قوم تک یہ پیغام پہنچائیں کہ وہ تمام رسوم
اہل سنت اور بدعات حسنہ جو جس طور پر رائج ہیں اور اپنی اس مخصوص صورت وشکل
میں خاص زمانۂ پاک رسالت مآب صحابہ وتابعین میں نہیں تھے ان کی شرعی حیثیت
ایک امر مباح جائز مستحب و مستحسن و کار خیر کی ہے وہ ہرگز ہرگز فرض و واجب اور
شرعاً لازم وضروری نہیں ہے مثلاً نیازوں اور فاتحاؤں کی مروجہ رسمیں محفل میلاد
شریف کا انعقاد جلسے اور جلوس عرس اور لنگر کسی مخصوص پیر سے مرید ہونا نام پاک کو

سن کر انگوٹھے چومنا قبر پر اذان پڑھنا اذان کے بعد تثویب جسے اب صلوٰۃ کہتے
ہیں وہ پکارنا نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ باندھ کر مدینے شریف کی طرف
متوجہ ہو کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا، قرآن خوانی کرنا وغیرہ وغیرہ
ان کاموں کو نہ کرنے والا بھی گمراہ یا گناہ گار نہیں ہے ہاں جو انکا سرے سے انکار
کرے شرک و بدعت یا ناجائز و حرام کہے وہ ضرور باطل پرست ہے اور کار خیر سے
روکنے والا ہے بڑا محروم اور بدقسمت ہے۔

شاید کوئی صاحب یہ خیال کرتے ہوں کہ ان کاموں کو پابندی سے کرنے
ان پر خوب زور دینے اور عملاً فرض و واجب قرار دینے میں مصلحت اور حکمت ہے
اور باطل فرقوں سے عوام کو بچانے کی ترکیب لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اگر کرنے
میں مصلحت ہے تاکہ اہلسنت اور بدمذہبوں میں فرق رہے تو کبھی چھوڑنے نہ
کرنے میں بھی مصلحت ہے تاکہ عوام انہیں فرض و واجب خیال نہ کرنے لگیں
۔اگر کسی امر مباح جائز کام کو لوگ ناجائز و گناہ خیال کرنے لگیں تو اس کا کرنا
ثواب ہو جاتا ہے تو اگر اسی کو لوگ فرض و واجب خیال کرنے لگیں تو نہ کرنا بھی
مصلحت وحکمت سے قریب ہو جاتا ہے اہل علم پر یہ خوب روشن ہے اور دونوں قسم
کے لوگوں کی کمی نہیں ہے ان کاموں کو ناجائز اور حرام کہنے والا تو پورا ایک گروہ اور
فرقہ مشہور و معروف ہے اور عوام میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جنہوں نے
صرف انہیں کو مکمل اسلام خیال کر لیا اور یہی بدعات حسنہ ان کا مذہب بن کر رہ گئی
ہیں فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

نماز کے بعد جو سجدہ کیا کرتے ہیں وہ مکروہ ہے اس لئے کہ جاہل لوگ اس کو
واجب یا سنت سمجھ لیتے ہیں اور جس مباح کو لوگ واجب یا سنت سمجھنے لگیں وہ مکروہ

ہے۔ (عالمگیری الجزاء الاول باب ثالث عشر صفحہ ۱۳۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

جب یہ خطرہ ہو کہ عوام مستحب کو واجب سمجھ لیں گے تو علماء کو چاہیے کہ لوگوں کو اس کی پابندی کرنے سے روکیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۵۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حدیث پاک میں ہے کہ امام کے لئے سلام پھیرنے کے بعد صرف داہنی طرف کو مڑ کر بیٹھنے کا رواج ہوا تو مشہور صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی اپنی نماز سے شیطان کا حصہ اس طرح نہ بنائے کہ نماز کے بعد داہنی طرف ہی پھرنا اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت مرتبہ بائیں طرف پھرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

(صحیح البخاری باب الانفتال والانصراف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۱۸)

اور خیال رہے کہ وہ سارے مستحب کام جن کو ہم اہل سنت اور بدمذہبوں کے درمیان فرق سمجھ کر ادا کرتے اور کراتے ہیں ان کو شرعاً بہت زیادہ ضروری فرض وواجب کی طرح کر دینے میں اہل سنت کا فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ کارہائے خیر جس طرح آجکل ہو رہے ہیں خاص اس صورت و شکل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ یہاں تک تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی نہیں تھے بات صرف اتنی ہے کہ جب وہ شروع و رائج ہوئے تو علماء نے ان سے نہ روکا نہ منع کیا کہ آخر اگرچہ نئے ہیں لیکن کام اچھے ہیں ذکر خیر ہے یا کھانے کھلانے ہیں اب اگر انہیں حد سے زیادہ اہمیت دی گئی اور

فرائض وواجبات کی طرح کیے جاتے ہیں تو یہ بات گھانٹی سے نہیں اتر سکتی اور لوگوں کو سمجھائی نہیں جاسکتی اور ایک خاص طبقہ جو کتابیں نہیں پڑھتا یا اس کی کتابوں تک رسائی نہیں وہ عوام کی اس غلط روش کو دیکھ کر ہم اور ہماری جماعت سے دور ہوتا چلا جائے گا اور ہو ہی رہا ہے اور اس میں دخل عوام کی بے راہ روی کو ہے کتابوں میں تو سنی علماء نے صاف کر دیا کہ ہمارے مسلک میں یہ سب کام صرف جائز یا مستحب ہیں فرض وواجب نہیں ہیں اور عام طور سے جائز و مستحب سمجھ کر ہی کیے جاتے ہیں فرض وواجب سمجھ کر نہیں اور جو لوگ گمراہ ہو رہے ہیں ان کی بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے خدائے تعالیٰ انہیں دینی کتابوں کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے اور مذہب اہل سنت پر قائم رکھے۔

موت وقبر کو یاد رکھیئے

دیندار مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان موت کو یاد کرتا رہے اس پر غور کرے سوچے اور ہر وقت اس کا دھیان رکھے موت سے غافل اور اس کی طرف سے بے توجہ ہو جانا سب سے بڑی دنیاداری ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنا یاد رکھنا اس کا ذکر کرتے رہنا دینداری کی اصل ہے۔

اگر انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ قتل عام ہو رہا ہے اور آج رات میں قتل کرنے والے اس کے گھر میں داخل ہو جائنگے اور سب مال لوٹ کر لے جائینگے اور اس کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا جائے گا تو کیا اس کو نیند آئے گی؟ اس کو ہنسی کھیل اور تماشے اچھے لگیں گے؟ اس کو دنیا کی کسی چیز میں مزہ آئے گا؟ ہرگز نہیں حالانکہ قاتلوں اور لیٹروں کے آنے میں کچھ نہ کچھ شک ضرور ہوگا لیکن موت کے

آنے میں ہرگز کوئی شک وشبہ نہیں ۔ پھر تم نے دنیا میں اتنا دل کیوں لگالیا ہے کیوں قہقہے مارتے ہو اس موت کو کیوں بھول گئے ہو جس سے بچنے کی کسی قسم کی کوئی ترکیب آج تک کوئی نکال ہی نہیں سکا اور تم اس کو بھول گئے تو کیا تم اس سے بچ جاؤ گے ۔ بس بات یہ ہے کہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ابھی نہیں آرہی ہے لیکن کیا تمہاری نظر میں ایسے لوگ نہیں ہیں جو کل گھروں اور گھر والوں میں سوئے تھے اور آج قبرستان میں مٹی اور تختوں کے نیچے گہرے گڈھے میں اکیلے پڑے ہوئے ہیں ۔ کیا آپ کو کسی نے یہ گارنٹی دیدی ہے آپ آج رات کو گھر پر سوئینگے ؟ اور یہ لوگ جو دنیا میں لگ گئے ہیں کہ انھیں موت کا ذکر اچھا نہیں لگتا اور یہ اس متعلق باتوں کو پسند نہیں کرتے تو کیا موت سے بچ جائینگے ؟ بھائیو جو لوگ آپ کے دیکھتے دیکھتے دنیا سے ناپید ہو گئے چلتے پھرتے کھاتے پیتے موج مستی کرتے قبرستانوں میں جا کر لیٹ گئے ان پر غور کیا کرو۔

بھائیو نماز کے وقت سستی آئے تو موت کو یاد کر لیا کرو رمضان کے روزے اور زکوۃ کی ادائیگی سے شیطان ورغلائے تو موت کو یاد کیا کرو کسی کو ستانے ظلم کرنے چلو تو موت کو یاد کر لیا کرو ناچ گانوں تماشوں فلموں کی طرف طبیعت راغب ہو تو موت کو قبر کو یاد کرو

میں سچ کہہ رہا ہوں جو موت کو دھیان سے سوچے گا تو وہ غریب رہ لے گا مگر کسی کی بے ایمانی نہیں کرے گا روکھی سوکھی کھائے گا کچے مکان میں رہ لے گا پھٹے کپڑے پہن لے گا لیکن حرام پیسہ گھر میں نہیں آنے دے گا۔

طبران اور بیہقی نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کفیٰ بالموت واعظاً ۔ نصیحت کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے۔
(احیاء العلوم جلد نمبر صفحہ ۴۳۵)

اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اکثرو انکر ھاذم اللذات یعنی الموت

اس کو خوب یاد کرو جو لذتوں ذائقے اور مزے داریوں کو کاٹ دینے والی ہے یعنی موت کو (ترمذی جلد۲ ابواب الزھد صفحہ ۵۴)

مومن کو چاہیے کہ وہ موت سے گھبرائے اور پریشان بھی نہ ہو اور اسے بھولے بھی نہ بس اللہ کو راضی کر کے مرنے کی فکر میں رہے بلکہ موت تو مومن کے لئے خوشی خبری ہے مرنے کے بعد کی زندگی اس زندگی سے کروڑوں درجے بہتر ہے بہت زیادہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آخر وہ مذہب اسلام آتو گیا جس پر چلنے والوں سے اللہ راضی ہے ۔ تم خواہ مخواہ اس کو چھوڑ و اس سے دور رہو تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

موت کو یاد رکھنے کی کچھ ترکیبیں

قبرستان میں قبروں کی زیارت کو جایا کرو اس سے موت کی یاد تازہ رہتی ہے۔ خدائے پاک تمہیں روز سُلا کر جگاتا ہے تا کہ تم اس بات کو نہ بھولو کہ تمہیں مرنا ہے اور پھر زندہ ہونا ہے اور جو سُلا کر جگا سکتا ہے وہ مار کر زندہ بھی کر سکتا ہے اور کرے گا۔

سورج نکلتے پھر اس کو چڑھتے ہوئے اس کی طاقت و قوت تیزی اور جوانی کو تم دیکھتے ہو گے پھر شام کو ڈوبنے کا نظارہ بھی تمہیں اسی لئے روز دکھایا جارہا ہے کہ تمہیں پیدا ہو کر مرنا ہے اور پھر زندہ ہونا ہے ۔ اور جو سورج کو نکال اور ڈوبا کر پھر

نکالتا ہے وہ تمہیں مار کر ضرور زندہ کر سکتا ہے اور کرے گا۔

یوں ہی چاند کو نکلنے بڑھنے اور دھیرے دھیرے گھٹ کر نگاہوں سے اوجھل ہو جانے کو دیکھو اور پھر موت کو یاد کرو اور مت بھولو کہ تم چاند سورج سے زیادہ طاقتور نہیں ہو۔

پیڑ پودھوں پر رونق و بہار اور پھر خزاں پت جھڑ اور اوجاڑ بھی آپ کو موت کی یاد دلانے کے لئے بہت کافی ہے کھیتیوں کا بویا جانا اور پھر ان کا اُگنا ہرا بھرا ہو کر لہلہانا اور جھومنا اور پھر پیلی ہو کر سوکھنا اور کاٹ لیا جانا دیکھ کر بھی ایک ہوش مند کو اپنی موت کی یاد آجانا ضروری ہے۔

دریاؤں تالابوں کا سیلاب میں آپے سے باہر ہونا اور پھر چند دنوں کے بعد ان میں اڑتے ہوئے ریت اور دھول کا منظر بھی آپ کو اپنی موت کی یاد دلانے ہی کے لئے ہے۔ اور جو موت کو بھول گئے ہیں وہ خوب جان لیں کہ موت انھیں نہیں بھولے گی اے دنیا کے عیش و آرام کے معاملے میں حد سے آگے بڑھنے والو بلڈنگوں میں عیش کر کے خدا کو بھول جانے والو کان دھو کے سنو

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبل

دنیا میں زندگی پردیسی اور مسافروں کی طرح گذارو۔

مت مانو مت سمجھو لیکن تم ہو مسافر اور پردیسی ہی کتنے ہی مکانات بنالو کتنے ہی کپڑے اور سامان زندگی جمع کر لو اب میں اس بارے میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا نہ لکھ سکتا ہوں کیوں کہ میرا حال اسوقت خود ان جیسا ہے جو موت کو بھول گئے ہیں خدا توفیق دے تو ان کی کتابیں پڑھو جو ایک سکنڈ کے لئے بھی موت و قبر کو نہیں

بھولے، اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو سبکو موت کو یاد رکھنے کی توفیق دے اور اپنا خوف ہمارے دل میں پیدا فرمادے۔

کچھ لوگ خیال کیے ہوئے ہیں کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی لوگ پیدا ہوتے اور مرتے رہیں گے پوری دنیا کبھی ختم نہیں ہوگی یہ ان کی بڑی بھول ہے اور یہ لوگ بڑے دھوکے میں ہیں۔ دنیا میں انسان غور کرے تو قیامت کی مثالیں بھی مل جاتی ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں ایک ٹرین یا بس سواریوں کو لے کر ایک جگہ سے روانہ ہوتی ہے جگہ جگہ اسٹیشنوں پر نئے نئے لوگ آتے رہتے ہیں اور پہلے سے بیٹھے ہوئے اترتے رہتے ہیں یہ دنیا کی مثال ہے جیسے روزانہ کچھ پیدا ہو رہے ہیں اور کچھ مر رہے ہیں پھر آخری اسٹیشن پر جا کر ٹرین بالکل خالی ہو جاتی ہے یہ قیامت کی مثال ہے کہ ایک دن دنیا بالکل خالی ہو جائے گی۔

بعض درختوں کو دیکھو ان کے پرانے پتے ہر سال گر جاتے ہیں اور نئے نکل آتے ہیں اور پھر وہ بھی گر جاتے ہیں اور دوسرے نکل آتے ہیں یہ دنیا میں لوگوں کے مرنے اور دوسروں کے پیدا ہونے اور آنے کی مثال ہے اور پھر ایک دن وہ پورا درخت جڑ سے اکھڑ جاتا ہے یا پرانا ہو کر سوکھ جاتا ہے یہ ہی قیامت کی مثال ہے۔

اور غور کرنے والوں کے لئے تو دنیا نشانیوں اور مثالوں ہی کا نام ہے اور بھائی انسان تو وہی ہے کہ جس کو دنیا کی ہر چیز میں خدا نظر آنے لگے اور اسے اللہ کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دے اور جو کچھ دکھائی دے تو وہ بھی اللہ ہی کے لئے اسی کی طرف سے اور اسی کا دکھائی دے اور اللہ اللہ کرتا ہوا دنیا سے چلا جائے۔

آخری باتیں

یہ کتاب میں نے یہ سوچ کر نہیں لکھی ہے کہ اس کو پڑھکر سب لوگ سچے پکے مسلمان بن جائینگے لیکن میں ناامید بھی نہیں ہوں سب نہ صحیح لیکن کچھ نہ کچھ لوگ ضرور اپنے اندر سدھار لائنگے ۔ البتہ کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ ہم اپنی ذمے داری نبھار ہے ہیں سب کو مرنا ہے ہمیں بھی مرنا ہے اور موت کا کچھ پتہ بھی نہیں کہ کب آجائے اور مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا پیغام زبان وقلم کے ذریعے بندگان خدا تک پہونچانا میں نے ضروری سمجھا۔ دل میں ڈالنا تو اللہ ہی کا کام ہے ہمارا کام تو پہونچانا تھا وہ ہم نے پہونچا دیا۔ اب کوئی مانے نہ مانے اس کو وہ جانے لیکن قیامت کے روز یہ مت کہنا کہ ہمیں کسی نے بتایا نہ تھا، ہمیں جو معلوم تھا وہ ہم نے آپ کو بتا دیا ہے اور ہم سے جیسے ہوسکا ہم نے ویسے سمجھا دیا ہے اگر اس سے اور اچھی طرح ہمیں سمجھانا آتا تو ہم ویسے سمجھاتے ۔ ہم تو صرف زبان سے بول کر قلم سے لکھ کر چلے اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد از جلد اللہ تعالیٰ ایسے بندے بھی پیدا فرمادے جو اس کا دین نافذ کریں اور اسلامی احکام پر لوگوں کو چلا بھی سکیں۔ معاشرے سے اور سماج سے ہر غیر اسلامی بات نکال کر پھینک دیں اور اسلامی راج ہو اور اسلامی کاج اور مرنے سے پہلے وہ دور ہمیں بھی دکھادے اور ان مجاہدین کے صدقے میں ہماری بھی مغفرت، بخشش فرمادے اور قیامت کے دن کی شرساری سے بچالے اور وہ اللہ ہی ہے جو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے اور دعاؤں کا قبول فرمانے والا ہے۔

مالداروں سے دو باتیں

اے میری قوم کے امیرو، مالدارو، سربراہو، حکومت واقتدار والو زبان اور بات میں اثر رکھنے والو تم اگر چاہو تو کافی دین پھیل سکتا ہے۔ مگر افسوس تم مذہب اسلام اور خدا و رسول کے لئے منہ کے دو بول دینے کو تیار نہیں ہو۔ لوگ تم سے دبتے ہیں ڈرتے ہیں اپنی ضرورتوں اور مطلب کے لئے تمہارے پاس آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ تمہاری بات ان پر اثر کریگی۔ تم کیوں نہیں حق بولتے اور حق سمجھاتے اور کیوں نہیں پیار ومحبت کے ساتھ دین کی تبلیغ کرتے اور ضرورت پڑنے پر اپنی خداداد طاقت وقوت اور دولت کا استعمال کرتے ۔ مبارک ہے وہ طاقت وقوت ۔ اقتدار وحکومت ۔ دولت وثروت جو دنیا میں دین قائم کرنے اور برائیاں حرام کاریاں مٹانے کے کام میں آجائے اور یہ بھی سن لو اگر تم نے ان خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو اس کا دین قائم و نافذ کرنے کیلئے استعمال نہیں کیا صرف نوٹوں ووٹوں کاروباروں اور دھندوں کے لئے لڑتے جھگڑتے رہے تو خدائے تعالیٰ تم کو دی ہوئی ان نعمتوں دولتوں اور حکومتوں کو چھین لے گا کچھ تو چلی گئیں اگر یہ ہی حال رہا تو جو رہ گئی ہیں وہ بھی جائینگی اور جو نواب وزمیندار تھے وہ دوسری قوموں کی غلامی کرتے دکھائی دیں گے۔

غریبوں سے دو باتیں

اے میری قوم کے غریبو نادارو، مفلسو، ناتوانو، بے کسو، مجبور اور پریشان حال لوگو مجھ کو تمہاری حالت دیکھ کر ترس آتا ہے اور میرا دل دکھتا ہے خاص کر جب

میں تمہیں جوئے شراب گانوں تماشوں، سنیموں میں دیکھتا ہوں نمازوں کے وقت باتیں ملاتے یا سوتے دیکھتا ہوں رمضان میں دن میں کھاتے پیتے دیکھتا ہوں کہ تم دنیا میں غریبی اور پریشانی کی زندگی گذارتے ہو اور تم نے اسلام چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کو ناراض کر کے قبر کے عذاب اور جہنم کی آگ کے لئے بھی اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ یہاں بھی پریشان اور وہاں بھی پریشان پھر تم سے بڑا بدنصیب اور زیادہ گھاٹے والا اور کون ہے۔

غریبوں ناداروں اور مزدوروں کی پریشانی جفاکشی اور انھیں محنت و مزدوری کرتے ہوئے دیکھ کر ان کی حالت پر رحم آتا ہے اور پھر یہ دیکھ کر غصہ بھی آتا ہے کہ وہ اس محنت و مشقت کی کمائی کو جوئے شراب میلوں ٹھیلوں تماشوں سینموں اور آتش بازیوں غیر شرعی رسموں اور رواجوں میں گنواتے ہیں اور دنیا وٗ آخرت دونوں کو برباد کرتے ہیں۔

ارے دنیا تو دکھ میں کٹ رہی ہے آخرت ہی کی تیاری کر لو ہوسکتا ہے اس ذریعے سے دنیا بھی سُکھ میں بدل جائے اور اللہ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں بیشک وہ نہایت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے اور اس سے کوئی گلہ اور شکوہ نہیں کیا جاسکتا یعنی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس کی ذات اور ہر بات پر ایمان لانا ضروری ہے خواہ عقل اسے قبول کرے یا نہ کرے کیوں کہ اس کی ذات عقلوں سے بلند ہے اور ہمارا ایمان ہمارے عقل و دماغ پر نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمان پر ہے اور ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

☆☆☆☆

☆☆☆

حدیثوں کی روشنی

غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح

درمیانی امت